DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222580

UNIVERSAL
LIBRARY

بعون صانع بیچون فضل خلاق زمن

گلزار ابراہیم

مطبع نامی منشی نولکشور میں بار فرمقبول طبع ہوا

۸ ۹۱۵۴۳۱۶

التماس - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست اوسکی درخواست کرنے سے چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کتب قصہ جات نظم اردو و کتب قصہ جات نثر اردو و کتب قصص نظم و نثر بھی وغیرہ فارسی درج کرتے ہین تاکہ حسین فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو -

کتب قصہ جات نظم

الف لیلا منظوم - چار جلد مین جلد اول حضرت نسیم دہلوی و دوم و سوم از شایان لکھنوی -
و چہارم از منشی شادی لال ہر ایک سخن گوئی کے استاد -

مجموعہ قصص - شامل پانچ قصہ -
(۱) قصہ سوداگر بچہ (۲) قصہ ماہی گیر (۳) قصہ جمجمہ (۴) قصہ منصور (۵) قصہ شاہ روم مختلف التصانیف -

سنگاسن بتیسی منظوم - از منشی مکھن لال -

چشمہ شیرین - قصہ شیرین و فرہاد -

جوگن نامہ - از میان باطن اکبرآبادی -

ایجاد رنگین حکایات نصایح از میان سعادت یار خان رنگین دہلوی

مجموعہ جوتشے نامہ و تیلی نامہ و افیونی نامہ از بینی رام -

پدماوت اردو - از مولوی قاسم علی ترجمہ شعر الشعراء پدماوت ملک محمد جایسی -

ایضاً - از عبرت و عشرت -

مثنوی گلزار نسیم - قصہ بکاؤلی از پنڈت دیاشنکر نسیم لکھنوی -

فسانہ عجائب منظوم - از منشی بھولا ناتھ -

نلدمن - قصہ راجہ نل و دمن -

ہدیہ انظار - از مولوی ممتاز علی -

مثنوی میر حسن - دہلوی -

یوسف زلیخا اردو منظوم - از شاعر تخلص فگار -

شیرین خسرو بالتصویر - از منشی گوبند پرشاد

بنجارہ نامہ - از میان نظیر اکبرآبادی -

لیلی مجنون - میر تقی ہوس -

بہار دانش منظوم - از تخلص تپش -

مجموعہ قصہ سپاہی زادہ - شامل بارہ قصہ -
(۱) قصہ سپاہی زادہ (۲) چار باغ رنگین (۳) قصہ محمود شاہ (۴) سوداگر بچہ (۵) عاشق کا جنازہ (۶) قاصد نامہ (۷) ہنس نامہ (۸) تندرستی نامہ (۹) دکھ سکھ نامہ (۱۰) دولت نامہ (۱۱) بھوجپال نامہ (۱۲) رنگین نامہ -

طلسم شایان داستان امیر حمزہ از منشی طوطا رام شایان

ترجمان عصمت منظوم - از منشی کریم بخش تخلص احقر -

نالہ منظور منظوم - از سید منظور احمد -

بکٹ کہانی - از الٰہی بخش -

سراپای بتصویر عجم - از منشی اشرف ... بت

باغ عاشق قصہ گل و صنوبر از پنڈت کنہیا لال -

گلدستہ شجاعت ترجمہ اردو نظم سکندر بحری و بری از مولوی غلام حیدر گویا موی

بعوضِ صنّاع مکین مکان فضل خلائق میں روز زمان

گلزار ابراہیم

مطبع نامی منشی نولکشور میں بہ طبعِ مزیّن مقبول جہان ہوا

۵۸۴۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ دفتر دوسرا ہی بحر الحقیقت کا اور نام اسکا گلزار ابراہیمی ہی اسمین بظاہر قصہ ہی عاشق ہونیکا ادہم کے اوپر دختر بادشاہ بلخ کے اور تکالیف اور محنت کھینچنی اونکی عشق مین بادشاہزادی کی اور مر جانا بادشاہزادی کا بیمار ہوکر اور بعد مرنیکے قبر سے نکال لیجانا ادہم کا لاش کو بیقراری عشق مین اور پھر زندہ ہونا اُس دختر کا اور نکاح ہونا ادہم کا اوس شاہزادی سے اور پیدا ہونا حضرت ابراہیم کا اُس دختر سے اور دریافت ہونا بادشاہ بلخ کو حال زیست دختر کا اور لانا بیٹی کو اور ابراہیم کو اپنے گھر اور بعد بلوغ کے ولیعہد کرنا ابراہیم کو سلطنت پر اپنی جا اور ترک کرنا بادشاہی کا اور درویش ہونا انکا یہ قصہ ظاہر مین بطور افسانہ اور کہانی کے ہی اور مراد اس سے اور ہی اور نظر غور سے یہ حال ہر ایک بشر کا ہے اور اسرار باطن کے بہت اسکے اندر مندرج ہین اگر بنظر غور کے سمجھے اور گوش دل سے پنبۂ غفلت کو نکالے تو اکثر راز باطن کے منکشف ہو وین اور فایدہ کلی حاصل ہوں عاقلونکے واسطے طغرای ہدایت اور غافلونکے لیے افسانہ اور حکایت ہی بیان اسکے شروع ہے حمد اور تعریف اللہ جلشانہ اور بیان قدرت کاملہ اوسکی کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اُس خدای پاک کو — مرتبے[۱] جسنے دیے ہین خاک کو
حمد ہی اُس مالکِ جبار کو — رزق[۲] جو دیتا ہی ہر جاندار کو
حمد کرنا کب ہی مقدور بشر — کہتے ہین کچھ کچھ عبادت جانکر
حد سے زاید حمد خلاق قدیر — خون کو جسنے کیا پستان مین شیر
آدمی[۳] کو خاک سے پیدا کیا — اپنے اوپر آپ اُسے شیدا کیا
عرش و کرسی پر بشر کو راہ دی — لامکان تک اُسکی جولانگاہ کی
عشقبازی آپ بھی پھر اُس سے کی — جب ہوا وہ محرم رازِ خفی
حسن کی اپنے دکھا کر آب و تاب — عاشقونکا دل کیا غم سے کباب

۱ [illegible]
۲ عطا فرمود ۱۲
ومامن دابة فی الارض الا علی اللہ رزقہا ۱۲
۳ انا عرضنا الامانة ... ۱۲

اسسے طغیانی و فسق و سرکشی / اس سے بندہ پروری ہوتی رہی
فہم سے برتر ہی اُسکا کاروبار / نیک و بد پر ہی اُسی کا اختیار
ملحد و منبع بت پرست و بت تراش / گبر و ترسا و جہود و بدمعاش
سب سے رابطہ آشنائی ہی اُسے / دل مین ہر اک کی رسائی ہی اُسی
دوستونسے گاہ ہو بیگانگی / دشمنونسے ہو کبھی ہم خانگی
دوستونکو در بدر رسوا کرے / دشمنونکا جو کہین کہنا کرے
کعبہ مین پیدا کرے زندیق کو / لاوے بتخانہ سے وہ صدیق کو
عالم و فاضل ہو شیطان لعین / امی مطلق ہو خیر المرسلین
بلعم باعور کو دوزخ سے ملے / جنتی ساحر بنین فرعون کے
چاہ بابل مین معذب ہون ملک / ہو مقام زہرہ بالاے فلک
پشہ دے نمرود کو فاحش شکست / باد صرصر سے ہو قوم عاد پست
زوجۂ فرعون ہووے طاہرہ / اہلیۂ لوط نبی ہو کافرہ
پرورندہ جسکا ہو روح الامین / ہو وہ گوسالہ پرست وہ بایقین
زادۂ آذر خلیل اللہ ہو / اور کنعان نوح کا گمراہ ہو
دشمنونکو دین ہزارون نعمتین / رزق و صحت عیش صدہا راحتین
دوستونکو اپنے رنج و تاب دے / مبتلا ہون امتحان کے واسطے
روتی روتی بے بصر یعقوب ہو / طعمۂ کرمان تن ایوب ہو
ہو کوئی مقتول از رہ دو نیم / طشت مین یحیی کا سر کاٹے لئیم
گبر و ملحد کو کرے صدیق وہ / دم مین مومن کو کرے زندیق وہ
دیر کو مسجد کرے مسجد کو دیر / غیر کو اپنا کرے اپنے کو غیر
کربلا مین قرۃ العین نبی / لال زہرہ کا حسین ابن علی
ظالمونکے ہاتھ سے ہو یون شہید / اور اپنا کام دل پاوے یزید
ہو حسن کا زہر سے ٹکڑے جگر / دشمنان حق کو ہو یون کر و فر
عقل سے برتر خدائی ہی تری / فہم سے باہر خدائی ہے تری
کچھ نہین دم مارنیکا ہی مقام / پہونچے کب حکمت کو تیری فہم عام
جو کہ تو کرتا ہی برحق ہے بجا / عقل اُسکی کنہ کو پہونچے گی کیا
کرتا ہی جو کہ تو کل کاریان / عقل بندہ کی کہان پہونچے وہان
خاک سے پیدا کرے الماس کو / سنگ مین تابش سے خور کی لعل ہو
آپ سے ظاہر کرے زرستان گہر / قطرۂ ناپاک سے پیدا بشر
ریگ سے پیدا کرے الماس کو / سنگ مین تابش سے خور کی لعل ہو
آگ سے پیدا سمندر کو کرے / طعمۂ جاندار اژدر کو کرے
ختم تجھ پر ہو گئی صنعت گری / ہر ہر اک پر تر سے تجھکو برتری
یہ معاذ اللہ مین نے کیا کہا / ہو گئی مجھسے بڑی فاحش خطا
برتری کسکو ہی اُسکے سامنے / مفتری کہنیکا دعوی ہی کسے
مفتری و برتری ہی عصیان / اسکے آگے ذکر اسکا ہی کہان
برتر و نکا چاک ہوتا ہے جگر / آپ زہرہ مفتری و نکا سر بسر
ہی بیان جو برترین برتران / کمترین کمتران ہی وہ وہان
زیر و زبر مین ہی جنکا آوازہ بلند / اسکے آگے ہین ذلیل و مستمند
چرخ با این عظمت و با آب و تاب / ہی تری دریای قدرت کا حباب
لیکے ماہی سے ہر اک شی تا بماہ / تیری یکتائی پہ ہی یارب گواہ

بیان اپنے عجز اور قصور کا اور نہو سکنا حمد رب غفور کا

تیری لایق گو نہین میری ثنا / مین عبودیت کو لاتا ہون بجا
توبھی میری حمد کو مقبول کر / کر نہ عیب و نقص پر اسکی نظر
تو نے خود پیدا کیا ہمکو ضعیف / ہو وہی ناقص تحفۂ مرد ضعیف
کی زبان کو تو نے گویائی عطا / ہو سکے کیا اُس سے پھر تیری ثنا
مین سخندان تو سخن پیدا کرے / مین زبان دان تو دہن پیدا کرے
مین ثنا گو اور تو نطق آفرین / مین بشر ہون تو ہی رب العالمین
ہی زبان اک پارۂ لحم و عصب / حمد اے خالق بیان ہو اُس سے کب
اُس زبان سی تیرا نام پاک لون / سخت مین گستاخ ہون بیباک ہون
آب کوثر سے اگر دھوؤن اُسے / تو بھی وہ لایق نہو اس کام کے

فہم سی برتر ہو جو صد سالہ راہ | کیا کرے وان بندۂ بیدستگاہ
جس جگہ جلتے ہون بال جبرئیل | اُس جگہ دم مارے کیا مجھسا ذلیل

ہو خیال و وہم سی بھی جو پرے | کام کیا وان ذہن کی تیزی کرے
موشگافی اپنی آئے کام کیا | ہو جہان عاجز عقول انبیا

ماعرفنا جس جگہ بولین نبی | حمد کیا اُسکی کرے مجھسا غبی
حلقۂ زنجیر آسا پیچ و تاب | کھاتے ہین مضمون دلمین بیحساب

سینے مین ہی بحر مضمون موج زن | پر روا کرتا نہین اسکو سخن
تو ہی کچھ حمد و ثنا تلقین کر | عقل میری ہوگئی ہی کور و کر

گر کرے طی لسانی تو عطا | حمد کے مضمون ہون مجھسے ادا
تجھپہ روشن ہین مضامین دلی | کھینچتا ہے رنج اب بیجا صلی

میرے پوشیدہ جو تھے وہ سینے مین | سو نہین ہین گو اسی گنجینے مین
یا الٰہی یا الٰہی یا الٰہ | مین ہون تیرا بندۂ بیدستگاہ

مناجات جناب الٰہی مین

پہونچون تجھ تک مجھ مین یہ ہمت نہین | دور رہون تو طاقت فرقت نہین
گر بیان اپنی کرون مین بیکلی | فاش ہو یا اپنا کرون راز دلی

تو وہ گستاخی و بیباکی ہے آہ | چپ رہون تو جان ہو غمسے تباہ
عالم برزخ مین ہون مین بین بین | جان کو میری نہین اک لحظہ چین

زندگانی ہو مرے جی کا وبال | بے حضوری کی ترے اے ذو الجلال
ہے نفس ہر اک تفنگ جانستان | ہے سر ہر موی مژہ نوک سنان

بے ترے دیکھون تو کیا دیکھون بھلا | بے ترے بولون تو کیا بولون بتا
بند تن ہے مجکو بند آہنی | جسکی کڑیان نخوت و کبر و منی

طمع و حرص و بخل و حب مال و جاہ | عجب و پندار و ریا ہین اے الٰہ
رکھ مری شمشیر ہمت سان پر | قطع ہو یہ بند جس سے سر بسر

گر نہو تیری عنایت کی نگاہ | تو ہوا اس بند مین بندہ تباہ
دام مین حرص و ہوا کے کر نہ بند | چاہتا ہی مجھ سے پرواز بلند

آہنی اک پنجرے مین تو کرے قید | حکم فرماتا ہے گر عنقا کو صید
گر یہی منظور ہے تو وہ بتا | اور یہ بند سخت کر مجھسے جدا

ہو نہین آہن تو ہو خود آہن ربا | کاہ مین ہون گر تو کاہ کہربا
تب بر آوے کچھ تمنائے دلی | ورنہ ہے سب جستجو بیجا صلی

ہے اگر مولی نہ بندے کی ضمیر | ہے تلاش اوسکی سراسر زمہریر
سر ٹپک کر مر گئے صد ہا بشر | کچھ ہوئی محنت نہ اُنکی کارگر

وہ بتا رستا کہ اک مقراض لا | میری ہر اک بند کو کردے جدا
کھینچ لیجا بحر وحدت تک مجھے | دے وہ پہونچا شہر الفت تک مجھے

کر عطا دلکو مری ایسی طپش | جس سے جلکر خاک ہو سب غل و غش
مور کو ہے سیر کعبہ کی ہوس | پیر ہے بیچارہ کو کب یہ دسترس

بال پر اپنی بٹھالے گر ہما | تب بر آوے اُسکے دل کا مدعا
بارے رحمت کے ہما کو حکم ہو | تا وہ اس زار نحیف خستہ کو

بال شفقت پر اوٹھا کر لیچلے | طوف کعبہ کو اوڑا کر لیچلے
جسکو تو چاہے رنج چاہے گنج دے | جس سے چاہے گنج لیکر رنج دے

ہین ترے مخلوق دونون رنج گنج | ہین ترے قبضہ مین یارب گنج رنج
رنج محرومی کو میرے دور کر | گنج عرفان سے مجھے معمور کر

رنج مہجوری مین جی ہے مبتلا | راہ اپنی تو مجھے یارب بتا
تو ہی مرشد تو ہی ہادی ہے مرا | دیو غول نفس سے مجکو بچا

غرق بحر معصیت ہون آہ آہ | انتظار معرفت ہون آہ آہ
مین ذلیل و خوار و زار و مستمند | عاجز و مسکین ہون و ناپسند

تو غنی و مغنی و عاجز نواز | بادشاہ ذو الجلال و کارساز
باسط و رزاق و ستار عیوب | قاضی حاجات و غفار ذنوب

تو کرو لتنی جو کہ بدتر ہین یہان | مجھسے سو درجے ہین بہتر بیگمان
جس سے بدتر اس جہان مین کچھ نہین | اس سے سو درجے ہون بدتر بالیقین

نعت سو کرو ہی مجھسے یا رب حسن
ہون مری بدکام یکسر حسن
تا مسمی سی مطابق اسم ہو
اپنے معنی کے موافق اسم ہو

لفظ بیکے ہوت اگر معنی حسن
ہر حسن علکیہ بلکہ احسن ہے سخن
گر حسن ہون لفظ او معنی ہون ہو
عقل کے نزدیک ہر مسطور و دور

گر حسن کو تو پسند اے ذو المنن
تا کہ دونون لفظ او معنی ہون حسن
گر حسن کی مدح کو یا رب جا حمد
ہو نیا ہر دم اوسے القا و حمد

سین اسکا یا الٰہ العالمین
سمع و سبحان سعادت کا ہو سین
یا الٰہی نون کو اس نام کے
نون سے کچھ نور کے حصے ملے

تا کہ نورانی ہو میرا تن بدن
ہو حسن کی بھی حقیقت پر حسن
گو کہ ہین بدکار و نافرجام ہون
شیر یزدان کا ولے ہمنام ہون

جزو پیغمبر امام بوالحسن
حیدر صفدر امام بوالحسن
کرکے تو اوس نام نامی پر خیال
بخش اس عاصی کو بھی اے ذو الجلال

حرمت اسکے نام کی رکھ یا خدا
آتش دوزخ سے مجکو بھی بچا
ختم کرکے یہ مناجات بدیع
روح پیغمبر کو لاتا ہون شفیع

نعت پیغمبر خیر الانام درود اللہ کا اوسپر اور سلام

بہترین اولین و آخرین
فخر جملہ انبیا و مرسلین

گر نہ پیدا ہوتی اسکی ذات پاک
تو نہ بنتے باد و نار و آب و خاک
باعث ایجاد عالم ہے وہی
علت غائی آدم ہے وہی

امی و استاد جبریل امین
ناسخ احکام شرع سابقین
نام اوسکا ہی دوا ہی ہر بلا
احمد مرسل محمد مصطفی

دمبدم اوسپر درود و صد سلام
پہونچے اس عاجز کا تحفہ بالدوام
اسکی تیغ حکم و ہیبت نے کیا
سر کو کفر و شرک کی تن سے جدا

ایسی ایسی کین تدابیر حسن
بت پرستونکو بنایا بت شکن
بت پرست و گبر و ترسا و یہود
کافر و بے ملحد و قوم ہنود

سبکو آہستہ بتدبیر متین
لائے وعظ و پند سے براہ دین
جسنے کی کفنے کی اونکے پیروی
ہو گیا بیشک ہی کامل ولی

جسم ایمان ہے محمد مصطفی
عنصر اوسکے چار یار مجتبی
جانفشانی سے ہوا اونکے قوی
شرق سے لے غرب تک دین نبی

دوست دل سے جو کہ ہو صدیق کا
دل ہوا اوسکا منزل صدق و صفا
جان و دل سے ہو عمر پر جو نثار
ہو وہ منظور جناب کردگار

حب ذی النورین ہو دلمین اگر
ہو وہ دل خورشید سے رخشندہ تر
صدق دل سے لے اگر نام علی
کافر صد سالہ بھی ہووے ولی

ہو مفصل انکا گر معلوم حال
اور آدمی اونکی کوشش کا خیال
جرات و ہمت پر انکی ہو نظر
شوکت اسلام کی یاد ہو خبر

راہ حق مین مستعد رہنا سنے
جان پر لینا بلاؤن کا سنے
جب تب ہی موقوف ہون ہم و خیال
دل سے مشغوف ہون اونکا تو کمال

ہے ہر اک اصحاب سرا ہی با خدا
معرفت کی بحر مین در الدنی
ہین ہدایت کی فلک پر سب نجوم
حامی دین متین بحر علوم

تخم انکی الفتونکے دل مین بو
تا کہ تیرا باغ ایمان سبز ہو
اونکے یارو نمین اگر ہوتی کجی
تھا معاذ اللہ یہ نقص نبی

جو رہین صحبت مین انکی سالہا
وہ ہین سبکے پیشوا و مقتدا
تو اگر اونسے ہی بدظن ای پسر
ہے نبوت کے اثر سے بے خبر

فاطمہ زینب رقیہ ای جوان
ام کلثوم آپ کی ہین بیٹیان
چار یہ دو فاطمہ زہرا کے لال
دین کے گر ہستہ ضرور یہ خیال

جتنے ہین ازواج خیر المرسلین
امہات المومنین ہین بالیقین
اعتقاد انکا ہے جنکے دلمین چست
دین اور ایمان اونکا ہی درست

اونسے جو کوئی کہ ہو بد اعتقاد
دین و دنیا مین رہا وہ نامراد
آل پیغمبر ہین سب کشتی نوح
انکی الفت مین سراسر ہی فتوح

دامن انکا آگیا ہے جسکے ہات
کفر کی طوفان سے پائی ہے نجات
جنکو پیغمبر کہے مثل القرآن
اونکو تو افسوس سمجھا ہی زبون

ہین وہ گویا بدر اثنا کہ ہرے
پیشوا ہے راہ دین مصطفیٰ

گر یہی وہ ہین تو بہتر کون ہے
گروہ بدرہ ہین تو رہبر کون ہے

گو گری صد ہا برس جلد گشتی
کفش پا کو انکی کب پہونچی کوئی

تھا نبی کی اونمین صحبت کا اثر
جسم انکا روح سے ہی پاک تر

خالق تاخیر ہے پروردگار
خلق مین ہمکو نہین کچھ اختیار

جنکو پیغمبر کہے نجم الہدیٰ
انکو صد حسرت کہ تو سمجھے برا

سقف ایمان کی ہین یہ محکم ستون
اس سبب وہ قرن ہے خیر القرون

بالیقین اصحاب کی ہے خاک پا
توتیاے دیدہ ہاے اولیا

کر چکا مین یہ بلاغ بس مبین
آگے اس سے مجکو کچھ قدرت نہین

ہان مگر تاثیر دی اسمین خدا
دلمین تیری ہو اثر اس وعظ کا

سبب تالیف کتاب کا

ایکدن کرتا تھا مین سیر کتاب
گوشۂ خلوت مین کرکے بند باب

شوق دل سے با ہزاران التماس
دیکھتا تھا مین کتاب اقتباس

حال پیدائش کا ابراہیم کی
دیکھکر مجکو عجب حیرت ہوئی

اتفاقاً وہ بفرمان قضا
دخت شاہ بلخ پر عاشق ہوا

اس سے پیدا ہونا ابراہیم کا
ہے عجب دلچسپ رنگین ماجرا

دلمین یون آیا کہ یہ داستان
کیجے ہندی مین لطافت سے بیان

جلوہ ہای قدرت حق دیکھکر
خواب سے بیدار ہو ہر اک بشر

صورت قصہ ہے قشر و راز مغز
ہے وہ افسانہ تو یہ ہے مغز نغز

دونونکے حق مین ہے لیکن سودمند
پردۂ افسانہ مین ہے وعظ و پند

گوہر تابان و در آبدار
خلق پر بیشے کیے ہین یہ نثار

اسکو گنج بادآور جان تو
مخزن یاقوت و گوہر جان تو

پیر و مرشد یہ مری گفتار ہو
کاش سمجھے کوئی اسکے مغز کو

تو بھی اس مغز معانی کو پہونچ
غور کر رمز نہانی کو پہونچ

تا سنو پر باد میری جان کنی
لغو دی بنیاد میری جان کنی

سمجھے تو دل سے گر اسکا مدعا

اسمین ہے مسطور حال اولیا
من و عن تفصیل مین سے لکھا

تھا پدر انکا فقیر بینوا
کہتی تھی ادہم اسی خلق خدا

عشق کا انکے ہے افسانہ عجیب
ہے بہت نادر حکایت ای لبیب

دیکھکر وہ داستان دلکشا
غنچۂ پژمردہ دل وا ہو گیا

خلق کھوے چشم عبرت سے ذری
دیکھی خالق کی نئی صنعت گری

تھا یہ قصہ خلق مین گو مشتہر
بیٹے کھولے اور راز مستتر

قسم اول ہے سفیہونکے لیے
قسم ثانی ہے فقیہونکے لیے

ہو خرد تجکو تو کافی ہے یہی
روبرو ہو نیکو وافی ہے یہی

چاہیے پھیلائین سب ارمان دل
لین گہر ہای معانی متصل

ہے نگار نازنین یہ مثنوی
مغز معنی ہے نہین یہ مثنوی

راز مخفی گو کیا بیٹے بیان
قصے کی پردے مین اے افسانہ خوان

گوش دل کو کھول تو اے بیخبر
تا کہ ان باتونکا دل پر ہو اثر

کھینچ کر تکلیف و رنج بیکران
بیٹے کھولا اسمین اسرار نہان

ہو یہی بس رہبر راہ خدا

آغاز داستان عشق ادہم کا دختر شاہ بلخ پر اور رنج و تکلیف کھینچنی انکی بحال مضطر بہیک کا نا بادہ شورش کا ایاغ دماغ کو اور جانا بادشاہزادی کا سیر باغ کو

عشق کی ہردم نئی ہے ایک شان
عشق ہے [illegible] گر مرآت جان

عشق ہے بیماری دل کا طبیب
عشق [illegible] فاروق الحبیب

بیخزان ہے عشق کی باغ و بہار
عشق ہے ہر دم نیا ہی کاروبار

مرحبا ای عشق عالی مرتبت
مرحبا ای عشق فرخندہ صفت

عشق سے پیدا ہوئے کون و مکان
عشق سے روشن ہین یہ دونون جہان

عشق جس دل مین نہین وہ دل نہین
گل سے بدتر ہے وہ دل ای مرد دین

تا ابد سرسبز ہے گلزار عشق
روز افزون رونق بازار عشق

مرحبا ای شہسوار لامکان
مرحبا ای رہنماے گمرہان

عشق کے آگے شہنشاہ و فقیر
ہی اسیر عشق آزاد جہان
گر نہ پیتی عشق یوسف کی شراب
پیتا گر مجنون نہ اس کلفت کا جام
عشق کی کیا کیا کشایش ہی پدید
کوئی جنس سافل و عالی کہین
یا دعق مین ہی ملایک بالدوام
خاک ہو یہ پنبہ ہزار استخوان
تجھسے مین کہتا ہون اک قصہ عجیب
پیر صد سالہ بھی ہوے نوجوان
یہ روایت راویون نے ہی لکھی
لیک سن میں سال مین تھا نوجوان
صاف طینت نیک خصلت با جمال
گرچہ تھا ظاہر مین وہ شوریدہ حال
تھا بدن اسکا جو آئینہ مثال
قایم اللیل اور دنکو روزہ دار
خورش جبا نکی آتی تھی آب و ہوا
اسکے وہ مرتاض و شب بیدار تھا
اختلاط خلق ہی بیشک بلا
اختلاط خلق ہی مانند سم
کرم سرگین خوار کے آگے نہین
تو جو کثرت مین ہوا ہی مبتلا
رات کو سمجھے عروس غمگسار
بحر وحدت کا اگر ہو موج زن
اسکہ کرتا تھا ریاضت وہ کمال

ہین زیادہ ذرّے سی دونون حقیر
ہی خراب عشق آباد جہان
کب زلیخا کی کوئی لکھتا کتاب
تا قیامت کون لیتا اسکا نام
عشق ہی ہر قفل مشکل کی کلید
عاشقی و عشق سی خالی نہین
غرق ہی بحر ہویت مین مدام
جسم کا باقی نہو نام و نشان
خوب ہے یہ حسب سنایت ہی غریب
ہو دل افسردہ باغ و بوستان
یون ہوئی پیدایش ابراہیم کی
وضع خوب و متقی و نکتہ دان
بوستان حسن کا تھا نونہال
تھا ہویدا اُسمین بھی اسکا جمال
خاک سے دونا ہوا حسن و جمال
رات دن مشغول یاد کردگار
چندروز اُسکا جما تا بسترا
دوست تنہائی کو رکھتا تھا سدا
جو بھا اس سے وہی اچھا رہا
ہو سکے تجھسے تو کر کچھ اسکو کم
لذت حلوا و قند و انگبین
کب ملے خلوت مین تجکو ذا لقا
جانی وحدت کو کہ ہی زیبا نگار
آپ تو کثرت کا پھر ہو پیچ کن
تھا طبیعت پر بہت اسکے ملال

ہی فلک سرگشتہ سودائے عشق
عاشقون کو عشق سی ہی تازگی
ذکر اوسکا ہوتا کیون تا آئین
گر وہ شیرین پر نہوتا مبتلا
ہی زمین سے آسمان تک بیگمان
عشق کی مے سی دہر ہر ہشیار مست
عشق کی یارب تجھے دے وہ شراب
بارگاہ عشق مین ہر ایک شاہ
گرم ہو سنکر سبے افسردہ دل
عشق کی معلوم ہو جو انشوری
باپ انکا تھا فقیر بے نوا
عابد و زاہد کریم و پارسا
تھا زبس آزادہ وہ مرد خدا
خاکساری مین بھی تھی اسپر ہوا
شوق سیاحی سے تھا اسکو کمال
دشت و صحرا مین قلندر وش مدام
ہوتی اُسجا سی طبیعت جب خفا
کرتا تھا اوقات صحرا مین بسر
کیا کہون مین جو مزا خلوت مین ہے
تو سمجھتا ہی اُسے آب حیات
ذہن مین اُسکے بھی ہی ای بیخبر
تیرگی کثرت کی جب ہو دل سی دور
چھوڑ اس کثرت کو تو وحدت مین آ
اُسکو تنہائی مین تھا وہ ذالقا
سیر کرتے کرتے وہ رعنا جوان

ہی جہان پر فتنہ غوغای عشق
دو جہان مین ہی بلند آوازگی
ہوتین نازل آتشین کر شان مین
کب کوئی فرہاد کو پہچانتا
فتنہ و غوغای عشق عاشقان
نشہ الفت سی ہی جاندار مست
جس سے ہون دل اور جگر جلکر کباب
کم ہی ادنی مور سے بی اشتباہ
جا حق اور ہو بند ہو پژمردہ دل
تو بھی سمجھے اُسکی جنگ زرگری
ادہم اُس درویش حق کا نام تھا
عاجز و مسکین غریب و بینوا
ایک جا دلبستگی رکھتا نہ تھا
قد کشیدہ مثل سرو جویبار
سیر اطراف و جوانب کا خیال
عمر کرتا تھا بسر وہ صبح و شام
اور جانب کو وہ جاتا تھا چلا
رہتا عمرانات سے وہ دور تر
ہان سلامت سنجھ وحدت مین ہے
کر خوش آدمی تجکو تنہائی کی بات
وہ سنجا ست نعمتو نیز فوق تر
خود بخود تو ہووے ہر اک سی نفور
چکھ ذرا تو بحر وحدت کا مزا
رہتا تھا جنگل مین وہ مرد خدا
بلخ مین اک روز آیا ناگہان

دیکھکر دلچسپ ہوا کی فزا
سیر کرنے کی لیے وہ دین پناہ
نکسی سوالی نے کچھ بولا حال
تھا زلیس پر دیش خوبی با جمال
ایکدن ناگاہ اوحکم قدیر
تھے کھڑی سودا نفیس جو ہر ار
غرق لعل و زر مین از پا تا بسر
کر رہا تھا چشم عبرت سے نظر
جلد ہو جاؤ دو طرف دو قطار
باادب آہستہ نے بیش و نہ کم
حسن محافی ہیں تھی شہزادی سوار
پوشش زلفت اُسکی دیکھکر
جسکا ہر موتی تھا در آبدار
اتفاقاً اُس محافے کو ادھر
ہونیوالا کوئی ہوتا ہے جو کار
ہوا اگر اسباب ہا ہر چیز و رو
کسب بندے کا اگر ہو کام کا
نیک و بد مین دخل گر اسکا ہوا
ہون سبھی صناع و کاریگر خراب
اپنی رحمت سے وہ شاہ با سخا
جبریہ باتین بنجان ایمان تو
جبر ہی خنطل توکل قند ہے
فرق اسمین اسمین ہے صد سالہ راہ
تند ایسی نسبت سے آئی ہوا
دیکھکر اُس شاہ کو بیتاب سا

متصل اُس شہر کے رہنے لگا
شہر کے اندر بھی آتا گاہ گاہ
کھانا پینا کا کسی سے نے سوال
لگکر غربت دل کو تھی غربت کمال
شاہ کے در پر ہوا اُسکا گذر
اور پیادے بیحد و بیحد سوار
زرق و برق ایسی کہ خیرہ ہو نظر
گونہ گونہ صنعت اللہ پر
ہو پیادے آگے اور پیچھے سوار
ایکسا جلدی بڑھاؤ تم قدم
تھے جڑے لعل و زمرد بیشمار
چوندھیا جاتی تھی سورج کی نظر
کہکشان سو جی سی وہ جیسے نثار
خواہش تقدیر لائی کھینچ کر
غیب سے ہوتے ہین اسباب آشکار
یہ بھی ایسی ہی سمجھ کا ہے قصور
کب کرے مقصد ہین اپنے وہ خطا
پھر وہ بندہ کب ہا مولی ہوا
اُس طرف سے گر نہو مفتوح باب
تجھ پہ کردیتا ہے باب رزق وا
یہ توکل ہے اسے پہچان تو
جبر ہے بند و توکل پند ہے
تجکو اے غافل ہے لازم انتباہ
اُس عماری کا دیا پردہ اوٹھا
دل ہوا اُسکا سپند آسا کباب

دور آبادی سے جا اے ارجمند
مرغ وحشی کیطرح سب سے جدا
صحبت مردم نہین مد نظر
دیکھتا تھا جا کوئی معمور حسین
خلق کا دیکھا وہان پر اژدحام
سیکڑون حاضر غلام ماہ رو
اتفاقاً ہو گیا وہ بھی کھڑا
اسمین بولی ہر طرف سے چوبدار
دختر شہ کی سواری آئی پاس
باغ مین جاتی ہے وہ عفت مآب
کیا محافے کا کرون اُسکے بیان
سو ستونکی ایک جہالر جگمگی
عالم حیرت مین ششدر تھا کھڑا
کھینچ لائی اُس پری رو کو قضا
کسب کو بندے کی دخل اسمین نہین
ہو عبد اسباب و علت سے جدا
ہر بشر ہو کسب سے شاہ جہان
کسب مین بھی رکھ نظر رزاق پر
ہے کلید قفل غیبی کسب یار
کسب کر لیکن خدا کے نام پر
دوست رکھتا ہے توکل کو خدا
جبر مردود و توکل معتز دین
آئی جب اُسکی سواری متصل
بیچ پہلے سے ہوا اسباب عشق
دیکھکر وہ طرز وہ اسلوب خوب

کی اقامت کی لیے اپنی پسند
سیر کرکے شہر کی جاتا چلا
پھر چلے آنا تماشا دیکھکر
کرتا وقفہ اُس مکان پر مرد دین
اور زاید قد سے اسباب دھوم دھام
دست بستہ صف کشیدہ سو بسو
دید ہر اک کی وہان کرنے لگا
اے جوانون جلد ہو تم ہوشیار
جمع جلدی تم کرو اپنے حواس
دل کے ہیلانیکو باصد آب و تاب
لعل و یاقوت و زمرد کا تھا کان
تھی عجب صنعت کی گرد اُسکی لگی
ایک گوشے مین الگ سب سے گدا
جسطرف بیچارہ اوہم تھا کھڑا
ہو وہی جو چاہے رب العالمین
درمیان سے تو بھی یہ پردہ اوٹھا
صاحب حشمت امیر کامران
عقل و صنعت کو الگ رکھ طاق پر
جب کیا تو نے بجد و جہد کار
کچھ بھروسا کر نہ اپنے کام پر
اسکو تو ہرگز نہ بھول اے باوفا
جبر ہے صبر و توکل انگبین
دیکھنے اوسکو لگا یہ خستہ دل
ہو گیا مفتوح ناگہ باب عشق
بحر حیرت مین گیا درویش ڈوب

دم بخود حیران و ششدر رہ گیا
ایک ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا

دیکھ پائی سادہ رو ان اسکا جو حور
یون کہی مجھ مین سراسر ہے قصور

اوسکی نک سک کا کرون مین کیا بیان
چاہیے لکھنے کو عمر جاودان

حسن کی تعریف اسکے کیا کرون
جو لکھون مین اس سے تھی خوبی فزون

جب سواری اسکی آگے کو چلی
دم کو او ہمدم کے ہوئی کچھ بیکلی

سینہ کے اندر دل مضطر ہوا
مثل مرغ بسمل و قبلہ نما

دو پہر کے بعد آیا جبکہ ہوش
عشق نے مارا وہین سینہ مین جوش

عشق نے اسکو دکھایا اپنا رنگ
زیست سے اوہم ہوا اپنی یہ تنگ

گریبان اسکی کرون مین بیکلی
بیکلی مین ہو ہر اک گل کی کلی

تھی نگہ اس بت کی کیا آفت بھری
دم کے دم مین کر گئی جادوگری

بیخزان ہے گلستن و گلزار عشق
عقل سے باہر ہے کاروبار عشق

آتش گل سے کیا بلبل کو خاک
دل چکورون کا قمر سے چاک چاک

خواب مین یوسف کی دکھلا کر بہار
دل زلیخا کا کیا دیوانہ وار

عقل اوسکی دفعتہ زائل ہوئی
ایسی کیفیت اسے حاصل ہوئی

کچھ دکھائی ایسی شیرین کی پھبن
ہو گیا بیجان جس سے کوہکن

چاہیے پیدا ہو لمین درد و غم
رغبت دنیا ہو تا کچھ دل سے کم

ہے سہر اک اسکا گرفتار بلا
بند ہر ہر جز یہ ہین بے انتہا

کٹ سکین وہ بند کب جز تیغ عشق
محو کب وہ داغ ہون جز تیغ عشق

ظاہری کرتا ہے آخر انتقال
عشق باطن کی طرف بی قیل و قال

اسلیے لیکن مجازی ہے بھلا
تا حقیقی کا ملے اوس سے پتا

گلرخون کے عشق سے کیا ہے فگار
دل لگا اور سیر کر جو ہو پایدار

یار و فرزند و برادر اقربا
ہین یہ سب اک مانع حب خدا

رنگ ظاہر پر جو تو مفتون ہے
طفل نابالغ ہے یا مجنون ہے

مرد وہ ہین جو علائق توڑ کر
رکھتے ہین ایزد تعالی پر نظر

الغرض فقدان و خزان وہ گدا
پیچھے پیچھے مثل سائے کے چلا

سدرہ منتہی کی اور شیر برجی کی رہی
کچھ سنی اسکی نہ کچھ اپنی کہی

آنکھین اسکی آہوی مردم شکار
زلف اوسکی مجمع دلہای زار

تھی محافہ مین وہ رشک ماہتاب
جسطرح برج حمل مین آفتاب

جب وہ پردہ اوٹھ گیا ناخواستہ
پھر گیا مدنام سے آراستہ

مرغ بسمل کی طرح دوڑا جوان
ہو گیا تاریک آنکھون مین جہان

جسم گویا بید مجنون ہو گیا
رعشہ تا دیر اسکے اعضا مین رہا

پھاڑ کر کپڑے دنکو آخر وہ جوان
گرتا پڑتا ہو گیا پیچھے روان

ناوک آہ و فغان شعلہ بار
چرخ کے سینہ سے بھی ہوتی تھی پار

اپنی ہستی سے ہوا بالکل فنا
محو مطلق اس پری رو مین ہوا

اس پری پیکر کی جو دیکھے بہار
ہاتھ سے چھوٹے زمام اختیار

عشق کی ساری ہین یہ گلکاریان
جس سے ہے سرسبز گلزار جہان

شمع پر پروانہ کو مائل کیا
سرو سہی قمری کا گھائل دل ہوا

کان مین مجنون کے پھونکا وہ فسون
عشق لیلی مین ہوا اسکو جنون

شہر و اہل شہر سے نفرت رہی
اور دشت نجد سے الفت رہی

وامق و عذرا کو دی پیوستگی
ہیر اور رانجھے سے کی وابستگی

عشق سے قطع علائق مین نگر
تیغ بران سے زیادہ تیز تر

دام مین حرص و ہوا کی سب ہین بند
بند آہن سے ہین وہ محکم دو چند

گرچہ ہے عشق حقیقی کیمیا
ہے مجازی بھی ولیکن کام کا

گر حقیقی ہو تو پھر کیا بات ہے
ظاہری مین بھی تلف اوقات ہے

جو ہوا عشق خدا سے بہرہ ور
ہے وہ شاہ دو جہان بحر و بر

بت پرستی چھوڑ ہو مشغول کار
بت ہے جو ہو جز حق پروردگار

دل کو تیری جس سے ہو پیوستگی
راہ باطن کی وہی ہے بستگی

جب گیا ماہر کا اوسکی رنگ و بو
کیا کریگا پھر تبا ای نیک خو

مرد بنکر رشتہ دنیا کو توڑ
غیر حق جو کچھ ہے اس سے منہ کو موڑ

اصل تو وہ بھی پیسا یہ ارتھا
تھی ہوئی ظاہر جس سے خوار تھا

ہے بڑی ہی ذلت و کرب و قلق / تو وہی ہی ہو گیا گر جان بحق
پیرہن سو جا سی مثل گل تھا چاک / شمع سان ہو ٹھو پہ آہ سوزناک

شمع رو پر مثل پروانہ طپان / گل پہ بلبل کی طرح گرم فغان
جذب گو کرتا ہے کہ کو کہربا / پر کشش سے عشق کی نسبت ہے کیا

جذب آہن کو ہے مقناطیس سے / جذب دل کا پھر نہیں رتبہ اسے
جاذب و مجذوب مین ہے گو کہ راہ / فرق اسمین ہے بسبب اشتباہ

جذب اسمین گو کہ ہے رقت کمان / وہ رجا وہ خوف وہ الفت کہان
جذب گو ہے لیک درد و غم نہیں / لذت دیدار چشم نم نہیں

عشق سے جس دلمین ہے جوش و خروش / اڑتے ہین برق طپان کے اس سے ہوش
کہربا کہ آہن و آہن ربا / عشق وہ شے ہے کہ دی سب کو جلا

ماسوا دلبر کے جو آوے نظر / عشق کر دے خاک اسکو پھونک کر
یہ زمین و آسمان ہے آسیا / بیچ مین جو آ نکلے آیا سو پیا

یہ زمین ہے سنگ زیرین جا نگیر / اور گردان سنگ بالا چرخ پیر
دانۂ خردل ہے یہ خلقت تمام / انکو دلتا ہے یہ ظالم صبح و شام

آسیا مین دانون کو راحت کہان / عشق و عشرت خندہ و فرحت کہان
اسلیے جو دل ہے غم سے چاک ہے / نیم بسمل بستۂ فتراک ہے

مال و دولت سے زیادہ جس قدر / ہے تجھے اوتنا ہی زائد درد سر
مال و ملک و دولت جاہ و جلال / جسقدر بڑھتے ہین بڑھتا ہے ملال

خلق جسکو جانتی ہے بادشاہ / وہ زیادہ سب سے ہے غم مین تباہ
تیر غم کا ہے نشانہ اوسکا دل / سو بلا مین مبتلا و مضمحل

اوسکے سر پر ساری خلقت کا ہے بار / سیکڑون غم سے ہے دل اسکا فگار
کوئی دنیا مین نہیں ایسا بشر / درد و غم سے جو نہو خستہ جگر

گر عطا یا رب مجھے وہ جام عشق / عالم ہستی میں ہوا انجام عشق
یا الٰہی معرفت کا دے مجھے وہ جام / جس سے خودبینی کا ہو قصہ تمام

مناجات بجناب الٰہی

ای خدا اے مالک ہر دو جہان / مرہم ریش دل غمخوارگان

حسب دنیا مین نہ کر مجکو ذلیل / راہ باطن کی مری ہو تو دلیل
گر سنو تیری طرف سے فتح باب / پھر بھلا کیونکر ہو کوئی راہ یاب

مجکو یون سرگشتہ و رسوا نہ کر / راہ کا میری تو ہی ہو راہبر
یون نہ رہنے دے پریشان و تباہ / دستگیری کر مری اے بادشاہ

ہے شب تاریک رہ مین تیرہ چاہ / رہنما تو ہو تو ہو میرا پناہ
دستگیری کر مری تو اے کریم / تو ہے خود غفار و ستار و رحیم

ہین گنہ گرچہ مرے حد سے برون / لیک رحمت ہے تری اس سے فزون
کیونکہ وہ محدود یہ ہے بے انتہا / فوق ہے او سے اسے رتبہ ہے کیا

ہے یہ رحمت سے تری مجکو یقین / سامنے جب مین ہون یا جان حزین
رحم کا اوس وقت تیری ہو ظہور / ظلمت عصیان مبدل ہو بنور

عشق کس جا لے گیا تجکو حسن / رہ گیا بیچارہ ادہم نعرہ زن
عشق کی باتون کی کب ہے انتہا / عاشق دل خستہ کا کہہ ماجرا

سننے کے مشتاق ہین اہل جہان / پھیر تو بھی اپنے گھوڑے کی عنان

پہونچنا ادہم کا اس باغ مین جہان پر شاہزادی سیر کرتی تھی اور روکنا اور جھڑکنا دربانون کا اندر جانے سے اور مار کر ہٹا دینا ادہم کو در باغ سے

دل پہ ادہم کے ہوا ایسا قلق / رنگ چہرے سے ہوا ایک لخت فق
ارغوانی رنگ جو تھا چھپا / دم کے دم مین زعفرانی ہوگیا

وحشیون کی طرح کرتا تھا نظر / دم میں ادھر اور اک دم میں ادھر
نشۂ الفت سے تھا وہ کو رد کر / تھی کشش دل کی ہی اسکی راہبر

یعنی بیقرار

المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا

لقد خلقنا الانسان فی کبد

ان اللہ یہدی من اراد الی صراط مستقیم

سنبلستان عشق کی ہین سنگ زار / ور رو ریحان اسکے رستے مین ہین خار
عیش کو رنج اور عشرت کو غمی / ورد کو درد اور رغم کو خرمی
متصل اس باغ کی پہونچا گدا / جسمین تھی وہ رشک مہ رونق فزا
دیکھکر چارو نطرف تختہ السنگ / دل ہوا اوہام کا دوری سے تنگ
باغ کیا گویا تھا وہ حصن حصین / پہونچے وقت سے جہان فکر ستین
بیٹھے دروازے پہ دربان گھات مین / ہاتھ مین تلوار جھر کی بات مین
چھریان باندھی بیٹھے تھی اسنجا بیت / اور بہری کیسک لیصد ہا بکیت
پہونچا او ہم جاکے جب در کے قریب / دوڑے چارو نطرف سے پیہم نقیب
بوسہ لیکن لیکے وہ دہلیز کا / بیخبر بیہوش ہوکر گر پڑا
ہاتھ مین جو کچھ کہ آیا چوب و سنگ / مار کر اوسکو کیا مرگی کی رنگ
بیخودی سی جب وہ آیا ہوش مین / دل سے یون کہنے لگا اس جوش مین
منزل مقصود تو ہے دور تر / جست اور چالاک ہو سستی نکر
خون دل سے اپنی کر پہلے وضو / جب قدم رکھا اسمین از خندہ خو

عشق یارو ہی عجب نادر طلسم / عکس کر دیتا ہی وہ ہر شے اسم
رنج کو گنج اور الم کو نو بہار / آہ سرد خون دل کو جوئبار
باغ کے چارو نطرف پھرنے لگا / اُس پریرو کا ملے جس سے پتا
ہوگیا ناچار وہ بیدست و پا / سامنے دروازہ کے آکر کھڑا
نے نقب نیچے لگانی سود مند / پہونچے بالائی پہ ذ اسکی کمند
تھے مسلح ہر طرف صدہا سوار / اپنے چوکی پہرے سب ہوشیار
جس مکان مین جا نسکتی ہو ہوا / آدمی پہونچے وہان امکان کیا
کی زبانی گو بہت سی دورباش / اور کہین باتین نہایت جانخراش
حالت غش مین گدا کو کھینچکر / باغ کی سرحد سے پھینکا دور تر
مار کر سنگ جفاے دلخراش / کر دیا اسکے بدن کو پاش پاش
تجکو کرنے ہین ہزارون دشت طے / مضطرب کیون پہلی ہی منزل مین ہے
عشق کا ہے وہ راہی دل مقام / اور تیرا اسمین ہے پہلے ہی کام
سن لے مجھ سی بات اک درویش کی / عاجز و دل خستہ و دلریش کی

حکایت عشق فقیر کی چین کی بادشاہزادی پر اور ناحق قتل کرنا شہزادی کا فقیر کو غصے مین آکر

تھا ختن کے بادشہ کا اک اسیر / زہرہ سیما خوبرو رشک قمر
گلشن خوبی مین وہ سرو روان / حسن کے بازار کا نقد گران
جعد مشکین اسکے دام عنبرین / پھنس رہی اسمین ہزارون مہ جبین
ہوگیا احوال اس درویش کا / عشق سی لیلی کی جو مجنون پہ تھا
نعرہ زن وہ شہر مین ایسا پھرا / شہرۂ آفاق الفت ہوگیا
عشق و مشک آسمین دو ہمراز ہین / بے کہے اور بے سنے غماز ہین
تھی ہر اک محفل مین اسکی گفتگو / جابجا کو بکو و سو بسو
کر نہ ہرگز تو کہین افشای راز / باب آفت تا نہو وے تجھپہ باز
دشمنی تو جان سی اپنی نکر / ہے اس افشا مین ترے جی کا ضرر
صبر کر اور بھید کو اپنے چھپا / تا ترے امید بر لاوے خدا
تند گو اسوقت دیتا ہے مزا / منفعت مین لیک حنظل ہے سوا

شوخ و شنگول آفت سر جان و دل / بات جس سے ہون بت چین و چگل
شکل گو اسکی پری پہونچے نہ حور / قدرت حق نے کیا اسمین ظہور
دیکھکر اس ماہرو کو اک فقیر / ہوگیا دام محبت مین اسیر
جسطرح شیرین پہ تھا غش کوہکن / غم مین یوسف کی زلیخا نعرہ زن
عشق جب آیا تو خاموشی کہان / پردہ پوشی اور سرگوشی کہان
عشق کا درویش کے چرچا ہوا / بام سی وہ طشت زرین گر پڑا
خلق نے اوسکو بہت کی وعظ و پند / اور کہا اس بات سے کر لب کو بند
ہوش مین آیا وہ گو اسسے گذر / تا نہو اس راز کی شہ کو خبر
استعانت چاہ تو کتمان سے / تو بچا وے جسمین اپنی جان سے
شہد حنظل کو نہ سمجھے پند کو / بیش اہل ذوق لیکن قند ہو
حال کو تو چھوڑ دیکھہ اسکا مآل / تا نہو وے شے ترے جی کا وبال

دیکھتے ہیں مرد حق پایان کار
مرد اول ہیں ہیں سب سوا و خوار

کر رہی تو کام ای فرخندہ خو
آخرت میں جس سے ہووے سرخرو

عاشق مسکین کو کیونکر صبر ہو
تاب کب آئے دل بیتاب کو

حاسدوں نے بھی کیا اتنو تو تیز
عاقبت ذی اس سے لی راہ گریز

اسطرح اوسکو دلائی عار و ننگ
حیف سے آتش ہو گیا وہ شوخ و شنگ

بے تامل کہہ دیا جلاد کو
قتل کر اس بیدل ناشاد کو

ہو نہ رنگین خون میں جبتک زمین
یاوہ گوئی سے وہ بچنے کا نہیں

آتش سوزان ہے قہر بادشاہ
رو برو اسکے ہے خلقت برگ و کاہ

اسلیے فرماتے ہیں خیر الوریٰ
عالموں کو جانو تم شمس الضحیٰ

اہل حشمت پاس عالم جاہی کر
خائن اسکو سمجھو کمین سربسر

بندگان حق ہیں مسکین و غریب
کبر سے دور اور ذلت سے قریب

پک کے گر پڑتا ہے میوہ خاک پر
خام ہی جبتک ہے افلاک پر

دور تر بستی سے جا کر ایک جا
سر کیا درویش کا تن سے جدا

کچھ بھی اس درویش نے مارا نہ دم
جان دینے میں رہا ثابت قدم

جو ہوا قطرہ زمین پر جا بجا
تھا وہ شہزادی کا نام دلربا

مرغ بوقلموں ہے اس سے بھی عجیب
نقش اک ظاہر کیا ہے ای حبیب

گوے کی مانند سر غلطاں ہوا
لوٹتا پھرتا رہا وہ جابجا

ہو کے قربان گرد اسکے سات بار
دیکھکر سب کو ہی چشم اشکبار

پیچھے پیچھے خلق باخیل سپاہ
آگے آگے سر رواں با درد و آہ

رفتہ رفتہ پہونچا شہ کے گھر کے پاس
جب تھے خلقت کی اڑی ہوش و حواس

بادشہ سنتے ہی اس احوال کو
آپ آیا سر کے استقبال کو

گوے سا پھرتا تھا سر جو سو بسو
شاہزادی کی فقط تھی جستجو

کچھ مآل کار دل میں سوچکر
لایا شہزادی کو وہ گھر سے بدر

اس کٹے سر میں طپش ہے کسقدر
جذب الفت کا سقر ہے اثر

تو اگر اس کو روکے گا کہیں
یہ کسی جا پر نہ ٹھہرے گا کہیں

زندگی دنیا کی بھی ہے مستعار
آخرش عقبی ہی ہے سبکو کار

بسکہ وہ درویش از خود رفتہ تھا
منع شہ سے دو چند عشق اسکا ہوا

عشق کا ہوتا ہے جس دل میں ظہور
عقل کوسوں بھاگتی ہے اس سے دور

شاہزادی پر کیا پایان کار
راز غمازوں نے اسکا آشکار

تند باتیں سنکے وہ ایسا ہوا
غصے میں اک اور بگولا بن گیا

ہے یہی کردار کی اسکی سزا
جو مجھے رسوا زمانہ میں کیا

بسکہ تھا غصے میں شہزادی کو جوش
عذر خواہی سے ہوئی خلقت خموش

کاہ کو آتش سے لازم ہے حذر
ورنہ جلکر خاک ہو وہ سربسر

گر امیروں سے کریں وہ اختلاط
تمکو پھر لازم ہے اونسے احتیاط

اختلاط اہل ثروت ہے بجا
اونسے جو کوئی ملا خائن ہوا

عجز و غربت ہی وہاں منظور ہے
کبر ہے جسمیں سو حق سے دور ہے

آئے پھر سرہنگ بہر دار و گیر
لیگئے درویش کو کرکے اسیر

مرغ بسمل کی طرح تڑپا وہیں
خون سے اوسکے ہوئی رنگین زمین

تھا زمیں پر قطرہ خون گدا
نقش حرف پاک نام دلربا

کر دیا لوح زمیں پر یک قلم
نام شہزادی کا او ہوئی رقم

کاٹا سر خنجر سے جب درویش کا
اوس فقیر خستہ و دلریش کا

تھی کھڑی اسجا پہ جو خلق خدا
گرد اسکے حلقہ زن وہ سر ہوا

خون چکاں آخر زمیں پر لوٹتا
شہر کے جانب رواں وہ سر ہوا

دیکھکر یہ طرفہ نادر ماجرا
جو وہاں حاضر تھا وہ حیران تھا

جسمیں رہتا تھا وہ زیبا نازنین
رفتہ رفتہ آخرش پہونچا وہیں

بازبان حال کہتا تھا وہ سر
ہوں نہیں مشتاق وصال سیمبر

چشم سے عبرت کی شہ نے کی نظر
اس فقیر کشتہ شہزادہ پر

اور کہا اس سر کو ہاتھوں سے اوٹھا
اضطراب اسکا کہیں کم ہو ذرا

برخلاف طبع جو اس سے ہوا
عشق کے ہیں کام اس سے بھی سوا

عشق کی تاثیر الفت کا اثر
کچھ نہیں موقوف شہزادی پہ یہ

۱ کہربا دل ہو ندا ہے کاہ پر
گزرا اوسکی کشش پر تو نظر
دیکھ حال ایجان مقناطیس کا
کیا ہی اُسکا جذبہ ہے آہن ربا

کوہ مین گر ہو نہ شغل جور چھپا
کب بدخشان مین ہو لعل بے بہا
گر صدف کو عشق پانی کا نہو
قطرہ قطرہ گوہر یکتا نہو

اس جہان کے کام کا سب انتظام
عشق ہی پر منحصر ہے والسلام
سر کو شہزادہ نے لیکر ہاتھ پر
اپنے سینہ پر رکھا با چشم تر

بعد اسکے پھر نکی جنبش ذرا
مقصد قلبی جو تھا حاصل ہوا
اپنے پاؤن یار کے گھر سے گیا
آیا سر لے پاس دلبر کے گدا

شاہزادہ نے بعز و احترام
دفن کا اوسکے کیا پھر اہتمام
دیکھکر یہ حال وہ جان جہان
اسقدر رویا کہ یارب الامان

اپنی اس حرکت سے وہ نادم ہوا
شور کیا جب تیر زہ سے چھٹ گیا
ابتدا مین سوچنا ہے سودمند
حرف بیجا سے کر اول لب کو بند

دلمین کر تجویز پھر لب کو وا
تا وبال جان ہو تیرا کسا
ہے زبان تیری کلید قفل دل
وہ نہ کہہ تا حشر مین ہو منفعل

توڑنا شیشہ ہے سہل ای خوشخصال
لیک پھر پیوند اسکا ہے محال
باز رہ اول گنہ سے ای جوان
تا نہو آخر کو تو خوار جہان

گرچہ توبہ پیش خدا مقبول ہے
کنہ اوسکی لیک پس مجہول ہے
جو ندامت چاہیے توبہ مین یار
وہ نہین ہر وقت ہوتی آشکار

وہ ندامت تیری قابو مین نہین
چاہ کی اندر نہ گر ای مرد دین
اس بھروسے پر نکر ہرگز گناہ
بخشدیگا جرم سے توبہ الہ

چاہیے توبہ مین جو صدق یقین
تیرے دلمین لاکھوان حصہ نہین
زہر ہے ہی پاس ہو تریاق گو
آگ سے بچ گرچہ پانی پاس ہو

گرچہ حکم انداز ہو ای جان تر
ہو نہ ہرگز شیر نر کے دو بدو
پیر نا آتا ہو گر تجکو ہزار
قصر جیحون مین نہ لے غوطہ نہار

حزم سوء الظن کو کر تو اختیار
کار بد سے دور رہ ای مردکار
آشنا رویا غم مین اُسکے ماہرو
دھو یا آب اشک سے سر کا لہو

اشک سے اپنے دیا نالا بہا
پھر اُسی پانی سے غسل اُسکو دیا
آخرش رومال مین دھر کر وہ سر
دفن بارہ کر دیا بیرون در

پھر وہان اک خانقاہ آسا بنا
گرد مرقد کے مکان دلکشا
لذت دنیا کو مطلق چھوڑ کر
بیٹھا اُس مرقد پہ وہ بیما بسر

سر کیا جب راہ دلبر مین فدا
وصل تب معشوق کا حاصل ہوا
ایک سر کیا ہے ہزارون سر فدا
گر گری دلبر پہ اپنے ہے بجا

جان و تن کو کر گیا تاراج عشق
تو سمجھ اوسکو کہ ہے معراج عشق
جب سنی ادہم سے دلکی داستان
سر کے دینے پر ہوا حاضر بجان

دل نے ادہم کو دیا سنکر جواب
مجکو کچھ ہے گر نہ ہوگا اضطراب
لاکھ جی آدمی اگر فرضا حسن
وہ بھی مین کر دون فدا اسی تن

اتنے مین پھر شور و غل برپا ہوا
یعنی اپنی گھر چلی وہ دلربا
ہو کے پھر اپنی محافہ مین سوار
شہر و صحرا کو کیا باغ و بہار

اطلس و دیبا و زربفت و قصب
سندس و استبرق و خز و عنب
تن پہ ہر اک کے یہی پوشاک تھی
ارض صحرا رشک صد افلاک تھی

بادل پر درد گریان زار زار
پیچھے اُسکے ہو لیا وہ دلفگار
گھر مین جب داخل ہوئی رشک قمر
رکھیا ادہم کھڑا بیرون در

مثل آئینہ کے بھوچکا رہا
سر کو دیوار دلنشی ٹکرا تا رہا
پوچھا دربانون سے یہ جان جہان
کون تھی کچھ پہ محافہ واسکا نشان

رحم لیکن کرکے میری حال پہ
نام سے اُسکے مجھے دیجے خبر
تا کرون اُس نام کو ورد زبان
پر شکر ہون تمام کام و دہان

بولے دربان ای فقیر خستہ جان
ہے یہ لڑکی دختر شاہ زمان
اس خیال خام سے اپنی گذر
تا نہو اس بات کی شہ کو خبر

بادشہ کا غصہ ہے قہر خدا
اُس سے ڈر لازم ہے ای مرد خدا
پوچھا اُسنے کہ کہان ہے بادشاہ
جسکی دختر ہے یہ رشک مہر و ماہ

رونق افزا ہے کہان مجھسے کہو — تا کرون آداب مین اس شاہ کو
ہفتے مین اکدن مقرر تھا وہان — بیٹھتا تھا بر ملا شاہ جہان
حکم چاوشون کو تھا میر و گدا — جو کوئی چاہے وہان آوے چلا
جسکو جسکے ہاتھ سے تکلیف ہو — بر ملا ظاہر کرے اس ظلم کو
کوئی مانع ہو نہ اسکا زینہار — داد کو تا پہونچے ہر مظلوم و خوار
پوچھا جب ادہم نے شہ کا ماجرا — اتفاق وقت سے وہ روز تھا
کر رہا تھا پادشہ دربار عام — تھا وہان خلق خدا کا ازدحام
ایکدربان نے دیا شہ کا پتا — اور اس فقیر خستہ خاطر کو بتا

جانا ادہم کا پاس بادشاہ بلخ کے اور سوال کرنا اپنے نکاح کا بادشاہ کی دختر سے

شاہ والا جاہ کا پا کر پتا — بر سر دربار ادہم بھی گیا
دم بخود حیران و ششدر بستہ لب — ایک گوشہ مین کھڑا تھا با ادب
راست جانب پر کھڑا تھا جو وزیر — صاحب حشمت امیر بے نظیر
بادشہ نے حکم یہ اوسکو دیا — پوچھ جا کر حال اس درویش کا
کس لیے غمگین و حیران ہے کھڑا — مدعا کیا ہے دل درویش کا
عرض مطلب جو کرے مجھسے گدا — جلد تر کر اوسکی حاجت کو روا
گر عطا ہوتے اسے مطلوب ہو — گو کہ وہ کیسی نفیس و خوب ہو
رد نکرنا چاہیے اسکا سوال — کیونکہ لا تنہر ہے قول ذوالجلال
مالک افلاک و دارا ے جہان — رد نہین کرتا سوال عاجزان
ور نہ ہو تیری دعا مین گر کہین — وہ توقف خالی از حکمت نہین
ہو اگر وہ شئے تری حق مین زبون — رد ہی اسکا سوا [illegible]
بہتر اس سے دیگا رب العالمین — لینے جاے سم قاتل انگبین
لیک کب سمجھے اسے عقل بشر — عقل کل سے فہم سے جو ہو بدر
جوش خون گر طفل کو ہو [illegible] — قند کے دینے سے ہے اوسکو ضرر
طفل گر درد سے مانگے انگبین — باپ حنظل کے سوا دیتا نہین
کیونکہ معلوم اسکو ہے اسکا اثر — طفل ہے نفع و زیان سے بیخبر
تو تو ہے جویاے مال و سیم و زر — اسکے اندر ہے ترے جی کا خطر
تو حماقت سے کیا چاہے سوال — اور وہی ہے جان کا تیری وبال
اسلیے کرتا ہے رد اسکو خدا — تا نہو تو سو بلا مین مبتلا
جانتا بہتر ہے وہ رد و قبول — اسکے دینے تو نہو اے بو الفضول
سنتے ہی جھٹ پٹ وزیر باوفا — بادشہ کے حکم کو لایا بجا
آکے ادہم کو کیا اسنے سلام — بر طریق سنت خیر الانام
بعد ازان پوچھا بیان کر مدعا — کیون کھڑا ہے مقصد قلبی ہے کیا
ہے یہان آنے سے کیا تیری مراد — کر بیان تا ہو روا تیری مراد
پوچھتا ہے حال تیرا بادشاہ — کس لیے ہے یون تری حالت تباہ
دے تامل اس سے ادہم نے کہا — دختر شہ پر ہوا ہون مین فدا
بادشہ سے کہکے تو میرا سلام — بعد اسکے پھر یہ کہدینا پیام
جلد کر بہر خدا بہر خدا — عقد شرعی اپنی دختر سے مرا
گو کہ مین درویش ہون مفلس غریب — حسب مین اور نسب مین ہون نجیب
تو کریگا آخرش اسکا نکاح — مجھسے کر تا دو جہان مین ہو فلاح
گر نہ ظاہر ہو کسی کے بر نظر — بندے ہین اک مولا کے ہین سارے بشر
جینے جی تک فرق ہے ہر بات کا — بعد مرنیکے چہ شاہ و چہ گدا
آگے حق کے اے وزیر بے نظیر — ایکسان ہین ہم امیر و ہم فقیر
سنکے یہ باتین وزیر آتش ہوا — پس غضب سے برق و شعلہ بن گیا
اپنے دل ہی مین کہا کچھ نا صواب — پر نہ ادہم کو دیا اسنے جواب
تلملا بیٹھا ہوا غصہ مین بھرا — پھر اسی جا پر ہوا جا کر کھڑا
گو کہ غصہ کا نہایت جوش تھا — رعب سے شہ کے وہی خاموش تھا
روکنا غصہ کا ہے مردون کا کام — کاظمین غیظ کب ہوتین عوام
باد نار جہنم ہے غضب — سد رحمت ہو مومن کا لکے کب
غصے کو تو دل کے اندر جذب کر — رنگ تا جلکے اس سے ہو بر بر

دل ہی دل مین یہ کہتا تھا وزیر
ہے بڑا بیباک یہ مرد فقیر

بعد ساعت کے کہا شہ نے کہ ہان
عرض کر حال فقیر خستہ جان

سنکے یہ بولا وزیر خوشخصال
عرض کے قابل نہین اسکا سوال

طبع کو سننے سے جسکے رنج ہو
عرض ای شہ کیا کرون اُس بات کو

بات کوئی دیتی ہی آتش لگا
اک سخن ہوتا ہے دُر بے بہا

ملتئم ہوئین جراحات سنان
اچھا ہوتا ہی نہین یہ زخم زبان

کچھ نہین معلوم جبتک لب ہین بند
سعدیا حنظل ہے اندر یا کہ قند

ہی یہ گویائی طلسم بے نظیر
سوچ کر کہہ تو کلام دلپذیر

اک سخن کہنے کو ہو صد جہان
اک سخن سے ہو جہنم مین مکان

چاہیے پرہیز اور حفظ لسان
تا کہ ہو سر دفتر اہل زمان

گو نکی اُسنے زبان سے قیل و قال
پر عیان تھا اُسکے چہرے سے ملال

وضع درویشانہ اُسکی دیکھکر
شاہ کے دل پر ہوا اتنا اثر

مرد حقانی کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہی پیش ذی شعور

رعب شہ پر یہ ہوا جو صاحب لوے
ہیبت حق ہی نہین یہ خلق سے

مرد حق تنہا نہین ای بدگمان
وہ نہان رکھتا ہی فوج بیکران

اہل دل ہین سب لوگونکے بادشاہ
گو کہ ظاہر مین ہو یا حال تباہ

بسکہ معنی رکھتی تھی یہ جو عصا
لشکر فرعون کو غارت کیا

کیا ہی وہ راز نہانی ای فقیر
جسکو سنکر ہو گیا برہم وزیر

بندہ عاجز ہون مسکین و نحیف
کمتر از خار و خس و مور ضعیف

شہر مین آیا تھا بہر سیر آج
دل کے بہلانیکو تا خوش ہو مزاج

قدرت حق سے چلی ایسی ہوا
اُس محافہ کا دیا پردہ اُٹھا

تیر مژگان ہو گئے سینے کے پار
مین ہوا سو جان سے اُس پر نثار

جسنے دی یہ دولت و ثروت تجھے
جسنے دی یہ خوبی و حشمت تجھے

ہوش و گوش و عقل و دین و ذکا
ہمت و جود و کرم لطف و سخا

بہر حق تو کر مری حاجت روا
حق تری مشکل کا ہو مشکل کشا

بینوائی مین ہی یہ کبر و منی
یہ بشک لایق گردن زنی

کیا کہا ہی کیا کیا اُسنے سوال
کر بیان مجھسے مفصل اسکا حال

جو کہا ہی اُسنے ای شاہ زمن
مین نہین کہ سکتا ہرگز وہ سخن

سینہ مردم ہی صندوق ای امیر
ہی زبان منھ مین کلید خیر و شر

ہی زبان تیری کلید سر غیب
لفظ ایسا تو نہ کہ جسمین ہو عیب

گر ضرورت مین لبونکو اپنے وا
لیک ہو ہر حرف دُر بے بہا

جب کیا اپنے لبونکو تونے وا
راز سربستہ ہویدا ہو گیا

ہی اسی سے جان کا تیری خطر
اور ملتا ہی اسی سے سیم و زر

ایک کلمہ سے ہو ظاہر صدق و دین
ایک سے پیدا ہو بغض و کذب و کین

شاہ نے ہر چند کی تفتیش حال
کچھ نہ بولا وہ وزیر خوشخصال

آخر ادہم کو بلایا شاہ نے
سامنے اپنے بٹھایا شاہ نے

دلمین سمجھا ہی یہ مرد باخدا
عابد و زاہد کریم و پارسا

ہی اثر سنجیدگی کا سیما سے عیان
پیش چشم عاقلان و کاملان

آگے تنہا غیب سے سب انبیا
بادشاہونکو مطیع اپنا کیا

حفظ حق ہر وقت ہی اُسکا معین
تھا مرید [illegible] نہین

حال ظاہر پر نہ کر ہرگز نظر
معنی ہین لفظونکے اندر غور کر

شہ نے پوچھا با ادب درویش سے
کر بیان جو کچھ تمنا ہے تجھے

جب کہا ادہم نے ای شاہ زمان
دو مہینے سے ہو نہین وارد یہان

مینے دنیا دیکھکر ناپایدار
کی ہی اول سے فقیری اختیار

بادشاہزادی محافہ مین سوار
پاس سے گذری مری ای نامدار

ہر جبین خورشید سے یکسو ہوا
حل ہوے معنی شمس والضحی

ہی یہی تجھسے فقط میرا سوال
بہر ذات پاک حق ذو الجلال

جسنے بخشا ہی تجھے یہ عز و جاہ
دیدیا بے حد و عدد ملک و سپاہ

اس عطا پر اُسکے تو کر کے نظر
عقد شرعی میرا اُس دختر سے کر

تو ہو گر اس کام کا میرے کفیل
حق تعالی ہو ترا نعم الوکیل

جراحات السنان لہا التیام
ولا یلتام ما جرح اللسان

رو کیا تو سنے اگر میرا کہا
جب نہ مانا وصل یار سے
دل میں کچھ انکار سے بھی غرض تھا
عار دنیا کی ہے ستر راہ ہی
ہین بہت سے کام نہ مرغوب طبع
شرع نے آسان سب سمجھا کیا
عار کو اور ننگ کو مانا ہر کسی نے
مین سمجھا دونگا پھر اسکا سبب
درد دل ہے اپنی تو مجبور ہے
ہے جو مانع ہر کا سبب اور یہ نسب
جب کہا ادہم نے اے شاہ جہان
شاہ مرشد مانع ہی ہو دین متین
صحبت حق رہنمای گمرہان
روز محشر کی عمل سے ہو سوال
وان نہین ہرگز نسب کچھ کام کا
شاہ نے سنکر کہا درویش سے
کیونکہ اپنی قوم مین تو ہے شریف
ہو مرے گھر مین ہین خویش و اقربا
خاطر ناشاد کچھ خرم ہوئی
ہوش و دنیا کا نہ غم دین کا رہا
[illegible] شاد ان سے کوئی ہو جستجو
ہے بہت زخار دریای خیال
سبز تر دائم خیابان خیال
کام مین [illegible] خیال
علم باطن کیا ہے تصحیح خیال

جان بحق مین تیری کہتے ہی ہوا
کب ہون پھر مانو مین حسن ارسطے
تاکہ یہ منھ سے کرے کچھ بد دعا
کاربی ہین سب کو یہ کبر و منی
اوس نے تو رستا ہے محجوبای نہین
اپنی کمبختی سے تو رسوا ہوا
نیک و بد سے اس جہان کے منھ کو موڑ
دل میان بیٹھ کے تو کرنا اضطراب
بیٹھتا ہے جو کوئی معذور ہے
ہر ہر اک کے واسطے بند عجب
ہے نجابت میری چہرے سے عیان
واقف اسرار علم مرسلین
سیف مسلول و پناہ دو جہان
کچھ نسب سے ہو وہان کب قیل و قال
ہین یہ تقییدات ظاہر ہی فنا
عاشق دل خستہ و دلریش سے
صورت و سیرت مین پاکیزہ لطیف
مصطفی اوس نے بھی ہین کر لو فدا
وہ شراب و ربکی بھی کم ہوئی
تھا خیال وصل دلبر مین فنا
دیکھیے جسکو وہ ہے مست خیال
عقل سے باہر ہے بینای خیال
بیخزان ہے یہ گلستان خیال
ان خیالات دلی پر خاک ڈال
علم ظاہر کیا ہے تفضیح خیال

تن مرا مثل حباب بے بقا
جب سنی درویش کی منھ سے یہ بات
مانع اقبال عار و ننگ تھا
راہ مولا سے ہے مانع ننگ و عار
سہل کو کرتے ہین عار و ننگ سخت
کیون ہے طالب بیخبر تو نام کا
شاہ نے بعد از تامل یہ کہا
گرچہ ہے یہ داب شاہی کی خلاف
مجھسے کر اپنے نسب کا تو بیان
آدمی کیواسطے قید نسب
جد اعلی ہین مرے حضرت عمر
قاتل کفار محبوب خدا
گو نسب اسقدر نہین کچھ کام کا
فاطمہ کو جسکہ فرماوے نبی
جب سنی ادہم سے شہ نے یہ خبر
گر کرون دختر کو تم سے نامزد
مشورت درکار ہے اسمین ولیک
پائی جب یہ مرضی شاہ جہان
تھی زبس دلمین تمنای وصال
ہے یہی دنیای دون کا ماجرا
ہے اسی سے غم اسی سے بے غمی
ہین گہر اسکے نہایت آبدار
گل ہین رنگین بس چمن کے خوشنما
دمبدم تازہ خیالات ای پسر
صاف کر تو ذہن خیالات ای پسر

ہے ہوای وصل دلبر سے بھرا
رہ گیا خاموش شاہ نیک ذات
اسلیے وہ دلمین انتہا تنگ تھا
اسلیے کرتا ہی تو بیہودہ کار
موم کو کرتے ہین مثل سنگ سخت
کام وہ کر جو ہو تیری کام کا
مدعا دریافت تیرا ہو گیا
سنے گستاخی یہ تیری کی معاف
کون ہے تو کیا ہے تیرا خاندان
بند آہن سے ہے سخت ای باحسب
قامع بدعات و کفر و داد گر
رستم دوران شہ با وفا
لیک فاروقی ہو مین بیشک شہا
اعلی یا بنت احمد اعلی
ہو گیا فی الجملہ کچھ دل پر اثر
قبح کچھ اسمین نہین نزد خرد
تاکہ ہو دریافت اسکا شر و نیک
جانب صحرا ہوا ادہم روان
ہو گیا وہ غرق دریای وصال
ہے خیالون پر فقط اسکی بنا
ہے اسی سے عیش خلق و خرمی
دیکھیے جسکو ہے سرشار ہوا
ایک سے ہے ایک دونا آبدار
غیب سے ہوتے ہین ہر دم جان پر
تاکہ ہوون از دل مین جلوہ گر

کرتا اونکو صرف ہرگز بے محل
غیر ذات پاک حق عز و جل

آپ فرماتا ہے وہ رب الورا
ہون مین وہ جو مجھ سے ظن ہو عبد کا

یعنی جو بندہ کرے مجھ پر یقین
مین بلاشک اسکے حق مین ہون وہی

یہ اشارہ ہے کہ ظن کو نیک کر
تا ہو مدا تجھ پہ ہو اسکا اثر

لیگیا کیدہر حسن تجکو خیال
گر بیان ہو سب کے تو ادہم کا حال

اس سخن کی کچھ نہین ہے انتہا
قصہ باقی ماندہ اب ہمکو سنا

بعد تین روز کے جانا ادہم کا بامید نکاح بادشاہ کی جناب مین اور مانع ہونا وزیر باتدبیر کا اور در اندازی کرنی اس باب مین پھر ادہم کی ذلت و خواری و تکلیف بیقراری

الغرض افتان و خیزان وہ گدا
پہونچا آسجا پر جہان تھا بسترا

لوٹتا انگارون پر مثل سپند
عاجز و تنہا نحیف و مستمند

طاقت تن سے ہوا اک لخت طاق
چھا گیا دلپر غم و درد و فراق

دل کے اندر شوق بے پایان رہا
اور جگر مین درد بے درمان رہا

جس طرف کرتا تھا صحرا مین نظر
تھی وہی صورت ہر اک مین جلوہ گر

بل بے قوت واہ رے اکسیر عشق
کر گیا اکدم مین کیا تاثیر عشق

اکدم مین کر دیا کندن طلا
رنگ خود بینی دیا بالکل جلا

کیا ہی ادہم سے خودی کو کھو دیا
دوش سے کی غیر کی گردن جدا

جو نہو طاقت سے صد ہا سال کی
عشق سے وہ بات دم بھر مین ہوئی

عشق ہے صنع خداوند جلیل
اور عبادت ہے ترا فعل ذلیل

سوچ دلمین یہ کہان اور وہ کہان
یہ مثال آسمان وہ ریسمان

ذرہ کو نسبت کہان خورشید سے
قطرہ کو قربت کہان ناہید سے

عشق کا فاعل ہے خلاق جہان
فعل کا فاعل ضعیف و ناتوان

دونون مین ظاہر ہے بعد غرب و شرق
جانے تو گر بحر الفت مین ہو غرق

مناجات بجناب الٰہی

عشق سے اپنے مجھے بھی یا خدا
مست و شیدا بیخود و مجنون بنا

کردہ مشغل عشق باطن کا عطا
خاروخس کے تنکے دے بالکل جلا

اس طپش از تاب معدن ہو دل
برق جسکو دیکھکر ہو منفعل

تیغ الفت سے مرا دل ریش کر
میرے دردِ دل کو بیش از بیش کر

الفت دنیا بھلی ہو یا بری
پھیر دے حلقوم پر اسکے چھری

مین ہون اور رسوائی رہے
قید غم ہو ایک تنہائی رہے

دور کر تقلید کی مجھ سے حجاب
بحر وحدت مین ملا مثل حباب

مین نہین گو قابل جذب اے کریم
تو تو ہے جذاب ہر بر و لئیم

ہو اگر پاکون ہی کو تجھ سے کشود
پھر بدون کا حال کیا ہو اے ودود

ہون اگرچہ لاکھ بحر معصیت
موج زن ریگ بیابان کی صفت

تیرا اک جھونکا نسیم لطف کا
دم کے دم مین کر دے ان سبکو فنا

ہے زر قلب اپنے پہلو مین یہ دل
کار عقبی مین نہایت مضمحل

صاف اس سے ہوتے ہین جو کام قلب
اسلیے دل کا ہے میرے نام قلب

کام اس سے ہمسے کیون صادر نہون
عیب جب اندر ہین ظاہر کیون نہون

ظرف مین جو ہو ٹپکتا ہے وہی
شیشے مین جو ہو جھلکتا ہے وہی

بھر رہی ہے دل کے اندر حب جاہ
کب سماوے اسمین نور لا الٰہ

بھر رہے ہین دلمین دنیا کے خیال
آوے کیونکر اسمین نور ذوالجلال

دوسرے کے ساتھ وہ شاہِ غیور
جمع ہوتا ہے نہین اے بے شعور

چاہیے تجکو اگر وصل صنم
گھر کو خالی غیر سے کر یک قلم

کھینچ خلوت مین بہت سا انتظار
تا میسر ہو تجھے وصل نگار

دیکھتا ہے کوئی بھی ایسا خوبرو
سوت کے جو پاس بیٹھے روبرو

ہے غنی تر سب شریکون سے خدا
چاہتا ہے یار وہ سب سے جدا

ہے جمال اسکا دوئی سوز اے پسر
دوسرے کی تو بھی گردن قطع کر

ہے اگر اس راہ کا تجکو خیال
ہر زمین و آسمان مین پردہ نور
ہے تری چشم بصیرت کور یار
طبع کو ہے جس طرف کا ہے خیال
الغرض ہو و رد کی تنہا خاک پر
وصل دلبر کا کبھی دل مین خیال
زیست کا اسباب گو کوئی تھا
وصل دلبر کی سنو امید اگر
بیٹھا یا محفل شہ مین گیا
بیزبان کرتا ہے ہر ہر جزو تن
گوش دل وا ہو تو ہر ہر برگ و بار
گوش دل وا ہو تو ہر ہر برگ و بار
وقت پیری کی ہر اک جزو بدن
کہتا ہے ہر جزو تجھسے واشگاف
ظلمت شب مین ہوا جو کچھ ہوا
حیف ہے دور جوانی ہو گیا
موے مشکین ہو گئی شکل سمن
رنگیا پیری نے یہ درج دہن
گرمی دل ہو گئی تکلیف سرد
ہے یہ ہر جزو بدن کی گفتگو
گوش جا سنے پنبۂ غفلت نکال
انبیا کے سامنے ای بیخبر
ہر شجر اپنا خواص اور فایدا
اپنا حسن و قبح اور نام و نشان
تو جو سمجھا ہے یہ سر تا پا غلط

غیر حق جو کچھ ہے سب پہ خاک ڈال
تو نہ دیکھے تو ہے یہ تیرا قصور
نسیم شب جس سے ہے یہ صفت الہنا
ہے یہی بس مانع راہ وصال
تین دن اسنے کہا او سجا لبر
فرقت مہرو سہی گا ہے چشم لال
وصل کی امید مین زندہ رہا
جان وہین ہو تن سے عاشق کی نکل
با ادب پیچھے ہوا سبکے کھڑا
حال ظاہر اپنا بر وجہ حسن
ہو زبان ناطق تو ہے بست ل
کر رہا ہے حال اپنا آشکار
دمبدم ای بیخبر ہے نوحہ زن
وقت رخصت ہے ہمین کیجی معاف
صبح پیری مین تو ہو ثابت بھلا
کام برجستہ نہ کچھ ہمسے ہوا
لالہ رخ پر ہوئی ظاہر شکن
ہو گیا مثل کمان سرو چمن
آنکھین نرگس کیطرح ہین تنگ رو
بیزبان انکو نہ ہرگز جان تو
تجھپہ تا ظاہر ہو ہر اک کا مقال
بار ہا بولے ہین یہ چوب و حجر
عرض کرتا تھا سلیمان سے سدا
منفعت سب اپنے کرتی تھی بیان
خود نما ذات انسان غلط املا غلط

نور حق ہر ذرہ مین ہے جلوہ گر
پردہ کچھ اسپر نہین ای ذی شعور
حب جاہ و مال و فرزند و پسر
ہین یہی پردے پڑے ہی اس نور پر
مرغ بسمل کیطرح خوش ہین طلبان
دلمین سو سو طرح کے خوف و رجا
زندگی کا تھا سبب بیز وصل
تین دن کے بعد با صد اضطراب
با زبان حال کہتا تھا عیان
بیزبان کرتا ہے ہر ہر جزو یار
گوش دل وا ہو تو برگ گلستان
مہر غفلت کی ہے تیرے گوش پر
لحم و شحم و جلد مغز و استخوان
بیمحل اتنا نہ ہمکو صرف کر
تیری ہر اک جزو کی ہے یہ صدا
کر گئی عمر عزیز اپنی سفر
منعمین نادان خود بخود فانی ہوے
مغز جان ہی خستہ و سوداے غم
تونکہ عمر جوانی ہے گئی
بیزبانی یان ہر اک ہے با زبان
خار و سنگ و برگ و گاہ و آب و خاک
گریۂ حنانہ و نطق عصا
آتے جب سجدے مین وہ بہر نماز
جو درود مختص تھی جس جس درد کو
کرتا ہے خلوت مین تو چھپکر گناہ

اس لطافت سے کہ خیرہ ہو نظر
ہر طرف ہے موجزن دریاے نور
الفت لعل و جواہر سیم و زر
جس سے وہ تجکو نہین آتا نظر
نعرہ زن تھا مثل مجنون و جوان
بحر حیرت مین غرض وہ غرق تھا
پاے جان مین اسکی تھی زنجیر وصل
ششدر از خود رفتہ با چشم پر آب
کر وفا وعدہ کہ کوہ ہے شاہ زمان
حالت غم اور خوشی کو آشکار
کہہ رہی ہین قصہ جور خزان
گفتگو سے تو ہے اگلی بیخبر
کر رہی ہین رات دن شور و فغان
اسقدر تو کیون بنا ہے کور و کر
اور یہی ہر جزو کا ہے مدعا
زندگانی مرگ سے ہے فوق تر
ژالہ ساں گھل گھل کے وہ پانی ہوے
لعل دل ہے سفتۂ الماس غم
لذت دنیا ہے فانی ہو گئی
جب ہر اک شی ہے یہان تسبیح خوان
کہہ رہی ہین داستان دردناک
سب پہ تنبیہ حزو ظاہر ہوا
ہر جڑی کہتی تھی اپنا انسے راز
عرض کرتی تھی باندازِ نکو
ہین ترے افعال پر صد ہا گواہ

تو بیان سمجھا ہی جنکو بیزبان / بولین گے پیش خدا ہی وہ جہان
حشر مین اک اک کہے گا برملا / سامنے انکے جو کچھ تو نے کیا
کی ادا اگر تو نے سجدے مین نماز / تو شہادت دیگی وہ باصد نیاز
گو نہ ادہم نے کیا منھہ سے مقال / لیک ہی صورت ہی سایل کی سوال
شاہ کی مسند پر ہی آسیہ نظر / ہیبت حق کر گئی دلمین اثر
بد دعا منھہ سے اگر اپنے کہے / مین رہون زندہ نہ دختر ہی رہے
دل ہی دلمین یہ کہتا تھا کہ میں / ہی جوان فرخندہ طلعت خوبرو
کر سکے تو کبر وہی کو دل سے دور / عقد دختر اس سے کر دی بالضرور
کام اگرچہ سہل یا دشوار ہی / مشورت اسمین ضرور کار ہی
مشورت سی عقل ہو تیری فزون / مشورت ہی راہ حق کی رہنمون
مشورت کو چاہیے مرد امین / تا نکر دے تجکو بیوند زمین
یار بد سے راز کو اپنے چھپا / تا نہ پہونچائی تجھے تحت الثری
گر نہ سنتا یار بد سی وعظ و پند / ہوتا کب وہ قعر مین دوزخ کی بند
ڈوبتا کیون ایسے وہ گرداب مین / تا ابد ہو جسکے پیچ و تاب مین
شہ وہان سے اٹھ کے خلوت مین گیا / تا وزیر و سے کرے یہ مشورا
ورنہ کچھ تدبیر ایسی ہے ضرور / جس سے یہ تشویش خاطر کی ہو دور
یہ فقیر خستہ ژولیدہ حال / بھیجا یا یون جو کرتا ہی سوال
رستم دستان جہان ہو پیر زال / شیر نر جیسا ہو وحشت سی شغال
مرد کمیا یہ مین یہ جرأت کہان / یہ دلیری اور یہ ہمت کہان
یا تو خبطی یا ہوا مجنون ہے یہ / یا ولی خالق بیچون ہے یہ
ورنہ پہلے ہی اس ڈر سے کیا / تنگ ہو کر تا نہ سے کچھ بد دعا
خوف جان ہی مجکو اب انکار سی / بد تر ہے پھر نا بھی اقرار سے
میری ہی اک کام کو تو ہے کفیل / سلطنت کی جز و کل مین ہے دلیل
سنکے ارشاد شہنشہ کو وزیر / بولا ای فخر سران ملک گیر
دشمن جانی ہون تیرا یا یہ لال / دوست تیرا دم بدم ہون نونہال

تو جسے سمجھا ہی دلمین عیب گاہ / ہی موکل غیب کی تجھیر سیاہ
تو اگر رکھتا ہی سجدہ مین جبین / تو گواہی دیگی اسکی یہ زمین
کی اگر سجدہ کی تو زینت و زیب / شاہد صادق ہی ہر ہر خشت و چوب
دم بخود درویش تھا ساکت کھڑا / ششدر و حیران پوشان خشم زدا
آیا دلمین جب یہ شہ کے خیال / ہی عیان چہرے سے اسکے دو ملال
تھا تردد مین خمش شاہ جہان / حیرت فکر و الم سی لب گران
ہی نہایت خوش ادا یہ نوجوان / اسکا ہر انداز ہی مرغوب جان
دین اگر ارکان دولت بھی صلاح / کر اسی سی اپنی دختر کا نکاح
عقل کو ہوتی ہے عقلو نسے مدد / مشورت دانا سی کر ای پر خرد
مشورت سی عقل تیری ہو دو چند / مشورت ہی ہر طرح سے سود مند
یار بد سے پر نہ کر راز آشکار / لے نہ مشورہ احمقو نسے زینہار
مشورت فرعون نے ہامان سے کی / وہ ہی اوسکو طوق گردن ہو گئی
چلتا گر وہ آسیہ کی رائے پر / بحر قلزم سی سنو تا کچھ خطر
چاہیے تفصیل اس قصے کی گر / مثنوی تین دیکھ لے اور غور کر
عقد کرنیکی اگر دین وہ صلاح / تا کرون دختر کا مین اسسے نکاح
حکم کے موجب ہوا حاضر وزیر / شاہ نے پوچھا کہ ای دانا دبیر
خوف مرنیکا نہ ڈر زندان کا ہی / رعب شاہی کا نہ خطرہ جان کا ہی
ہی وہان یہ اسطرح سی بی ہراس / لرزہ تن پر ہی نہ مختل ہین حواس
بیخطر یہ یون جو کرتا ہی سوال / ہی بلا شک اس جوان مین کچھ کمال
ہی جو تہ چہری یہ اسکے آب و تاب / اسمین حکمت ہی نہین کچھ بے حساب
درد دل سی جو کہ کرتا ہے دعا / اسکو سن لیتا ہی جلدی سی خدا
چاہیے ہونا کام تیری رائے پر / جو کہ انسب اور بہتر ہو وہ کر
ہی تجھے اس کام مین بھی اختیار / جو پسند آوے سو کر اے نامدار
ہو تری اقبال کے آگے سدا / سورۂ انا فتحنا کا لوا
ہو نہین موروثی غلام جانفشان / خاص قدوی کمترین نوڈا الشان

ہو اگر تن پروری ہر مو زبان
تو بھی تیری شکر کا کب ہو بیان
لطف تیرا ابر نیسان میں گیاه
فیض تیرا آب میں کشت تباه
عقل کے یہ بات تو ہے برخلاف
داب شاہی کی بھی ہے برعکس صاف
زوج زوجہ چاہیے ہم کفو یار
تاکہ ہو دونوں میں عزت بیشمار
زوج ہو مسکین و زوجہ بادشاه
ازدواج انکا ہے ظلم عدل کاه
ظلم کیا ہے صرف کرنا بیمحل
کار بیجا میں بہت سے ہیں خلل
کب برابر ہوں گلیم و طیلسان
اک بہا کیونکر ہو کاه و کہکشان
زاغ کو نسبت کبوتر سے کہان
الو کا طوبی پہ کب ہو آشیان
استعیذ اللہ کہان عرش برین
اور کہان یہ خاک ناپاک زمین
جفت یاں بھی نہیں خالی کبھی
ایک چرمی دوسری ہو مخملی
طائر و حیوان و جن و انس مین
کفو ہونا شرط ہے ہر جنس مین
باز کو کوے سے کب پیوند ہو
ایک کیونکر چیل سے پابند ہو
چاہیے ہمسلک و ہمشا ہموار
ہو کوئی زیبندہ لعل آبدار
ہے زیادہ یہ قیامت سے اگر
ایک رشتہ مین خزف ہو اور گہر
وہ کہان بدر الدجی مریم خصال
اور کہان یہ خستہ ژولیدہ حال
وہ کہان قطب زمان ماه منیر
اور کہان یہ بینوا مرد فقیر
بادشہ جسکی تمنا مین سدا
مانگتے ہین رات دن حق سے دعا
ہے شہان ملک کو یہ آرزو
ہم غلامی سے ہون اسکی سرخرو
کون ہے جسکو تمنا یہ نہین
رات دن کسکا وظیفہ یہ نہین
وصل جسکا چاہتے ہین شاه سب
عقد اسکا ہو گدا سے ہے غضب
عقل سے یہ بات الشاه رشید
منزلون ہے دور کوسون سے بعید
خلق مین ہے باعث خندیدگی
سلطنت مین شاه ہو سبکی ہو رنجیدگی

جواب دینا بادشاه کا وزیر کو اور رد کرنا اسکی حجت کا

شاه نے سنکر کہا اے پُر ہنر
کر ذرا الفقر فخری پر نظر
کہتا ہے پیغمبر خیر الزمان
فقر سے ہے مجکو فخر دو جہان
مال و دولت حشمت و جاه و جلال
ہے یہ سب ظاہر ہی کا رنگ و زوال
حسن عرضی ہے یہ کچھ ذاتی نہین
عرضی ذاتی کو یہ سمجھا ہے کہین
حال ظاہر کا نکر تو اعتبار
ایکدم مین ہے خزان دم مین بہار
گردش دوران سے دم مین بادشاه
ہو ذلیل و خوار و مسکین و تباه
ہو فقیر مفلس اکدم مین امیر
صاحب تاج و شہ آفاق گیر
حال ظاہر پر نکر اسکے نظر
کچھ صفات باطنی مین غور کر
حق تعالی دیکھتا ہے قلب کو
ظاہری حیثیت اسکی ہو نہو
شاه کا بھی ہو اگر باطن سیاه
ہے وہ عند اللہ کم از برگ کاه
ہین بہت سے مرد ظاہر مین حقیر
عالم باطن مین ہین شاه کبیر
خلق کی نظرون مین محتاج و ذلیل
ہین وہ عند اللہ عزیز و پر جلیل
گو کہ ظاہر مین ہین محتاج و گدا
ہین حقیقت مین شہ ملک بقا
جو کہ اس عالم مین ہین خوار و تباه
عالم غیبی مین ہین وہ بادشاه
جو یہان رکھتا ہے عز و امتیاز
وہ نہین اس ملک کا دانای راز
اس جہان مین خاکساری ہے پسند
انکسار و فقر و خواری ہے پسند
اس جہان مین عز و جاه و امتیاز
اس جہان مین گریہ و عجز و نیاز
اس جہان مین عیش و فخر و خرمی
اس جہان مین درد و اندوه و غمی
ہے یہ دنیا فعل معکوس اے جوان
اسکے ہر اک کام کو برعکس جان
جس سے ہو دنیا مین فخر و عز و جاه
ہو وہان عقبی مین اس سے روسیاه
ہو یہان جس سے زیادہ خرمی
ہو وہان اس سے عذاب دائمی
ہو یہان جس سے زیادہ آبرو
ہو وہان اس سے ذلیل و زرد رو
ہے یہ دنیا بوتہ زرگر مگر
امتحان کرتے ہین جسمین سیم و زر
تا الگ ہو جائے ہر کھوٹا کھرا
دہری اور فلسفی ہووین جدا
ہووین ٹھوڑی پہ عیان داغ سیاه
اور رکھا روشن ہو مثل مہر و ماه
جو رہا اس رنج مین ثابت قدم
کچھ نہین سندان سے اسکو خوف و غم
گر کلام اللہ ہو بر خط لکھا
معنی اسکے ہین وہی بدر الدجی

خوشخلقی اور بدخلقی ہے ظاہری — دخل مضمون مین نہین لکھی ذری
طفل ہے زینت پہ لفظونکے فدا — مغز معنی سے نہین وہ آشنا

آب زر سے ہے لکھا تو ہے وہی — گر سیاہی سے ہوا تو پھر وہی
اہل معنی کی ہے معنی پر نظر — جانتے ہین لعل و سیم و زر زر

لاجورد و میدا رنگ طلا — ہے فریب طفل اے مرد خدا
پیش چشم مرد دانا جلوہ گر — خوبی معنی ہے رشک صد قمر

تو بھی ہے معنی کا اے جان آشنا — تاکجا پابندی ظاہر بھلا

جواب دینا وزیر کا بادشاہ کو اور رد کرنا تقریر بادشاہ کا

سنکے نقش شاہ یون بولا وزیر — ہے ترا ارشاد حق و دلپذیر
آپ کا ارشاد ہے کم اور کاست — ہے یہ پاتک ہے وہ حق و صدق و راست

عقل شاہونکی ہے سب عقلونکی شاہ — ہم شبا ہے ایک عقل شاہ ما
عقل شہ ہے خزینہ بے انتہا — خوشہ چین اُسکی ہے سب خلق خدا

یہ معاذ اللہ نہین جنگ و جدال — ہے غرض منظور مجکو عرض حال
کی جو گستاخانہ مینے حق و لبق — ہے غرض مجکو فقط احقاق حق

تا سنو وہ قبلہ ہر دو جہان — اپنے ہیں ہیچمین خوار و ستہان
لازم ذاتی ہے ہر شے کو ضرور — وہ نہین ہوتا کبھی اس شے سے دور

بادشاہی کی لوازم اور ہین — اور گدائی کے نرالے طور ہین
انتظام اسکا نہین ہرگز روا — راہ شاہی کی ہے جدا اُسکی جدا

سلطنت مین چاہیے رعب و داب — زیب و زین ظاہری آب و تاب
ہیبت و قہر و سیاست کروفر — زجر و توبیخ و قتال و زور و زر

ہو اگر اسباب مین کوئی قصور — انتظام ملک مین پھر ہو فتور
ہو فقیری پر اگر راغب مزاج — چاہیے اُس شخص کو کیا تخت و تاج

آشنا معنی سے گر ہے تا گدا — صورت ظاہر پہ کیون ہوتا فدا
دیکھتا گر جلوۂ رخسار یار — بت پرستی کیون وہ کرتا اختیار

غیر حق اے بادشاہ دادگر — جو ہے بت ہے بلکہ بت سے بھی بتر
بت پرستونکو ہے کرتی طعن خلق — بت گرونپر بھیجتی ہے لعن خلق

ہے بتونسے اپنے ہر اک بیخبر — بت پرستی پر ہے غیرونکی نظر
ہے بغل مین تیری بتخانہ چھپا — آپ کو تو جانتا ہے پارسا

ایک ہے سو بت پرستونکا صنم — تو بناتا ہے نیا بت دمبدم
مال و زر سے ہے تجھے دلبستگی — اقربا و خویش سے پیوستگی

وصل ان چیزونکا ہے فضل خدا — چھوڑ سبکو تا کہ ہو وصل خدا
ہے تو غیرونپر دل و جانسے فدا — اور موحد آپکو ہے جانتا

دوستو توحید اصلی ہے یہی — ماسوی حق کے سنو دلبستگی
راز باطن سے جو یہ ہوتا خبیر — مبتلا صورت پہ کیون ہوتا فقیر

نور حق کی سو بر اے بادشاہ — ذری سے کمتر ہین یہ خورشید و ماہ
جسنے دیکھی جلوۂ حق کی بہار — لاوے کب خاطر مین نو رستہ خار

جو نہین ہوتی حقیقت سے خبیر — ہوتے ہین عشق مجازی مین اسیر
جوش پر ازبس ہین ایام شباب — اور بنا یہ عشق کا ہے پیچ و تاب

نشۂ مستی مین یکتا ہے گدا — جی مین آتا ہے سو کہتا ہے گدا
چہرہ پر اسکے نہین نور جلال — نشۂ مے سے ہین آنکھین لال لال

ہے نظر بندی خزف ریزی کو گر — آدمی سمجھے کہ ہے تابان گہر
عاج کیا سمجھا ہے چوب ساج کو — کیون بہا سمجھا ہے اس دراج کو

آدمی ہین گرچہ یک جنس اے فتا — فرق انمین ہے دلے بے انتہا
ایک تو پیغمبر صدر الورا — اک ابوجہل لعین نا سزا

ایک تو موسی کلیم ازدان — ایک فرعون ذلیل و ستہان
باوجود اک جنس کے کتنا ہے فرق — بعد انمین ہے بسان غرب و شرق

میل ہر اک کو ہے اپنے مثل سے — شرع مین بھی ہے تساوی پر نظر
شرط ہے ہم کفو مین حسن و جمال — ہم نسب ہم پیشہ و ہم زر و مال

شاہزادی کا گدا سے ازدواج — گویا ہے پیوند چوب ساج و عاج
ہے کسی کی بر مین ایسا بھی لباس — آدھا ہو ابریشمین آدھا پلاس

دیکھی ہے ایسی قبا ابریشمین / بوریا ہو جسکے استر میں کہیں
برخلاف عقل یہ پیوند ہے / عقل کیا قطع سر فرزند ہے
ہے نجیبونکو گوارا کب یہ بات / اپنی آنکھوں سے یہ دیکھیں واردات
عقد سے ہوتی ہے عیش و خرمی / عقد کیا جس سے ہو دلکو برہمی
ہیں بہت ہمسر تمھارے بادشاہ / متقی و نیکبخت و دین پناہ
شاہزادی کی تمنا میں مدام / آتے ہیں سب کے عرائض اور پیام
ہے تعجب چھوڑ کر تم کفو کو / دختر زیبندہ اس مفلس کو دو
اور دختر کو اگر ہو یہ خبر / گذرے کیا کیا جور اسکی جان پر
اور اسکے جو جو خویش ہیں اور اقربا / پشت ہر اک کی ہو اس غم سے دوتا

دوسری بار رد کرنا بادشاہ کا قول وزیر کو

شاہ نے سنکر دیا اسکو جواب / خون قبطی کو نظر آتا ہے آب
سبطی کی آنکھوں میں آب خوشگوار / قبطی پر وہ بھی ہے خون اے ہوشیار
جسکو میں سمجھا ہوں سرو بوستان / اژدہا تو اسکو کرتا ہے گمان
جسکو میں سمجھا ہوں قند و انگبین / تو اسے گنتا ہے حنظل بالیقین
گر برا ہوتا ہے ربط ظاہری / یا پیمبر اکو فرماتا نبی
کیوں صفورا کے لیے ہوتے تباہ / دس برس کامل اذیت کھینچتا
علم ہے اسباب کا اللہ کو / کون ہے دو نونکی اندر راست کو
رغبت زن گر نہ ہوتی سود مند / موسیٰ تو انکو کب ہی کرتے پسند
ہوتی زن گر راہ حق کی راہزن / انبیا کی ہوتی کب یہ لواء زن
ہوتی عزت گر مانع راہ خدا / چار زن کیوں ہوتی مردونکو روا
شرط ہے ہر شے میں لیکن اعتدال / راہ اوسط چل تو اے نیکو خصال
گر ہوئی افراط و تفریط اے بصیر / حکم اوسکا ہو گیا نوع دگر
تو اگر حد سے تجاوز کر گیا / ہے وہ ملامت بھی گناہ و ناسزا
ہے رہے صورت پرستی میں تباہ / جو کہ ہو وے ہے مانع راہ اللہ
ہو نکاح زن میں گر پیش نظر / اتباع سنت خیر البشر
گر وہ فعل اسکا عبادت سے بہم / لذت ظاہر ہو گو اس سے بہم
حظ نفس ظاہر ہے کب ہے خیر و شر / نیت قلبی پہ ہے اوسکی نظر
دل کی ہے احوال سے دانا خدا / کسکو ہم بہتر کہیں کسکو برا
اور کچھ مجکو نہیں ہے عذر و کد / ہے یہ اتنے واسطے اے پر خرد
پہلے اس سے نے وعدہ ہے کیا / خلف وعدہ کا نہایت ہے برا
اتنا بس سنئے عہد کا ہرگز نکر / دم میں جبتک دم ہے تیرے اے بصیر
ہے فقط اسباب کا مجکو خیال / حجت شرعی ہے اسکو بے مثال
ہیں مضمون اسکے مدعا / انتہا اسکا ہے مجکو اے فنا
دست بستہ ہو کے پھر بولا وزیر / ہے یہ آسان اے شہ آفاق گیر
عہد میں ہے سلطان کے / چھوڑ کر درویش مشکل جانکے
عقد میں وہ شرط ہے کیجے متصل / جس سے ہو یہ آپ نادم اور خجل
سے تا ہرگز یہ کام / پھر نہیں لینے کا وہ دختر کا نام
اس ارادے سے وہ کیسو آپ ہو / پھر چلے ہرگز نہ وہ اس راہ کو
سوچئے یہ کام میری رائے پر / آشکارا تاکہ ہو میرا ہنر
شاہ دولت نے نہیں داخل ہوا / رہ گیا اعجاز سے اور وہ گدا
ملکہ بیٹھے میں لیکے وہ وزیر / با ادب جلدی گیا پیش فقیر
باہزاراں عزت و اکرام و ناز / دست بستہ ہو کے با عجز و نیاز
اسکو مسند پہ بٹھا کر متصل / خوش کیا تا تو نہیں اول اسکا دل
پوچھکر درویش کا نام و نشان / نام و قوم و شہر ہنی کا مکان
پھر کہا اوس سے اے نیکو خصال / شاہ سے جو کچھ کیا تو نے سوال
وہ تو ہے اس امر میں راضی و لیک / شرط مشکل وصل کے اندر ہے ایک
پاس دختر کے ہے در تر بے بہا / گوہر غلطاں نہایت باصفا
وہ یتیم المثل مروارید ہے / رشک سے خجلت وہ خورشید ہے
جوہری کہتے ہیں اسکو شبچراغ / ماہ کے سینے میں بھی ہے اسکے داغ
شرط شہزادی نے کی ہے اے فقیر / دوسرا ویسا ہی لا در بے نظیر

لاوے میری گوشوار کیلیے
ورنہ ہے میری تمنا ہے وصال
لکھو یا مدت تلک خراج سلطنت
وصل کا اسکے ہے گر تجکو خیال
ورنہ کیون اوقات کرتا ہے خراب
سو برس تک گر کریگا جستجو
ملنا اس موتی کا ثانی ہے محال
بہر کے ٹھنڈی سانس اوسنے کہا
پاس میرے ایک خرمہرہ نہین
مجکو کیون کرتا ہے رسوا دربدر
کیسا موتی اور کیسا شبچراغ
اوسکی وہ قدرت ہے گر منظور ہے
گو کہ مین ہون عاجز و مسکین فقیر
دہر مین گو جو کہ ہنستا ہے یہان
ہے مجھے ذات مقدس کی قسم
لاوے گر ویسا ہی در بے بہا
جو نہ لایا اسکا ثانی تو پہر
ولیمن اسکے لیکہ تھا اس نسخ تقیز
اسلیے کرتا تھا وہ یہان حسیت
تو قدم اسجا ذرا سنبہالکر
غیب کا عالم ہے وہ بے انتہا
آگ کے بنتے ہین گل اے رہنمہ
جسکو سمجھا ہے یہان بال خطر
جسکو سمجھا ہے یہان بال خطر
خلوت جسکو جانا ہے بیہودا

وہ شراب وصل کو میرے پیے
بوالہوس کے دلمین سودا محال
بے بہا موتی نہ اوسکے ہم صفت
ہے بغیر اس بات کی ملنا محال
سفت مین کہتا ہے کہ گر پیچ و تاب
تو نہین پانے کا مروارید کو

لاوے پہلے ویسے مروارید کو
جستجو شہزادہ دن کی سالہا
حوصلہ اک اک کا پست آخر ہوا
لاکہین سے ایسے مروارید
بیٹھہ گوشے مین خدا کے ... کر
ثانی اوسکا گوہر نایاب نہین

جواب بہیا ادہم کا وزیر کو اور عاجزی کرنا حق جل شانہ مقصود کیلیے

کیون ہنسی تو ... کرتا ہے بہلا
موتی نے آنکھوں سے دیکھا نہین
حق تعالی کے غضب سے ... کر
شب چراغ اپنا ہے سینے کا داغ
لعل و گوہر کردے پہر اک سنگ کو
ہے مرا مولی تو پہر شے ...
وہ سمجھا جاتا ہے اگر دنیا بیگمان
سچ ہے جو ... کہا ... دیکھیت و کم
تو ملے گا تیرے دل کا مدعا
ہو نہ پھر اس شہر مین تیرا گذر
موتی ثانی اسکا دنیا مین نہ ہے
تو دل اندر تو اریہان ... قدرت
ہے یہان تنکی کی ادھیل مین بہا
حسن وہان کرتا ہے کار اژدہا
پانی ہو جاتا ہے جون مین لطف
ہے وہان سب سے زیادہ وہ فقیر
ہے وہان سب سے زیادہ وہ فقیر
... یا اسکی ہے دنیا ...

مین بچارہ بینوا مفلس فقیر
مجھسے کیون کرتا ہے یہ مکر و فریب
عاجز و لیشہ تو تکرار ... خند
قادر مطلق ہے وہ رب قدیر
ہر خزف ریزے کو گر چاہے خدا
مجکو ہنستا ہے گدا ... کر
مشتعل ہو کر لگا کہنے وزیر
نہ میری تو اسکو ہر گز ... جان
ہے مگر یہ شہر ... گدا
پہر نہ اپنا منہ ... دکھلائیو
... شاہ ... ہو
اسکی تھی اسباب ... فقیر
ہین ... کار ... بیشمار
ماہ ہو جاتا ہے شق انگشت سے
سنگ کرتا ہے شہادت کو ادا
تو جسے سمجھا ہے در بے بہا
... مسکین کی ...
... سلیمانی ...

سہرہ ور جب وصل سے میرے وہ ہو
پر نہ اوسکے مثل کا پایا پتا
شبچراغ اونکو نہ اک موتی ملا
عقد تا ایسے گہر کا کیسے ہو
اس خیال خام سے اسیے گذر
بادشاہ کے خزانہ مین نہین
دور کر تو وصل کا وسے خیال
مین کہان پاونگا موتی اے وزیر
تھوڑے کو پا تونے کیون دیتا ہے جیب
حق تعالی کو سنو گا یہ پسند
ہین اوسکے بندے سب سیر و وزیر
اکیدم مین کر دے وہ در بے بہا
گھٹے تو کرتا ہے مفلس جان کر
سچ ہے کہنے کو تو جان اے فقیر
راست کہتا ہون مر کے کہنے کو ہان
گوش جان سے سن لے تو اسکو ذرا
بلخ کی جانب نہ ہر گز آئیو
کب ہم پہونچے گا اس مسکین کو
قدرت اللہ سے تھا بیخبر
نقل کچھ اسجا نہین کرتی نگر
لینا سے ... آخر جان دے
شمع کا سر وہ کرتا ہے جدا
ذرہ ہے سے کمتر ہے ... خدا
شیشہ ... سے وہان ... نہین
ور ... تیرے ... نگہبانی وہان

حاکمون کا پاک ہوتا ہی جگر
دیکھا جب ادہم نے اصرار وزیر
لاؤن گر مین پاس سے بھی بہتر گہر
بعد لانیکے جو میرا عقد ہو
یا تو ہون راہ طلب مین مین ملف
صاف کہدے اپنے دلکا مدعا
اپنی کم فہمی سے ہو کر مستعد
یون کہا واللہ باللہ ای گدا
ایکدم کی بھی نہین ہونیکی ڈھیل
بولا ای دستور وہ موتی دکھا
خواب مین جو شے کبھی دیکھی نہین
دل ہی دل مین خوش ہوا سنکر گدا
ہو گیا حیلہ یہ میرا کارگر
مخزن شہ مین نہایت پر ضیا
رات کو ہو جسکی وہ شب چراغ
ہی دھرا او وہ جو صندوق طلا
جلد لا اس درج زرین کو نکال
قفل کھولا اسکے تابندہ گہر
دیکھکر موتی کی وہ لمعان و برق
ہی تری الطاف کی رب کریم
جسکو ہم سمجھین ہین ظاہر محال
ختم تجھپر ہو گئی کاریگری
قند نے سے اور عسل زنبور سے
چار عنصر و نسے کیا عالم بنا
گو کہ ہی دانا و عاقل یہ وزیر

ملتا ہی ادنیٰ کو تاج و تخت وزیر
عہد و پیمان قول اقرار ای وزیر
وعدے مین نقص ہو بارہ گر
تو نکلتا ہون ابھی تفتیش کو
گوہر مقصود یا لاؤن بکف
تا مری خاطر سے جای دغدغا
عہد ادہم سے کیا اوسنے بجد
سو تی گر تو ویسا لایا دوسرا
ہی خدا اس ہیر کہنے پر وکیل
چاہتا ہی بیکانی دوسرا
ممکن اصلا ہی جو ادسکی نہین
جی مین سمجھا دام مین آیا فقیر
کر گیا درویش کے دلمین اثر
ایک موتی بے بہا مشہور تھا
تھا نہ کچھ درکار اُس گھر مین چراغ
اُسکے اندر درج ہی یاقوت کا
تا کہ ادہم کو دکھاؤن اسکا حال
رکھکے ادہم کے دکھایا ہاتھ پر
بحر حیرت مین ہوا درویش غرق
کب سے ایسا لکھے در یتیم
ہی ترے قبضے مین وہ ای ذوالجلال
تجکو ہی سب ترو لسنی برتری
شیر خون اور شراب انگور سے
جسکے اندر گم ہی عقل راز کیا
تیری قدرت سے ہی غافل یہ وزیر

گونہ گونہ کارخانے حق کے ہین
یون کہا گر تو ہی ادہم راست گو
ہو نہ عذر اے ادہم ہو تکرار کچھ
اپنی دست آزمائی مین کرون
پر ہی گر حیلہ بہانا ای وزیر
لیکہ غفلت کی سبب سے تھا اسیر
کھا کی پھر اقسام ایمان شدید
لیکے آوی جبکہ مروارید کو
یہ ہوا ادہم کے دلمین جب یقین
ہی طلب مجھ مل مطلق کی محال
صورت و شکل و ضیا و سنگ و رنگ
یعنی موتی ویسا پانیکا نہین
یا تو ان یا تو نہین بلا سے ٹلی
رات کو ظلمت مین وہ دے روشنی
تھا خزانہ دار جو داروغہ تعین
اُسکے اندر ہی وہ رخشندہ گہر
لایا جلدی سے خزانہ دار شاہ
دیکھی جب ادہم نے موتی کی صفا
دلمین کہتا تھا نہایت ہی محال
تو ہی ہی مفتاح قفل مشکلات
کام جو مشکل ہمین آئے نظر
خاک کی ہی الماس گل ہی گل کرے
رحم زن مین ایک قطرہ آب کا
لطف تیرا گر نہووے چارہ گر
ذہن مین آ سکے یہ وہ ترے بہا

عقل مین ہرگز نہین آسکتے ہین
دے مجھے ضامن خدای پاک کو
حیلہ و مکر و دغا انکار کچھ
کھینچکر محنت رسائی مین کرون
تو عبث ہی میرا جانا ای وزیر
کام مین اوہام باطل کے وزیر
بیچ مین ضامن ہو یا رب مجید
عقد فوراً تیرا اس دختر سے ہو
یعنے اسکے عہد مین نقص نہین
دیکھلون آنکھو سے تا روشن ہو حال
دیکھلون تو جستجو کا نکلے ڈھنگ
اس جگہ درویش آئینگا نہین
کچھ تکلف دو بھی نہین کرنی پڑی
دیتا تھا مانند مشعل روشنی
اوسکو بلوا کر کہا ای مرد دین
شب چراغ دختر عالی گہر
درج زرین جسمین تھا تابندہ ماہ
خود بخود پڑھنے لگا صل علٰی
میرا اوس تابندہ گوہر سی مثال
تو ہی ہی فتاح ای رب مجید
تیرے آگے ہی وہ سب سہل تر
آب سی گوہر عنب سی مل کرے
کسطرح کی صورت نادر بنا
پہونچے کب مقصد کو ہر خستہ جگر
ہی سبھی تنہای دنیا سے سوا

اوسکے پانیکو سمجھتا ہی محال / اسلیے کرتا ہی یہ مجھسے سوال
لطف تیرا گر ہو میرا دستگیر / پاؤں میں ویسا ہی دُر بے نظیر

جانا اوہام کا تلاش گوہر میں اور آوارہ پھرنا مدت تک بحر و بر میں ملاقات حضرت خضر کی آخرکار اور ملنے موتی بے بہا نہایت بیشمار

دیکھا اُس گوہر رخشندہ کو / یوں کہا اوہام ذاتی فرخندہ خو
میں خدائی پاک کر اب نام پر / جستجو کرتا ہوں ویسا ہی گہر

گو کہ ہے یہ کار مشکل اے فتا / لیک ہے حلال ہر مشکل خدا
کام ہو گو سخت مشکل اے پسر / ہے خدا کے سامنے وہ سہل تر

کہکے یہ اوہام ہوا صحرا نورد / بیقراری سے بعینہ زرد و درد
وحشیوں کی طرح صحرا میں سدا / رات دن پھرتا تھا وہ مفلس گدا

روم و شام و ہند و ایران و ختن / چین و ماچین و صفاہان و یمن
کوہ و کوہ بحر و بحر و بر و بر / دشت و دشت و کو بکو در بدر

راتدن جو فکر تھی جی سے لگی / جستجو کرتا تھا مروارید کی
یاد میں دلبر کے لیکن جسم زار / تیغ فرقت سے تھا محزون دلفگار

گفتگو سے بند لب آشفتہ حال / مثل مجنون ہجر لیلی میں نڈھال
یاد جب کرتا تھا روئے ماہ رو / دونوں آنکھوں سے رواں ہوتا لہو

خون چکاں لب تنگ تھا دل غنچہ ساں / مثل سنبل ہو پریشاں طپاں
ہوش کچھ تن کا نہ پروائے طعام / محو روئے گلعذار لعل فام

اُسکے سودائے محبت میں گدا / دین کا مطلق نہ دنیا کا رہا
کرتا تھا گاہی فلک سے یوں خطاب / کیوں دکھاتا ہے مجھے رنج و عذاب

ذرہ ذرہ کرکے جسم زار کو / خاک راہ یار کر جو ہو سو ہو
فکر کر ایسی کہ ہو میرا غبار / صاحب آئینہ رخسار یار

میری مشت خاک اے باد صبا / لیکے جا جسجا ہے وہ رونق فزا
لیکن بہت سی جستجو میں اوسنے گو / پر نپایا گوہر مقصود کو

جو کوئی آتا نظر اوسکو بشر / اُس سے کہتا تھا کہ اے عالی گہر
دے مجھے للہ تو وہ شب چراغ / جس سے ہو مہتاب کے سینہ میں داغ

اک پری کے گوشوارے کے لیے / گوہر غلطاں کی خواہش ہے مجھے
جو کوئی سنتا تھا اُسکی گفتگو / جانتا تھا دلمیں مجنون ہو بہو

دیکھکر آشفتہ و ژولیدہ حال / کرتی دیوانہ اُسے خلقت خیال
چھیڑتا تھا ہر صغیر و ہر کبیر / خندہ کرتا ہر امیر و ہر فقیر

عشق ہی اور سو بلا سو خواریاں / عشق ہی اور سو جنون سو زاریاں
عشق ہے غارتگر صبر و شکیب / عشق میں ہیں سو فراز و سو نشیب

عشق کیا ہی اک بلائے جان ہے / عشق کیا ہی آتش سوزان ہے یہ
عشق کی آتش ہے ایسی پر بلا / وہی سوا معشوق کے سبکو جلا

عشق نے کی جب کسی کے دلمیں جا / وہ ہدف تیر بلا کا ہو گیا
بیٹھتی جیسا خلق باہم دیکھتا / کہتا موتی دو مجھے بہر خدا

ہوتا جب بازار میں اُسکا گذر / تاجروں سے مانگتا تابان گہر
جب ہوا مایوس موتی سے گدا / چھوڑکر بستی کو صحرا میں گیا

آیا دلمیں آخرش اُسکے خیال / شہر میں ملنا ہے موتی کا محال
سونپ تو اس کام کو تقدیر پر / بھولنا اچھا نہیں تدبیر پر

معدن گوہر جہاں ہو چل وہاں / چھوڑ یہ اسباب ظاہر ہی جوان
موجد اسباب و علت ہے خدا / تو سمندر پر بھلا چل تو ذرا

پیدا بحر شور میں ہوتا ہے دُر / شُجہ اغوش سے صدف صدہا ہیں پُر
ہے خدا فتاح ابواب امید / موجد و خلاق اسباب امید

مستعان ہے ضعیف و خستہ جان / مستغاث ہے نحیف و ناتوان
تو توکل پر قدم رکھ کار پر / لطف اسکا تا ہو تیرا دادگر

کیوں بھٹکتا ہے عبث تو در بدر / عام رحمت پر خدا کی رکھ نظر
ماسوائے حق کو جو کچھ ہے امید / ہے سبب خواب و خیال [illegible] گذر

کھینچکر سختی و رنج بے شمار
دیکھا او سنے تلاطم موج کا
آخرش کہنے لگا ہوکر یہ تنگ
عقل مردم ہی مثال پنبہ زار
ہو ذرا بھی عشق کا جس جا ظہور
عشق کی وحشت سی اخگر کو تر نگ
سعی کیجے اس تک و دو مین تلعت
کرکے پر پانی سے کشتی کو گدا
تھا جو از خود رفتہ و مدہوش عشق
صبح سی تا شام و از شب تا سحر
جا نکر نعمت وہ برگ سبز کو
بحر بخشایش کا آیا جوش پر
ہی وہی ہمراز خود درفتگان
لطف اسکا گر نہو وی چارہ گر
ہی وہان بندہ ہمارا نیم جان
جلد تر اسکی حاجت کو روا
بر طریق سنت خیر الانام
رات دن محنت جو یون کرتا ہی تو
سنکے یہ باتین رہا اور ہم خموش
گو نہ ادہم نے کیا ہونٹونکو وا
کر رہا تھا حال اپنے کو عیان
تو سنا چاہی جو خاموشی کا حال
منطق الطیر سلیمانی ہو وا
اور جو یہ ہین حواس ظاہری
آدمی کو ہی شرف حیوان سے

پہونچا بحر شور پر پایان کار
رہ گیا حیران فقیر بینوا
کیا ہوئی اس دشت کی شیر و پلنگ
عشق برق شعلہ ریز و پر شرار
عقل فرسنگون رہا سے ہو وی دور
آئی یہ ادہم کی دلمین بیدرنگ
گوہر مقصود تا آوے بکف
پھینکتا تھا ریگ کو اوپر سدا
و سبدم وہ چند ہوتا جوش عشق
ورد ادہم تھا وہی آٹھون پہر
نوشجان کرتا رہا مدت ہمکو
اسکی ہمت پر خدا نے کی نظر
مرہم ریش دل دل خستگان
سیو سچے کب مقصود کو اپنے لشر
عاجز و زار و نحیف و ناتوان
جو اوسے مطلوب ہی کر وہ عطا
جلکے ادہم کو کیا اسنے سلام
کیا تجھے منظور ہی اے نیکخو
کچھ نہ بولا وہ غریب فتنہ ہوش
پر تھی گویائی سی خاموشی سوا
بال بال ادہم کا خود با صد زبان
گوش دل سے پنبہ غفلت نکال
منکشف ہو راز موجودات کا
ہین یہ جیوانو نمین تجھسے بھی قوی
عقل سے یا علم سے یا جان سے

دیکھکر اس بحر کا جوش و خروش
مدتون تک گرد دریا کی پھرا
کا شکے دریا سے نکلے اک نہنگ
عقل برف و عشق شمس نیمروز
اخگر و پنبہ بہم کیونکر ہون یار
خشک کیجے آب دریا کو اگر
دل کے اندر یہ کر کے یہ خیال
بے تامل آب دریا کو جوان
خار کھا تیکی نہ کچھ پینے کا ہوش
بھوک سی آئی لبونپر جان اگر
گذرے اس حالت مین جب چالیس روز
ہوگیا لطف خدا ہی بے نیاز
ہی وہی غمخوار ہر غمگین کا
حکم درگاہ جناب کبریا
دیکھ اوسکی خستگی و بیکسی
سنکے یہ حکم خدا سے وا دگر
پوچھا کیا کرتا ہی تو اے نوجوان
کر بیان کچھ دل کا اپنے مدعا
کچھ نہ بولا منھہ سی اپنے وہ گدا
با زبان بے زبانی داستان
دہن مین خلقت کی جو شی ہو خموش
پاک کر اپنے حواسونکو شتاب
فی الحقیقت ورنہ تو ہی کور و کر
گر نہون تیری حواس باطنی
جان کی اندر ہین باطن کی طرس

اور ٹرگئے ادہم کی سب تکلیفت ہوش
پر ہوا حاصل نہ اوسکا مدعا
اور کر لے مجکو لقمہ بے درنگ
عقل کاہ و عشق برق کاہ سوز
شعلہ و خس کی ہو صحبت برآر
گوہر مقصود آویگا نظر
کشتی چوبی بغل سی لی نکال
پھینکتا تھا سر طرف کو رائگان
تھا ترقی پر سدا جوش و خروش
توڑ کر کھاتا تھا کچھ برگ شجر
با ہزاران رنج و نکرد درد و سوز
اس غریب خستہ جانکا چارہ ساز
ہی وہی ہمدرد ہر مسکین کا
خضر کو پہونچا کہ تو دریا پہ جا
غربت و محنت کشتی و مفلسی
پہونچے حضرت خضر بحر شور پر
کیون عبث کرتا ہی محنت رائگان
کیا غرض پانی اوٹھنے سے ہی کیا
کام جو کرتا تھا سو کرتا رہا
جزو جزو ادہم کا کرتا تھا بیان
ہی وہ گویا چاہیے سنیے بگوش
غیب کا تا تجھپہ ہو مفتوح باب
گو کہ ہین ظاہر کے یہ سمع و بصر
تو ہی کمتر گاو و خر سے اے دنی
ہو اسی پر آدمیت کی اساس

گر نہین تو آن ہوا سوتے بے خبر
کھول آنکھیں اور تو ہشیار ہو
تار شکل کا علایق کے مدام
نام ادہم نے سنا جب خضر کا
اسطرح قربان گرد اوسکے ہوا
پھر کہا ادہم نے اے پیر طریق
اول و آخر سے بالکل داستان
ایک موتی ہی نہایت آبدار
اوس پری کی گوشوارے کے لیے
مجکو ویسا ہی اگر موتی ملے
اُس پری کی گوشوارہ کے لیے
اس سے ہو شاید کہ موتی دستیاب
خضر بولے ہنس کے اے نادان نزار
ہو گئے لیکن ترے یاور نصیب
حکم حق پہونچا ہی مجکو اے فتا
کارخانے ہین خدا کے بے شمار
تجکو جو آتا ہے دنیا مین نظر
غیب کا ظاہر ہی گر لمعان برق
ماہ و خور ذرے ہین ملک غیب کے
جسنے دیکھی کچھ وہان کی کرّ و فر
ہوا گر اک برگ ملک غیب کا
عشق کے ہاتھون سے مین مجبور ہون
اور مری حق مین کرم سے وہ نظر
خضر نے اُس سے کہا اے مستمند
بند کر ظاہر کے اپنے چشم و گوش

کہا حضرت سے تو ہی بہتر اے پسر
خواب غفلت سے ذرا بیدار ہو
حکم حق سے ہو نہین کرتا انتظام
بیقراری کیکہ قدمونپر گرا
شمع پر جیسے ہو پروانہ فدا
مین ہوا ہون بحر حیرت مین غریق
خضر سے ادہم نے کی ساری بیان
پاس دخترِ شہ کے اے عاقل تبار
دوسرا ویسا جسے موتی ملے
اُس سے یا زیبندہ تر موتی ملے
چاہیے ہی گوہر رخشان مجھے
ورنہ پانی مین ملے کب دُر ناب
صرف کرتا سال گو گر سو ہزار
لطف حق تیرا ہو انعم المجیب
جا کے کر ادہم کی تو حاجت روا
عقل سے برتر ہو کار کردگار
اصل اسکی غیب مین ہی اے سعید
بحر حیرت مین ہون اسکا غرق
ہی ہر اک حیران انکے نور سے
وہ ہوا دنیا سے مطلق بیخبر
اسکی ہو دنیا و ما فیہا ہبا
فرقت دلبر سے بس رنجور ہون
جس سے ہاتھ آوے مری تابان گہر
کر ذرا آنکھون کو اپنی جلد بند
تا کہ بحر رحمت حق لاے جوش

خضر نے پھر تسلی یون کہا
خضر میرا نام ہی اے نوجوان
اے جوان ہون رہنمائے گمرہان
سنتے ہی اس مژدہ جان بخش کے
کب ہو وہ گلشن مین بلبل کو مزا
دستگیری کر خدا کیواسطے
عشق کہ کمکر دختِ شاہ بلخ کا
عقد مین دختر کی ہی یہ شرط یار
دو ہی اُسکے وصل سے ہو بہرہ ور
خوش ہو موتی دیکھکر اسکا مزاج
اسلیے کرتا تھا مین اس کام کو
گر نہ آتا گوہر مقصد بکف
قطرہ بھی ہوتا نہ اس دریا سے کم
یاوری قسمت نے تیری خوب کی
پاس میرے بیٹھ اور آرام کر
ہی وہ یہان ہر شے بہت بے انتہا
اسکے آگے ہی یہ سب مردود و ذلیل
ہو سکے انسان سے تحمل جسقدر
ہوا گر ظاہر وہان کا ایک ذر
جو نہیں اس راہ کا دانا ہی راز
دست بستہ ہو کے ادہم نے کہا
اپنی ہستی سے ہوا ہون مین فنا
دو مجھے للہ موتی شب چراغ
ہو مراقب جانب حق کر رجوع
سنتے ہی ادہم بچشم اشکبار

پاس جا کر اُسکے اے مرد خدا
آیا ہون مین حکم سے حق کے یہان
دستگیر عاجزان و ناتوان
بھولے درد و رنج و کلفت سب سے
جو کہ ادہم کا خوشی سے حال تھا
مصطفےٰ و مجتبےٰ کیواسطے
خضر سے ادہم نے یہ ظاہر کیا
لاوے جو ویسا ہی دُر شاہوار
چاہیے کچھ لعل و یاقوت و نہ زر
اُس پہ پیرو سے ہو میلا ازدواج
تا کہ پانی اسکا سارا خشک ہو
عمر سب کرتا اسی رہ مین تلف
ایسا ہی پایان ہی یہ اللہ یم
رحمتِ حق تجھپہ نازل ہو گئی
جسقدر مطلوب ہون لے تو گہر
گم ہی جسمین عقل و ہوش انبیا
اصلی وہ ہی اور یہ مردود و ذلیل
اوسقدر بس جسکو آتا ہے نظر
مبتذل ہو جائین دونون ماہ و خور
رکھتا ہی وہ اہل دنیا سے نیاز
حق ہی فرمانا تمھارا اور بجا
آپکو بھی مین نہین پہچانتا
سندل تا ہو مرے سینہ کا داغ
با نیاز و باخشوع و باخضوع
گر پڑا رو کے زمین پر بیقرار

بند جب ادہم نے آنکھوں کو کیا
خضر اُس دریا میں غائب ہوگیا

قدرت ایزد تعالی سے حسن
خود بخود دریا ہوا پھر موجزن

پانی لایا کھینچکر صد ہا صدف
تو وہ تودہ ریگ پر ہر جا صدف

ہر صدف میں ایک در بے بہا
بیمثال و بے نظیر و پر ضیا

غیب سے ہاتف نے پھر آواز دی
سر اوٹھا کر دیکھ اسرار خفی

جسقدر مطلوب ہوں تجکو گہر
اوٹھا لے تو ان میں سے نکال اے بیخبر

حق میں ادہم کے ز راہ سوز زن
طعن گر کوئی کرے اسے جا حسن

خضر سا جسکو ملے آگاہ حق
حیف وہ اُس سے نہ پوچھے راہ حق

خضر سا کامل جسے مرشد ملے
اوس سے وہ تعلیم راہ حق نہ لے

قبلۂ ارباب و اصحاب کمال
کعبۂ عرفان و قطب بیمثال

محرم راز جناب کبریا
واقف اسرار علم مصطفے

کچھ نہ حاصل اُس سے ادہم نے کیا
مانگتا تھا اُس سے مروارید کیا

ہے یہ کم فہمی سے تجکو اشتباہ
عشق کی ہے عقل کے برعکس راہ

عشق میں عاشق کو دلبر کے سوا
کب نظر آتا ہے کوئی دوسرا

ہے طلب اوسکو تو ہے معشوق کی
ہے طرب اسکو تو ہے معشوق کی

ورد ہے تو نام ہے معشوق کا
کام ہے تو کام ہے معشوق کا

غم ہے تو غم دوری محبوب کا
اور الم مہجوری محبوب کا

درد ہے تو درد ہجر یار ہے
شادمانی شادی دلدار ہے

گفتگو گر ہے تو ہے معشوق کی
جستجو گر ہے تو ہے معشوق کی

ہے وہ سست و والۂ روئے صنم
دین و دنیا سے بری ہے یکقلم

قبض و بسط اُسکا ہے ہجر و وصل یار
عیش و غم اُسکا ہے وصل و فصل یار

آنکھوں میں عاشق کی دلبر کے سوا
کچھ نظر آتا نہیں اچھا برا

عاشقوں کے راز کو سمجھے وہی
عشق رکھتا ہو کسی سے جو کوئی

آتش سوزان ہے عشق پر شرر
بوتۂ زرگر ہے یہ جسم بشر

نفس انسان ہے طلائے برکی
جعفری کرتی ہے صنعت عشق کی

دمبدم دیتا ہے دلکو اک طپش
تاکہ جلجاوے طلا کا غل و غش

بنگیا کندن اگر ثابت رہا
ورنہ یہ مس بھی سیہ رو ہوگیا

ہے تعلق دل کو تیرے جا بجا
باغ و راغ و لعل و مروارید کا

محو کب خاطر سے ہو حب وطن
الفت سیم و زر و فرزند و زن

فرقت یار و عزیز و خانمان
دوری احباب و ترک خاندان

کب جنسیں تجھسے بجز سودائے عشق
محو کب ہوں یہ بجز غوغائے عشق

عشق وہ شے ہے کہ اکدم میں جدا
سب سے کردے تجکو اے مرد خدا

عشق ہے قطع علایق میں مگر
تیغ بران سے زیادہ تیز تر

ہے مجازی عشق کا یہ مرتبا
گر حقیقی ہو تو پھر کہنا ہے کیا

جبکہ ہو عشق مجازی کی یہ شان
کب حقیقی کا قلم سے ہو بیان

تو فنا اُسمیں ہو گر اے تیز ہوش
ہو رہے بے شبہہ تیرا چشم و گوش

ہو رہے دست و سر و پا و کمر
نطق و گویائی و روی و دوش و بر

اب نہیں لکھ سکتا یہ آگے قدم
اس بیان میں ہے قلم کا سر قلم

جبکہ ادہم نے کیا آنکھوں کو وا
جو صدف سے دیکھا صحرا جا بجا

جو صدف چیرا تو اُسمیں سے گہر
ایسا نکلا جس سے خیرہ ہو نظر

ایک سے تھا ایک رخشندہ سوا
جسکو دیکھا اختر تابندہ تھا

وہ در تابندہ شاہ بلخ کا
بے حقیقت اُنکے آگے ہوگیا

دیکھا ادہم نے اوٹھا کر جو گہر
اُس سے لاکھوں درجے پایا فوق تر

وہ کہاں یہ گوہر رخشاں کہاں
خور کہاں اور ذرۂ بیجان کہاں

وہ گہر کسب و تلاش شہریار
یہ گہر لطف و عطای کردگار

دیکھکر ادہم بہت شادان ہوا
لایا سجدہ شکر یزدان کا بجا

چھانٹ کر اُسنے لیے چالیس در
لیک ہمرہ رشک ماہ و رشک خور

درج کے اندر نہان اونکو کیا
بلخ کی جانب وہ پھر راہی ہوا

بعد از تکلفات و رنج بیشمار
پہونچا شہر یار میں پایان کار

وصل کی امید سے دل شادمان
رنج دوری سے تھا پر مضطر جوان

وصل مہرو کا کبھی دل میں خیال
شادمانی تمنائے وصال

خلف وعدہ کا کبھی دل میں خطر
تھا اسی خوف و رجا میں سربسر

جسقدر ہو وصل کا وعدہ قریب
تیز ہووے آتش شوق حبیب

پہونچا در پر شہر کے جب وہ گدا
نصف شب باقی تھی کچھ ہاں سوا

بند دروازے کو اُسکے دیکھکر
رہگیا یہ حلقہ سان بیرون در

خاک پر پس گر پڑا بیتاب وہ
ریگ پر تھا ماہی بے آب وہ

دمبدم کہتا شب آفت ہوگئی
طول میں روز قیامت ہوگئی

جانے کیا وہ شب کی طول و عرض کو
مبتلا جو رنج فرقت میں نہو

طول شب کو جاکے ہجر والوں سے پوچھ
درد کا احوال بیتابوں سے پوچھ

مبتلا رنج و مصیبت میں جو ہو
جانتا ہے رات کے احوال کو

اپنے دلبر سے ہوا ہے جو جدا
جانتا ہے وہ اسی شب کا مزا

طول شب کی کب اونھیں ہوتی خبر
سوتے ہیں جو بستر سنجاب پر

دو برس سے بھی زیادہ ای پسر
گذری ادہم پر وہ شب کی دوپہر

دیکھتا جسجا محافے کو رواں
لوٹتا اُس خاک پر گاہے جوان

خاک رہ کو گہ اوٹھا کر چومتا
کہتا اسپر وہ محافا تھا گیا

شہر کے دروازے سے اُس باغ تک
تا سحر مثل صبا تھا تیز تک

باغ تک جاتا کبھی گریہ کناں
آتا در پر شہر کے گاہے جوان

اس تک و دو میں ہوئی وہ شب بسر
دی خروس صبح نے بانگ سحر

جب بجا نقارۂ نوبت نواز
تب کیا دروازہ دربانوں نے باز

صبح کا بجنے لگا جسدم گجر
وا ہوا اُس شہر کا اسوقت در

دیکھا جب ادہم نے دروازے کو وا
قصر شاہی کی طرف بیخود چلا

جسطرح افتان و خیزان و دوان
جاتا وہ آوارۂ بے خانمان

کھینچے یوں آہن کو کب آہن ربا
کہربا سے جذب کب ہو کاہ کا

ہے یہ جذب قلب ہم ہیں بیخبر
ہے وہ جذب غیر و تاثیر مجر

اسمیں اوسمیں فرق ہے صد سالہ رہ
بیخبر وہ یہ سراسر انتباہ

جذب قلبی کی کشش ہے بیشمار
شرق سے تا غرب وہ یکساں ہے یار

فاصلہ سو شرق اور سو غرب کا
جذب دل پر یکساں ہے ای فتا

جذب مقناطیس و جذب کہربا
اک وجب تک ہے نہیں اس سے سوا

جذب قلبی سے زلیخا کے ہوا
پاس سے یعقوب کے یوسف جدا

کھینچکر کنعاں سے ڈالا چاہ میں
رنج کیا کیا کچھ دکھائے راہ میں

باوجود حسن و غرور احترام
اوسکو بکوایا بنے آخر غلام

آخرش اونکو پھرا کر دربدر
کھینچکر لایا زلیخا کے ہی گھر

گر نہ تھا یہ جذب تو کیا تھا بتا
وہ بنی اسطرح کیوں حیران ہوا

اسقدر تکلیف یہ آوارگی
جذب قلبی سے زلیخا کے ہوئی

کھینچکر چالیس منزل سے حسن
مصر میں یوسف کو لایا عشق زن

گر نہوتی عشق میں تاثیر یار
پیش جاتی کیا کہیں تدبیر کار

اطلاع نام یوسف بھی نہ تھی
راہ کنعاں سے نہیں تھی آگہی

دیکھتے یوسف کی صورت کسطرح
یہ روا ہوتی ضرورت کسطرح

مرتی دیوار و در سے وہ سر مار کر
گر نہوتا جذب قلبی کارگر

ہے یہاں آہن ربا و کہربا
گرد پائے عاشقان باوفا

جذب سے تاثیر مجنوں کے ہوا
قافلے سے محمل لیلے جدا

ظلمت شب میں وہ پھر کر جابجا
آیا مجنوں جس جگہ تھا سو رہا

آکے سر پر جب ہوئی لیلی کھڑی
تب خبر اُس سوختہ جاں کو ہوئی

بہے لیلے سے ہوا ہشیار وہ
خواب غفلت سے ہوا بیدار وہ

اتفاقاً جبکہ یہ پہونچا وہاں
تھا وہ روز داد ابنائے زمان

مسند شاہی پہ باصد احترام
کر رہا تھا پادشہ دربار عام

جاکے ادہم نے کیا شہ کو سلام
بر طریق سنت خیر الانام

سامنے شہ کے ہوا جا کر کھڑا
کچھ نہ بولا اور نہ کچھ منہ سے کہا

دیکھکر پہچانا اوسکو شاہ نے
اور وزیر دشمن جانکاہ نے

غصے سے اوسکو لگے کہنے وزیر
شرط یہ ٹھہری تھی تجھسے ای فقیر

لاوے گر دیبا ہی دُرِ شاہوار
شہر مین جب آوے تو اے نابکار

تو اگر اس شرط کو لایا بجا
قہر سلطانی سے جی تیرا بچا

سنکے ابرہیم نے کہا اے بیخبر
حق نے بخشا ہے مجھے گنج گہر

چھانٹ کر اُسمین سے کل چالیس دُر
جس سے شرمندہ ہو نور ماہ و خور

کہکے یہ موتی نکالے دلو سے
مسند شہ پر وہ سب گن کر رکھے

دیکھکر وہ تاب وہ اُنکی چمک
سب ہی حیران شہ ششدر دیر تک

موتیون مین آب یہ ہوتی نہین
یہ تجلی یہ چمک دیکھی نہین

وحشیونکی طرح اوسکو دیکھکر
رہگیا چپ کا شہ بینکو سیر

دل ہی دلمین کر رہا تھا گفتگو
عقد دختر کا اسی شیدا سے تو

پوچھی پھر شہ نے وزیرون سے صلاح
سب صغیرون و کبیرون سے صلاح

عقد سے مانع ہوا پھر وہ وزیر
کیونکہ تھا ہر امر مین شہ کا مشیر

قبح کچھ اوسنے کیے ایسے بیان
ہو گیا خاموش وہ شاہ جہان

عہد و پیمان جھسے ہے درویش کا
آپ اندیشہ نکیجے کچھ ذرا

یاد رکھیے آپ یہ میری حدیث
اسکے ہے تابع کوئی جن خبیث

یہ کرامت ہے نہین اسکی دلیل
ہے بناوٹ اسکی اے شاہ جلیل

ہے نظر بندی نہین بھی یہ دستگاہ
گردۂ نان کو بنا دیتے ہین ماہ

سنگریزے جو سب آتے ہون نظر
خلق کی آنکھون مین تابندہ گہر

موتیون مین یہ درخشانی کہان
یہ چمک یہ نور افشانی کہان

مجکو آتا ہے نظر اس نور سے
مکر و حیلہ اس گدا کا دور سے

بادشہ سنکر یہ تقریر وزیر
ہو گیا دام توہم مین اسیر

کہہ گیا اس سے کہ تو مختار ہے
نیک و بد کا اسکے تجھپر بار ہے

کیجو کچھ تدبیر ایسی اے وزیر
تنگ جس سے ہو نہ یہ مرد فقیر

اوسکو دھمکا کر لگا کہنے وزیر
کیا ہوا ہے تجکو اے مردک فقیر

تجکو ہے کچھ عقل بھی اے بیحیا
شاہزادی وہ ہے تو مفلس گدا

کھنچوا لونگا تیشے سے مین تیری زبان
دار پر کھینچونگا تجکو بیگمان

نقص تو نے عہد کا اپنے کیا
آیا جو موتی کہ کیون اے بیوفا

ورنہ سر تن سے ترے ہوگا جدا
ہے یہی بدعہدی کی تیری سزا

اسقدر موتی کیے مجکو عطا
مین اوٹھانے سے بھی عاجز ہو گیا

دختر شہ کے لیے لایا ہون مین
جبکہ تمھارے شہر مین آیا ہون مین

دیکھکر اُن موتیونکی زرق برق
بحر حیرت مین ہوا ہر شخص غرق

اور لگے یک لخت کہنے جوہری
خاک پر اوترے ہین مہر و مشتری

دیکھکر یہ ہمت و تاثیر مرد
ہو گیا عبرت سے شہ کا رنگ زرد

غرق شہ بحر تحیر مین ہوا
تھا تامل کار کو وہ سوچتا

ورنہ اسکے رنج و محنت کا وبال
کچھ نہ کچھ ڈالیگا ہم مین اختلال

جبکہ اول مین ہوا تھا نیش زن
پھر ہوا اُس امر کا وہ بیخ کن

حیلہ و حجت بیان کرنے لگا
نقص و عیب اسکے بیان کرنے لگا

اس وزیر فتنہ جو نے پھر کہا
آپ گھر مین ہوجیے رونق فزا

سونپیے یہ کام میری رای پر
لائیے دلمین نہ کچھ خوف و خطر

قعر سے دریا کے غوطہ مار کر
لا دیے ہین اسنے یہ نادر گہر

ایسے مروارید ورنہ یہ فقیر
لاتا کیونکر اے شہ آفاق گیر

یون کیا ہے اسنے یہ مکر و دغل
پاس اسکے ہے کوئی سفلی عمل

یہ جو یون روشن تر از خورشید ہین
یہ بناوٹ ہے کہ مروارید ہین

آپ کچھ اسکو نہ سمجھین ظن بد
نور تابندہ ہے مردم کی خرد

صادق و برحق ہے یہ قول لبیب
ہے بیان آدمی سحر عجیب

کرکے آخر کار تفویض وزیر
بادشہ گھر مین ہوا رونق پذیر

نیک بد عہدی ہے عند اللہ بد
ہے نتیجہ اے خرد آگاہ بد

گھر مین اپنے بادشہ داخل ہوا
رہگیا اُس جا وزیر اور وہ گدا

تو جو یون گستاخ کرتا ہے کلام
بر ملا لیتا ہے شہزادی کا نام

نام شہزادی کا گر تو نے لیا
ہوگا ہر ہر بند پھر تیرا جدا

زیست گر چاہے تو استغفار کر
اس خیال خام سے آئی گذر

جب سنی ادہم نے اوسکی گفتگو
تو نے وہ ضامن دیا تھا درمیان
کیا ہوئے وہ عہد و پیمان ای وزیر
عقد اوسکا مجھسے گر کرنا نہ تھا
عہد وہ جسمین کہ ضامن ہو خدا
عیب سے ورنہ پڑیگی کچھ بلا
سر ہے مختص بذات ذو الجلال
سنکے یہ باتیں ہوا آتش وزیر
مارا اوسکو تازیانے اسقدر
تازیانے چوبدستی مارکر
مرغ بسمل کی طرح سر خاک پر
دور آبادی سے اُسکو کھینچکر
اپنے مرکز پر ہے ہر اک کی رجوع
طالب مرکز ہے یہ ہر جزو بدن
آتی ہے جس جا سے ہے روح بشر
قید تن سے روح جب ہووے جدا
سو برس گر تو کرے حیلہ کشتی
مرگ سے جو روح مین اوسی صفا
واریل کے تو ہے جبتک ہے خراب
چھینکو مسکن ہین کیون آوارہ ہے
لذت دنیا تمام ای اہل جاہ
ہے وہی کچھ دار دنیا مین بھلا
دیکھا یہ حالت ادہم کی ہوا
اُسکے صدمے سے اڑے طیورونکے ہوش سا
ظلم سے بدتر کوئی پیشہ نہین

بولا ای بد عہد ناسنجیدہ خو
جس سے قایم ہین زمین و آسمان
قول اور اقرار و ایمان ای وزیر
عہد کیون توڑ کیا ای بیوفا
نقض اوسکا ہو بھلا کیونکر روا
دیگا بد عہدی کی حق تجکو سزا
ہے تکبر اور رکے جی کا وبال
مستعد ہے قتل و ایذای فقیر
جسمین اسکی جان کو پہونچے ضرر
نیم جان اُسکو بنایا سر بسر
خونمین تڑپا وہ تفتیدہ جگر
خار و خس کیطرح ڈالا خاک پر
طالب اپنی اصل کے ہین سب جمیع
اسلیے ہر اک یہ ہے در رو محن
اُسکی ہر دم ہے اوسی جانب نظر
جاتی ہے پیش جناب کبریا
سرکشی کب جای نفس شوم کی
زیست مین حاصل ہو وہ اُسکا نہ بیا
یار جا تو جلد ہو تو بار یاب
اُس طرف جا باغ کو نظارہ ہے
آگے عقبے کی ہے کم از پر کاہ
آگہ عقبے سے جسے تو نے کیا
طبقہ روی زمین پر زلزلا
ہوگئے تسبیح خوانی سے خموش
تیز تر اس سے کوئی تیشہ نہین

بھولتا ہے اُس خدای پاک کو
عالم و دانا و دارای جہان
عہد کرتے ہین وفا اہل کریم
کیون کیا اے تیرہ رای ناصواب
مین بھی اپنی شرط کو لایا بجا
ڈر ذرا او لعین خدای پاک سے
مرد مفلس اور شاہ بحر و بر
خادمونکو حکم غصے سے دیا
رو رہا ہے ہر سر سنگ اوسکے حکم پر
ہوگیا خون ہر بن مو سے روان
ہوگیا بیہوش جب وہ دلفگار
روح بیہوشی سے اوس مجروح کی
طالب اصل آدمی کی جان ہے
بیسبب ہے کو اگر ہے اضطراب
مرغ زرین عالم تقدیس کا
بحر وحدت مین ہے ہوتی غوطہ زن
مرگ سے ہوتا ہے سم بھر مین عطا
موت پل ہے اس سے تو جلدی گذر
اس طرف بیشک ہے سجن بو منان
کیسا ہی دنیا مین تجکو ہو مزا
سجن مومن جنت کافر ہے یہ
حسن عرضی اسمین ہے ذاتی نہین
با زبان حال ہر سنگ و گیاہ
تو جنھین سمجھا ہے مطلق بیزبان
ظلم ظالم ہے اوسیکا بیخ کن

جسنے یہ رتبہ دیا ہے خاک کو
قادر مطلق شہ شاہنشہان
جھوٹ و بد عہدی ہے کردار لئیم
دو برس تک مجکو رسوا و خراب
تو بھی پورا عہد کر بہر خدا
موجد ارکان اور افلاک سے
دو نون بندے ہین خدا کے غور کر
لو خبر اس بے ادب کی تم ذرا
پہونچے سب دست تعدی ٹھوکر
ایسی کچھ مہمی سے یا رب الامان
تر بتر خونمین لبان لاابزار
عالم بالا کو گویا جاتی تھی
تن مین ہے جبتک اسی مین چھپا ہے
ہے کشش یہ اصل کی اہست خوا
ہے قفس مین آب و گل کے پھنسا
کیونکہ ہے اصلی وہی اُسکا وطن
تجکو حاصل اولیا کا مرتبا
اُس طرف اس بحر کے تیرا ہے گھر
اُس طرف اس پل کے ہے باغ جنان
آگے اُسکے ہے یہ زندان سوا
اول اچھی بد رہی آخر ہے یہ
اسکو تو ذاتی نجان ای مرد دین
اُسکے حال زار پر صرف آہ
ہیں زبانی مین ہین یہ تسبیح خوان
غیر پر اگر ہم کا ہے سنج دہن

دیکھے دمکا اس پہ ہو رنج دنیا	اُسکی گردن پر قیامت تک رہا	اس سخن کی کچھ نہین ہے انتہا	دختر شہ کا سخن لکھ ماجرا

بیان رنج و مصیبت جانکاہ کا بیمار ہوکر مرنا دختر شاہ کا

الغرض بیچارہ ادہم نیمجان / رنگ پر تھا مثل ماہی کے تپان
خاص پر بیہوش و بیخود تھا پڑا / عشق مین مسکین و مجروح و گدا
عبرت حق دیکھا آخر ظہور / عیش مین اُس شاہ کے ڈالا فتور
مرغ بسمل کیطرح پر لوٹ کر / بیدم آخر ہوگئی وہ سیمبر
کرنے پائی کچھ نہ وہ ہرگز کلام / ہوگئی باتون ہی باتون مین تمام
جسم دو ٹکڑے رہی اس خاک پر / روح پیش ذوالجلال دادگر
جو وہان حاضر تھے خویش و اقربا / سب پر اک سکتے کا عالم ہوگیا
اس سبب تھی اُس سے الفت شاہ کو / تھی محبت بھی نہایت شاہ کو
یا تو تھی عیش و نشاط و خرمی / شادی و فرخندگی و بیغمی
ہے یہی دنیائے دون کا ماجرا / اس سے ہرگز دل نہ تو اپنا لگا
توامان ہین شادی و غم ای پسر / خاک ان دونون پہ ڈال ای نیک نر
مادر دختر کی یہ حالت ہوئی / وہ تو جیتے جی ہی گویا مر گئی
اسقدر کی خلق نے آہ و فغان / ہوگیا سر پہ دھوین کا سائبان
نرگس آسا کوئی تھی ششدر کھڑی / لوٹتی تھی خاک پہ کوئی پڑی
گورسے جیتے جو وہان تھی سیمتن / پیٹ کر نیلے کیے سب نے بدن
عالم غش مین تھی مادر اور پدر / دین اور دنیا سے مطلق بیخبر
کیا کرون اُس غم کا مین آگے بیان / ہر بن مو سے نکلتا تھا دھوان
کہکے سر دختر کا زانو پر رکھا / تونے ای جان پدر یہ کیا کیا
مین تو سمجھا تھا کہ میرے بعد مرگ / تو مہیا کچھ کریگی زاد و برگ
آہ وا ویلا و دریغا حسرتا / عمر نے مہلت نہ دی تجکو ذرا
کچھ نہین بن آئی اب مجھسے دوا / چل گیا بیوقت یہ تیر قضا
تجکو زندہ کر دے ہر رب العالمین / تیرے بدلے مین ہون پیوند زمین

بیکس و بیار و بیخویش و تبار / سر بسر سنگ جفا سے سنگسار
خون مین غلطان زمین پر تھا بدن / روح نالان پیش رب ذوالمنن
دختر شہ کے اُٹھا سینے مین درد / ہوگیا اکدم کی دم مین رنگ زرد
دو گھڑی تک خاک مین غلطان رہی / سن نے پائی کچھ نہ کچھ اپنی کہی
پہونچی روح اسکی بھی پیش ذوالجلال / ہوگیا ادہم کو روحانی وصال
گھر مین شہ کے حشر اک برپا ہوا / دم کی دم مین ہوگیا ماتم سرا
تھا نہ کوئی اُس شہنشہ کے پسر / تھی یہی اک دختر رشک قمر
کھانا وہ کھاتا نہ تھا دختر بغیر / گھر مین وہ جاتا نہ تھا دختر بغیر
چھا گیا پس اُسکے گھر پر ابر غم / پار سینے کے ہوا تیر الم
عیش دنیا ہی بہت ناپایدار / باغ مین لگا ہی خزان ہی گر بہار
دل لگا اُس سے کہ ہو بیزوال / شادی و غم سے جہانکی خاک ڈال
کثرت گریہ سے خلقت کی وہان / آنسوؤن سے ہوگیا دریا روان
آہ وا ویلا کا ایسا غل مچا / گنبد گردان کو چکر آگیا
غم سے کوئی نوچتی تھی سر کے بال / سنبلستان کر رہی تھی پائمال
جیسے اندھیاری مین ہوتی روشنی / وہ طماچون سے ہوئی رخ سوسنی
غم سے یہ حالت ہوئی اُنکی تباہ / ہوگیا نظرون مین سب عالم سیاہ
آخرش جب شاہ کے آئے حواس / نعش دختر کے گیا وہ اُٹھکے پاس
مجھسے پہلے پیش قدمی کر گئی / کوہ غم سر پر ہمارے دھر گئی
تونے یہ کیسا کیا بالعکس کام / مجکو سونپا آخر اپنا انصرام
باغ مین باد خزان کیسی چلی / تو یونہین مرجھا گئی کچی کلی
ہو اگر مقبول اب میری دعا / عمر اپنی مین کرون تجکو عطا
اُسکے بالین پر یہ ہا روتا پدر / ابر گریان کی طرح تھی چشم تر

آخرش سب نے کہا اے شاہ دین
گرچہ ہے یہ درد و رنج جان خراش
پیش حکم و امر قاضی قضا
کام اب آتا نہین کچھ اضطراب
باوجود اس منزلت اور قرب کے
گذرا کیا کیا رنج اونپر غدر کر
اقربا و خویش سے اپنی بعید
کافرونکے ہاتھ سے باصد جفا
حضرت ایوب کے تن کو شہا
ہے خدائی بھائی شنیدی یہ نہین
کچھ نہین دم مارنیکا یان مقام
آدمی ہے بستۂ حکم قضا
ہے وہ مالک مال اور صندوق کا
گر امانت اپنی مالک لے گیا
ہین یہ موجودات اسکی بیچو ایجل
ہے اوسی کا گل اسی کا سب ثمر
آپ کو مالک اگر سمجھے کوئی
او سپہ بھی جب تجکو کچھ قابو نہو
تن مین جو ہین خاک و باد و آب و نار
ہوتی گر مملوک تیری کوئی شے
قبر مین مونس ہے تیرا ای جوان
یہ جو دنیا کی ہین رنج و درد و غم
مرضی مولا ہے اولیٰ ای پسر
کثرت صفرا مین قند و انگبین
ہے وہ دانا او ربینا و علیم

غیر صبر اب اور کچھ چارہ نہین
دفن لیکن کیجے اب دختر کی لاش
چاہیے بندے کو تسلیم و رضا
کر سکے جو صبر نہ کچھ دیجے تو تاب
موت سے کچھ وہ بھی نہین جانبر ہوئے
زہر سے ٹکڑے ہوا اونکا جگر
دشت کربت مین ہوے کیونکر شہید
اک نبی کے سر پہ آرہ چل گیا
دم کے دم مین لقمۂ گرگان کیا
کچھ جہان یارا پیش جا دی جیتین
ہے رضا تسلیم ہم بندونکا کام
کوئی مٹتا ہے لکھا تقدیر کا
تو عبث روتا ہے ای محو رضا
ہے یہ جاے شکر روزی کی جا
رنگ و بو اسکے ہین یہ علم و عمل
ہے اوسی کا باغ و برگ و شکل ہے
ہے سراسر فہم مین اسکے کجی
سمجھے ہے مملوک تو کیونکر غیر کو
اپنے مرکز پر گیا سب بیقرار
ساتھ ہی تیرا ہوا او خشندہ ہے
حشر مین ہے مرکا تیرے سائبان
بیقراری سے نہین ہوتے ہین کم
فعل اوسکا کب ہے حکمت سے بری
تلخ ہین معلوم ہوتے بالیقین
خالی از حکمت نہیں فعل حکیم

حکم غالب سب پہ ہے تقدیر کا
اب بجز غسل و کفن چارہ نہین
گو کہ ہے یہ امر سب پر ناگوار
انبیا اور اولیا نے ای شہا
قبلۂ کونین فرزند علی
سید مظلوم امام مجتبےٰ
تھے زبس وہ تابع حکم قضا
ہوکے رنجیدہ ذرا سی بات پر
بیٹے کو یعقوب سے کرکے جدا
بندۂ عاجز کی یہ طاقت ہے کیا
گر وہ چاہے غم تو پھر شادی کہان
جسم ہے صندوق بہر حفظ جان
لیگیا اپنی ودیعت کردگار
ہے یہ دنیا ایک باغ و بوستان
تو جو ہے مالک اگر کوئی گل یا ثمر
ملک مین مالک تصرف گر کرے
تو جو ہر شی پر ہے تیرا ای عزیز
سب بدن ہے جان ہوتی ہے جدا
مال و ملک و حشمت و گنج گہر
ہے فقط مملوک تیرا اک عمل
باغ جنت ہے یہی حسن عمل
ہے شکیبائی فقط اسکا علاج
فعل اوسکا خالی از حکمت نہین
ہے حقیقت مین وہ شیرین و لذیذ

وہ ہی ہوتا ہے جو کچھ چاہے خدا
گاڑ دے اس گنج کو زیر زمین
حکم حاکم مین ہے کسکو اختیار
دم نہین مارا ذرا پیش قضا
صورت و سیرت مین ہمطرز نبی
نور چشم سید خیر الورےٰ
آگے خنجر کے نہ مارا دم ذرا
کسطرح کٹوا دیا یحیی کا سر
یہ رولایا آخر اندھا کر دیا
آگے مولا کے کرے چون و چرا
چاہے ویرانی تو آبادی کہان
جی بدن مین ہے ودیعت ای جوان
سر جھکا دیتا ہے تحویل دار
مالک اسکا ہے وہ دارای جہان
ہے حماقت ہم اگر ہون چشم تر
کسکی طاقت ہے کہ اسکو کچھ کہے
اور رہے وہ تن کے اندر ای عزیز
لیتی ہے معدن کا اپنے راستا
تو گیا سب کو یہان سے چھوڑ کر
ساتھ ہے ہر وقت تیرے یہ عمل
آتش دوزخ یہی ہے بے عمل
مستقل رکھ ہر بلا مین تو مزاج
ہو گیا ورنہ وہ قند و انگبین
تو جسے سمجھا ہے حنظل سے بنید

تا موت نے شاہ نے سنکر کہا
ہو بشر ہر وقت مین مشغول حال
ہو یہ جب تک ذات مولی مین فنا
بعد صد رنج و تردد و سب یہ
رونیکی اتنی وہان کثرت ہوئی
شست و شو مین اسقدر عطر و گلاب
اسقدر رگڑا گیا مشک ختن
غسل اوس لعبت جبین کو دیا
زیست مین تھی جسقدر رو دلفریب
لب سے تا ہر خندہ دندان نما
ہر سر مو بازبان ذو زبان
بجھ اور رتبہ جو آئی یہ بلا
پوچھنے کو ذی زبانون کا بیان
غسل دیکر جبکہ پہنایا کفن
[illegible] مین [illegible]
تو آگر [illegible] تو نکو سمجھا یکسان
[illegible] کر اور مہر غفلت [illegible] دکھا
تب سے سمجھا ہر زندہ ای لیپ
جبکہ پہنایا پیر یوکو کفن
[illegible] کے بستر مین یہ [illegible] کہا
آدمی کو رو ہی آتا ہے نظر
اسقدر رکھی کثرت سینہ زنی
[illegible] تابوت کو گریان ہزار
[illegible] اور برہنہ پا و سر
[illegible] حال مین شخص [illegible] تھا

دل سے مین ہون تابع حکم قضا
کب ہوا سینہ جز صاحب کمال
دل پر غالب ہو تو امکان کیا
فکر مین تجہیز اور تکفین کے
شہر سے شہر مندہ ہو یا [illegible]
صرف مین آیا کہ کیا کیجے حساب
صندل و کافور و در و نسترن
جیسے دیکھا حسن کو غش کر گیا
ہو [illegible] دو دلی ہوئی [illegible]
چشم [illegible]
کر رہا تھا زیست کو [illegible] بیان
ہی یہ ساری صبر [illegible]
جا ہتی ہین گو [illegible] نوجوان
[illegible]
[illegible] کب [illegible] الم
[illegible]
تا دکھائی [illegible] بھا
ہو [illegible] مردہ [illegible]
اور [illegible] ہوگئی اسکی [illegible]
[illegible] تھا دو اور اسرار نشان
غیب سے ہو بلکم اوسکو سبق
ہوگیا سینہ ہر ایک کا سو سنی
سو [illegible] ہزاران اضطراب
[illegible]
[illegible]

مین رہے یون گریان دل انکا رہو
حال پر جو شخص غالب ہوگیا
با دل غمگین و چشم اشکبار
اسکو نہلا کے جیب عریان کیا
اسقدر جاری ہوا سیلاب شمیم
عود و عنبر کی زمین تخمیر کی
ایک صندر ستا رہے تا [illegible] چمن
جسطرح ہوتی ہین گل شبنم سے تر
سنتے اوسکے غنچہ بھی [illegible]
[illegible] حال اصلی پر بجا
کہہ رہا تھا اسکا ہر جز و تن
کہہ رہا ہی [illegible] وہ فقیر
تجکو ہو کہنے سے اوس کیا ضرر
چشم بند ہی [illegible] اگر
مردہ وہ [illegible] سے جو [illegible]
تو [illegible] آسمان
جنکو تو سمجھا ہے غافل زندہ دل
مرنے سے پہلے جو کوئی مرگیا
چشم دل سے دیکھتا کوئی بغور
غیرت حق [illegible] اختیار
جو بشری با تو نکو سمجھے مین بھلا
بادشاہ اور اقربا شاہ کے
آگے آگے نعش دختر کی روان
[illegible] نعرہ زن
یہ غم [illegible] مثال [illegible]

اضطراب قلب سے ناچار ہون
ہر ایک سے فوق اسکا مرتبا
شاہ پہر آخر ہوا مصروف کار
کیا کہون اسوقت کا مین ماجرا
صحن مین تھا پانی کی جا آب چشم
اک گھٹا سی آسمان پر چھا گئی
طبلہ عطار تھی روی زمین
چشمہ کوثر مین یا عکس قمر
رخ لبان لالہ درخشندہ تھا
گرمی حسن بدن رونق فزا
میرے زندہ تم نہ پہنا و کفن
جنکے سکتا روح کو میری اسیر
تو تو ہی راہ خدا مین کور و کر
مردہ اور زندہ کو تو ہی بے خبر
زندہ وہ ہی جو ہو غرق بحر نور
نیک [illegible] کو نیک ای نوجوان
مثل مردہ ہین رہ بار ابنا گل
زندہ جاوید ہے نزد خدا
ایک بھی اوسمین نہ تھا مردہ کا طور
پردہ آنکھون پر رکھا تھا انکی ڈال
اونکی آنکھون پر ہی پردہ غیب کا
پھوڑتے تھے غم مین سر دیوار سے
پیچھے پیچھے خلق با شور و فغان
ہو رہی تھی گرم حیات مرد و زن
سوچ و دل مین حشر کو کیا حال ہو

جبکہ اسرافیل پھونکے صور کو
خوف سے کانپے گا ہر اک شل بید
پہونچا جب تابوت اوسکا قبر پہ
ہو گئے ہر چار سو ڈیرے کھڑے
آگئے اوس ڈیرے کی بہر پیشان
رک گئی گرد اونکی وسنگون قنات
کرکے بد عہدی کیا اوسنے ستم
مانا پہنے کہنا اوس نا اہل کا
تو تو ہے دانا و بینا و بصیر
پھر بہت سے لعل و یاقوت و گہر
اسقدر خیرات بے اندازہ کی
صدقہ ہے ہر درد و ہر غم کا علاج
قبر کے اندر کیا صندوق بند
گر پڑے آئینہ رو پر غبار
خاک مین دابی کو کردین بہا
جبکہ گذری رات پوسی دو گھڑی
چشم گریان بادل پر درد و غم
گرد اوس ڈیرے کی ہر سو جابجا
پھر کہا شہ نے نہ گذری ایکماہ
اسطرح تھا حال شاہ ارجمند

مرد و زن تھی روح ہر اک زندہ تر
رنگ ہشت سے ہو خلقت کا سپید
لوٹتا تھا خاک پر ہر اک بشر
آئیں مستورات تدفین کے لیے
لعل و گوہر کا چمکتا سائبان
دفن کی مخفی رہے تا واردات
ہے یہ بد عہدی سے ہم پر درد و غم
جب ہوا ایسی بلا میں مبتلا
تجھپہ روشن ہے مرا احوال ضمیر
حلہ ابریشمین و سیم و زر
ہو گئے سب ملک کے مفلس غنی
قبر کی ظلمت کا ہے صندوق سراج
تا نہ پہونچے خاک سے تن کو گزند
اور رہتا ہے زیادہ آبدار
صبر تا اوس سے ہو تحمل دلستان
تب فراغت دفن سے اوسکے ہوئی
ہٹ کے آئے شاہ اور اہل حرم
پہرے چوکی کا تقید کردیا
جلد ہو تیار اس جا خانقاہ
جسطرح مجمر کے اندر ہو سپند

ہو گئی اوپر کیطرف سبکی نظر
اطلاع اوسمیں ہو نہ ہرگز کبھی
ہو گیا پھر قبر کے گرد اہتمام
قبر پر اوس ماہ سیما کے ہوا
گرد ڈیرے کی قناتیں کھنچ گئی
کیا دل پر شاہ کے یہ نقش تھا
اوسکو زیر خاک دینے یا خدا
مستعد تھا میں وفائے عہد پر
کچھ نہیں اسبات میں میری خطا
قبر پر اوسکے کیے شہ نے نثار
جو کہ تھا قبضے میں شہ کے مال و زر
چوب کا صندل کی اک صندوق تھا
تھا بدن اوسکا زبس آئینہ ساں
تھی حقیقت میں وہ گنج بیکران
ستر تھا دفن میں اوسکے نصیب
دفن اوسکو قبر کے اندر کیا
قبر پر بہر حفاظت مرد کار
سیکڑوں مامور قرآن خوان کیے
میر تعمیر و نکو تاکید سب
چھوڑ کر میں انکو غم میں نیمجان

ایک ہوگا دوسرے سے بیخبر
مرد کو زن کی نہ زن کو مرد کی
پاس تھا کم ہو سکے اژدحام
محمل زر لعبت کا ڈیرا اکھڑا
غیر محرم تا نہ آوے وان کوئی
ہے یہ نقض عہد ادہم کی سزا
ظلم کرکے مجھپہ نازل کی بلا
راہزن میرا ہوا شخص گر
بخشو کر یہ جرم میرا یا خدا
ہو گئے محتاج جس سے مالدار
سب کیا خیرات اوسکی قبر پہ
جسکے اندر اوس پری رو کو دھرا
خاک سے اسکو نہ تھا کچھ بھی زیان
اسلیے زیر زمین پایا مکان
سبز ہو ادہم کی تا کشت امید
خاک کو سونپا وہ در بے بہا
کر دیے شہ نے مقرر ہوشیار
سیکڑوں عابد عبادت کے لیے
کرکے شہ پھر شہر میں داخل ہوا
کرتا ہوں اب حال ادہم کا بیان

دیر گذری ہے کہ وہ مرد خدا
خاک و خون میں ہوا ہے جس سے مبتلا

ادہم کا ہوش میں آنا اور جوش عشق سے شہر میں جانا سننا حال شہزادی کے مرنے کا اور بیان وحشت کی غلبہ کرنیکا چھپانے کو لاش معشوق کی نکال لانا قبر پر پہونچکر اور رکھنا اوسکا بن میں حجرے کے اندر

دو گھڑی دن جبکہ باقی رہ گیا
آئی ادہم کو افاقت کچھ ذرا
ہر طرف دیکھا اوٹھا کر اپنا سر
کچھ نہ آیا غیر صحرا اسکے نظر

شہر کو دیکھا نہ وہ دربار شاہ
گھر نہ وہ دیکھا نہ بزم و بارگاہ

جوش مستی میں ہوا اپنی گدا
شیر غران کیطرح اوٹھکر گرا

پہونچا در پر شہر کے جب یہ گدا
دیکھکر کہنے لگی خلق خدا

کر گئی وہ اس جہاں سے انتقال
مر گئی وہ دختر نیکو خصال

جسطرف جاتا تھا وہ مرد گدا
تھی ہر اک کی لب پہ بانیہ یہ صدا

تھی سحر کو وقت وہ اچھی بھلی
دوپہر میں کس طرح سے مر گئی

جب ہوا دختر کے مرنیکا یقین
گر پڑا بیہوش بالائے زمین

دفن کر کے آئے جب شاہ و وزیر
ہوش میں تب آیا یہ مرد فقیر

گھر میں اپنے پادشاہ داخل ہوا
اور چلا صحرا کو یہ مرد خدا

تھے زنان سب جا ہزاران مرد و زن
غم میں اوس شک قمر کی نعرہ زن

رات کو وہ جابجا پھرتا رہا
قبر کو اوس ماہ رخ کی ڈھونڈھتا

چشم گریان لب پر آہ جانستان
ڈھونڈھتا تھا قبر وہ وحشی جوان

جبکہ حالت اوسکی ابتر ہوگئی
بوے الفت آکے رہبر ہوگئی

مغز جانمیں آئی اوسکے با یقین
بوے مشک نافہ آہوے چین

پھر اوسی آہٹ پہ یہ آگے بڑھا
متصل اوس قبر کے پہونچا گدا

چھپ کے بیٹھا اک شجر کی آڑ میں
تا نہ اوسکو پاسبان پہچان لیں

گو نہیں کرتا تھا وہ آہ و فغان
ہر نفس موسے نکلتا تھا دھوان

گرد اوس تربت کے جو تھے پاسبان
پہونچا اونپر غیب سے خواب گران

بسکہ کرنا تھا خدا کو کام کا
خواب کو اونپر مسلط کر دیا

ناگہاں ہر اک ہوا بدمست خواب
دیکھیے جسکو سو تھا بدمست خواب

نصف شب میں جب چلی ٹھنڈی ہوا
بیخبر غفلت سے ہر اک سو رہا

ہے یہاں ہر اک کو بیداری میں خواب
ہے وہی بیدار جو ہو باریاب

خواب سے غافل ہے سر تا سر انتباہ
برتر از بیداری اہل گناہ

خواب ہے جزو نبوت اے فتا
لیک خواب انبیاء و اولیا

خواب کب ہے وہ اگر بیدار ہو
نیند کب ہے دل اگر ہشیار ہو

تھا وہ از خود رفتہ و مدہوش عشق
پھر اوٹھا سینے کے اندر جوش عشق

پھر اوسی حالت میں با آہ و فغان
شہر کی جانب ہوا جاری روان

جیسے تو عاشق تھا اے مرد فقیر
لایا تھا جسکے لیے در منیر

وہ بھی تو نکلی کیسی اوسکو ہوا
وہ گل تر جس سے یہ مردہ ہوا

جانا دہم زنگر اے ہوشمند
لوگ سب کرتے ہیں چھپ کے ریشخند

الغرض در پر گیا جب وہ جوان
خلق کو دیکھا وہاں نعرہ زنان

سر کو اپنے اوسکے در پر مار کر
گر پڑا یہ تھر تھرا کر خاک پر

دیکھکر خلق خدا کو نعرہ زن
پھر اوٹھا وہ محو روئے سیم تن

ظلمت شب میں یہ پہچانا گیا
نعرہ زن ہے کون یہ مرد خدا

اوسکو کیا معلوم ہو حال گدا
جیسے نقارخانے میں طوطی کی صدا

وہ شب تاریک صحرا لق و دق
رستمونکا جسمیں ہو رنگ فق

آخرش وہ جستجو کرتا ہوا
اوس طرف کو جذب قلبی سے چلا

قطع جب وہ کر چکا تھوڑی سی راہ
اوسکے دل کو بھی ہوا کچھ اشتباہ

گفتگو کی مردمان بھی کچھ سنی
دور سے آئی نظر اک روشنی

دیکھکر بیدار خلقت کو جوان
دور تر اوس نے درختوں میں نہان

دل کے اندر تھا ہی جوش و خروش
خوف سے ظاہر میں تھا لیکن خموش

گذری اسی حالت میں او نصف شب
صنعت حق نے کیا پیدا سبب

کام جو کچھ چاہتا ہے کردگار
جمع ہو جاتے ہیں اسباب کار

غلبۂ خواب اسقدر اونپر ہوا
جاگتا اونمیں نکوئی بھی رہا

دفن دختر میں جو محنت کی بہت
شل ہوئی تکلیف جو کھینچی بہت

خواب غفلت میں نہان ہیں [illegible]
جانتے ہیں ہم جنہیں ہشیار تر

خواب میں بیدار ہیں اصحاب کہف
عاقل و ہشیار ہیں اصحاب کہف

خواب اوسکا فوق ہے طاعات پر
ہو جسے الہام غیبی کی خبر

چشم کو غفلت ہو دنیا سے اگر
راہ حق سے ہی جا ہے اوسکا با خبر

دل اگر [illegible]
چشم [illegible] ہر گی نگر کچھ بیہودہ ہی

جسم بندی کا قفس ہے ای پسر
روح تیری اصل ہے اور پایدار
روح کو اپنی بڑھا تن کو گھٹا
ہے یہی تن مانع وصل خدا
تاکہ ہو موقوف اوسکی بدرگی
گر کرے تو جسم کو اپنے نزار
جسپہ تو شیدا ہے دل سے بالیقین
پاسبانونکو وہ غافل دیکھکر
پہونچا اوس ہم قبر پہ معشوق کی
دم بخود حیران و ششدر رہگیا
عشق کی مستی مین آیا یہ خیال
دیکھ لے تو آخری دیدار یار
سیر گاہ عشق ہین دونون سرا
ٹال کر آخر کو تودہ خاک کا
دیکھکر اوس بت کی چہرہ کی بہار
ہے قدیمی جو ترے رہنے کی جا
جی کو اپنے پھر کرون اوسپر فدا
بند پھر صندوق کا تختہ کیا
لاش جب تک گھر مین اوسکے تھم گئی
تھا قدیمی وہ جو رہنے کا مکان
دشت و بر مین تھا الگ سب سے مکان
پشت اوسکی دی لگا دیوار سے
آہ کیا اک برق آتشبار تھی
روشنی مین آگ کی یہ نیم جان
گورے تن پر اوسکے وہ چٹا کفن

روح ہے اک مرغ زرین بال و پر
ہے عدو روح جسم نابکار
دوست اور دشمن کو جان ہیو وفا
تو اسے کر تیغ سے لاکے فنا
مرکب شیطان ہنووے یہ شقی
آہ ہے جب قابو مین نفس نابکار
ہے وہی ایمان تیرا اور دین
پاس حنیہ کے گیا آہستہ تر
با ہزاران شادمانی و خوشی
اوسکا دم اندر کا اندر رہگیا
قبر سے اسکو تو اب باہر نکال
پھر کہان تو اور کہان روئے نگار
لامکان سے لیکے تا تحت الثری
تختۂ صندوق اوسنے وا کیا
ہو گیا سو جان سے اوس پر نثار
لاش کو اوسکی وہان لیکر چھپا
ہون کسی ڈھب سے فن دونون اکیجا
قبر کو جا کر برابر کر دیا
ایک چوکیدار نے کروٹ نہ لی
بن کے اندر سب سے مخفی و نہان
یہ بہ اطمینان سے پہونچا وہان
سامنے اپنے بٹھایا پیار سے
جس سے ہر لکڑی وہان جلنے لگی
دیکھتا تھا حسن روئے دلستان
جامۂ شبنم مین گویا یاسمن

آشیانا اوسکا ہے ملک بریں
ذکر حق اوسکی غذای پاک ہے
جو کوئی کرتا ہے تعمیر بدن
گر یہ جرات ہو نہ تجھ مین ای پسر
نفس کیا ہے مرکب شیطان ہے یہ
تو کیا کرتا ہے جسم آراستہ
منکشف کیونکر ہو پھر راہ خدا
چاک کرکے ہاتھ سے اوسکی قنات
نشۂ الفت سے آکر جوش مین
بعد اوسکے جبکہ آیا اسکو ہوش
جل رہی ہے شمع کافوری یہان
عشق ہے اور اسکو دن تازہ خیال
دو وجب پر چھوڑ دے کب معشوق کو
لاش کو اوسکی اوٹھا کر دوش پر
عشق کی حالت مین سوجھی یہ ترنگ
خوب وسکے وصل سے ہو بہرہ ور
شاید ایسا کوئی صاحبدل ملے
رکھکے اوسکی لاش کو سر پر چلا
کیون نہو ہر شخص کو آہنگ خود آب
بعد صد فکر و تلاش و رنج و درد
لاش کو سر سے اوتارا پھر وہان
جمع کرکے پھر وہان چوب شجر
ہو گئی آتش وہان جب شعلہ زن
بادل پر درد چشم اشکبار
چہرے کا عالم کفن مین جو کہ تھا

ہے یہ قید جسم مین اندوہگین
قند و حلوا جسم کی خوراک ہے
اصل کا اپنی ہے بیشک بیخ کن
کثرت فاقہ سے اوسکو سست کر
عاشق جسم و عدو جان ہے یہ
رات دن سو سو طرح پیراستہ
سوچ اس کینے کو تو میری ذرا
گور پر کے اندر گیا وہ نیکذات
لیلئے اوسکی قبر کو آغوش مین
عشق کا دونا ہوا سینے مین جوش
روشنی مین دیکھ روئے دلستان
عشق ہے ہر لحظہ جویای وصال
دیکھے بن عاشق کو کیونکر صبر ہو
شمع کی آگے کیا اوسنے دھر
لے چلا اسکو تو یہان سے بیدرنگ
صورت اوسکی دیکھ دل خورسند کر
گاڑ ہی رکھو ایک جا مٹی تلے
آیا تھا جس راہ [illegible]
اونکی اوپر تھی یقین ہر سنگ خواب
پہونچا آخر اوس مکانین با ہمرو
اپنے حجرے کو بنایا بوستان
ایسی کھینچی دل سے آہ پر شرر
بیٹھا اوسکے روبرو یہ خستہ تن
دیکھتا تھا اوس پریرو کی بہار
درد کرنے ہی چاندنی مین یہ چراغ

کرکے اسکی لاش کو ادہم خطاب
کیوں دکھا کر فتنہ اپنی کھین
مجھسے کیوں چھینا ہے تجھ وہ نادر گہر
تجھ میں کچھ بو ہی رفاداری نہیں
روح تیری باغ جنت کو گئی
باغ جنت میں کیا تو نے وطن
واہ اے چرخ ستمگر واہ وا
دیکھ لیتی یہ بھی میری بیکلی
کھا گئی اوسکو غم پنہان عشق
جان اسکی تو ہوئی تن سے بدر
وحشیونکی طرح اپنا ماجرا
مجھسے اپنے درد و غم کہتا ہے کیا
جی کو اپنے کر دیا اسمیں فنا
دیکھکر اُس مرد کی دل کا قلق
عقل سے باہر ہے جو ہے اسکا کام
ہے جو کچھ دنیا کی اندر خشک و تر
اب حسن دیکھی الٰہی صنع ذو الجلال

یوں لگا کہنے زراہ اضطراب
رنج میں ڈالا تھا از نازکی بدن
دو برس تک کیوں رکھا تھا ہجر میں
یار ہو کر شیوہ یاری نہیں
ہو گئی اس سخت جانکو بیکلی
میں رہا بحر الم میں غوطہ زن
تو نے ظالم کیا ستم مجھپہ کیا
تو بر آئی سب تمنائے دلی
آتش الفت تف سوزان عشق
زندگی میں میں ہوں مُردوں سے بتر
کہہ رہا تھا اُس پری رو سے گدا
مر گئی میں تو تو زندہ بھی رہا
مجھسے تو کہتا ہے کیا یہ ماجرا
جوش میں آئی عنایتہائے حق
فہم سے برتر ہے جو ہے اسکا کام
صانع اصلی سے دیتا ہے خبر

اور بت سنگین دل نا آشنا
درد و غم میں اپنے کرکے مبتلا
عہد گر تجکو وفا کرنا نہ تھا
تجکو گر دنیا سے کرنا تھا سفر
حال کی میرے خبر بھی ہے تجھے
حیف ہے صد حیف دیدار حبیب
زیست میں مانع رہا دیدار سے
اسکو بھی شاید تھا کچھ میرا قلق
قتل ظالم تو نے دونوں کو کیا
یہ تو مر کر ہجر کے غم سے چھٹی
بازبان حال وہ دیتی جواب
اس سے بدتر کیا ہے درد و رنج عشق
دیکھکر ادہم کے یہ رنج و محن
جو کہ کرتا ہے خدای ذوالجلال
پیدا پانی سے کیے تابان گہر
قدرت حق نے کیے اسباب جمع

کیوں کیا مجکو بلا میں مبتلا
ایک مدت تک مجھے رسوا کیا
مجکو زندہ چھوڑکر مرنا نہ تھا
ساتھ لینا تھا مجھے اے سیمبر
کل نہیں پڑتی کسی کروٹ مجھے
بعد مرنیکے ہوا مجکو نصیب
بعد مرنیکے ملا یار سے
ہو گئی جو دم کے دم میں جاں بحق
اُس پری رو سے جدا مجکو کیا
تلملاہٹ مجکو ہے اب تک وہی
عشق ہے اور سو طرح کے پیچ و تاب
جلتی بیٹھی بازی شطرنج عشق
ہو گیا بحر ترحم موج زن
کب پہونچتا ہے وہاں وہم و خیال
قطرۂ آب منی سے یہ بشر
جس سے یہ دونوں ہوا اسباب جمع
جس سے ایکدونو نہیں ہو باہم وصال

وارد ہونا کاروان کا اُس بن میں اور سر آنا ایک آدمی کا آگ کو ادہم کی مسکن میں پھر ادہم کا چھپ جانا خوف و خطر سے اور خبر کرنا اوس شخص کا کاروان میں حال دختر سے آنا سالار کاروان کا مع حکیم اور سکتا تجویز کرکے فصد لینا پھر بعد شفا کے ادہم کا اوسکے ساتھ نکاح کر دینا

ادہم ان باتونکے اندر محو تھا
بھولکر ملنے سے درد کو کاروان
عزم تھا جانیکا کو جاتی نہ گما

باہزاران درد و اندوہ و بکا
قدرت حق سے ہوا وارد وہان
غیب سے انکا ہوا اُس جا گذر

سب بیان کرتا ہے احوال ولی
متصل اُس دشت کی ڈیرا کیا
لائی اس جا قدرت حق ناگہان

جسطرح زندہ سے کہتا ہے کوئی
تھی جہاں یہ دلربا اور وہ گدا
تھا کہاں کا قصد آ پہونچا کہاں

آدمی ہی بستۂ حکم قضا
وہ لیے پھرتا ہی اسکو جابجا

سکتے مین تھی دختر شہ مبتلا
اور مقدر تھی اسی وہین شفا

ورنہ کیسا کاروان کیسا طبیب
پردۂ ظاہر مین یہ ہی طبیب

کاروان مین سے کوئی مرد خدا
دیکھکر بن مین اوجالا آگ کا

آگ لینے کو وہان آیا چلا
تا کرے وہ اپنی کچھ حاجت روا

دلمین یہ سمجھا کہ شاید پاسبان
قبر کا دختر کے آیا تھی یہان

یہ اندھیرے مین جو آیا ہی یہان
راز اسپہ ہو گیا شاید عیان

پاس مجرے کی وہان تھا ایک غار
چھپ گیا اسمین وہ ہوکر بیقرار

ایک گوشے مین بت سیمین بدن
بیٹھی ہی پہنے ہوئے تن پر کفن

شکل و صورت مین پری رشک قمر
خیرہ جسکے نور سے ہو وی نظر

قافلہ سالار سے اسنے کہا
جو کہ یان دیکھا تھا نادر ماجرا

لیکے ساتھ اسکو امیر کاروان
سنتے ہی سب بات کی سو نجا وہان

بی تامل بی توقف کے دوان
یہ گئے گردش تھی وہ آتش جہان

دیکھکر اس حال کو ششدر رہے
لب گزان حیرت زدہ مضطر رہے

بولا وہ آخر حکیم نکتہ دان
رنگ مین مردے کے پر رونق کہان

یہ بلا ریب و گمان مسکوت ہے
سرد سر مین ہی جو یہ بیہوت ہے

نبض دیکھی پاس جا کر پھر تو بس
رنگ و رو و لمس اور بشرے کا طور

مردمک مین دیکھکر عکس چراغ
پا گیا ماؤف ہی اسکا دماغ

مبتلا سکتے مین اسکو دیکھکر
جیب سے اوسنے نکالا نیشتر

قدرت حق سے ہوا جاری لہو
جسطرح زندون کے تن سے ہو بہو

خون فاسد جب نکل اتن سے بدر
ہوش مین آئی وہ ماہ سیمبر

شرم سے سر کو کیا اپنی فرو
پوچھا اوسنے تم بتاؤ کون ہو

ہی کہان وہ تاج تخت زرنگار
جام لعل و کوزہ ہای آبدار

خانمان سے مجکو یون کرکے جدا
کون اس صحرا مین لایا ہی بتا

خاک مین کیون مجکو ڈالا ہی یہان
ماجرا کیا ہی کرو مجھسے بیان

کچھ نہین تدبیر اسکی کارگر
ہی یہ اس غفلت سے اپنی کور کر

زیست کا اسکے یہ سامان تھا
غیب سے جو یہ سبب ظاہر ہوا

زندہ کرنا اسکو جو منظور تھا
اسکا یہ اسباب ظاہر کر دیا

دلمین اپنے نیت کرکے یہ گمان
خانۂ درویش ہی شاید یہان

منتقل پھر تو کی جب بیچارہ وہ
رنگ ادہم کا ہوا دہشت سے زرد

یہ کوئی جاسوس ہی یا [illegible]
کرتا پھرتا ہی بیابان مین تلاش

[illegible] اس شخص کی آواز
اٹھکے ادہم غار کے اندر چھپا

اندر اس گھر کے جو آیا وہ جوان
دیکھتا کیا ہی کہ تنہا ہی مکان

آتش اسکے سامنے تھی شعلہ زن
دم بخود بیٹھی ہے وہ غنچہ دہن

دیکھکر یہ حال وہ خائف ہوا
قاف سے تا ناف وہ پھر مڑ گیا

تھا قضا کا امین اک طبیب
حاذق و دانا و ہشیار و لبیب

تھی وہان رونق فزا وہ حور زاد
پہونچے یہ دونون وہان تند باد

جاکے دیکھا تو حقیقت تھی وہی
جسطرح کہتا تھا وہ مردہ ہی

آئینہ سان شکل جب آئی نظر
ہو گئے حیران دونون دیکھکر

ہی جو رخسار و بینی اسکے یہ چمک
یہ طراوت یہ لطافت یہ چمک

اسمین کوئی طور مردے کا نہین
تیرگی بی رونقی اصلا نہین

چشم ہی اسکی اٹھائی پھر پلک
روشنی مین دیکھی آخر مردمک

آدمی مین جبتلک ہوتی ہی جان
عکس پتلی مین ہی پڑتا بی گمان

اسکے نام حق سے اول ابتدا
نیشتر سے کی رگ قیفال وا

تھے جو کچھ سامان اوسکی زیست کے
وہ قضا نے جمع سارے کر دیے

دونون آنکھون کو کیا اسنے جو وا
ہو گیا محرمون کا سامنا

مین کہان ہون اور یہ ہی کسکا مکان
گھر سے مجکو کون لایا ہی یہان

خانۂ زربفت پوشش اپنا کہان
مخمل و دیبا کا فرش اپنا کہان

کسلیے مجکو پنہایا ہے کفن
کیون ہی عریان یہ مرا تن اور بدن

سنکے تاجر اور وہ دانا حکیم
یون لگے کہنے کہ باللہ العظیم

علم ہمکو کچھ نہین اسبات کا ہی ترے احوال کا عالم خدا
راہ گم کر کے ہمارا کاروان قدرتِ حق سی ہوا وارد یہان
تجکو اس حالت کی اندر دیکھکر آسنے جا کر قافلے مین دی خبر
ہمنے ہمارے سکتہ جان کر ہاتھ مین تیرے لگایا نیشتر
ہم نہین کچھ جانتے اسکے سوا کون تو ہی اور یہ کیا ہی ماجرا
نام کیا ہی کون تیرا ہی پدر کون سی ہی شہر مین رہنے کا گھر
جب سنی ادہم نی اوسکی گفتگو غار سے نکلا برائے جستجو
ظلمتِ شب مین ہوا باہر کھڑا اوسکی باتونکو وہان سنتا رہا
لیک وہ نور غمض مین مومنین پاسبانِ قبر جو بیندہ نہین
مومن صادق کی پیشانی کا نور کب چھپا رہتا ہی پیش ذی شعور
دیکھنے کو چشم بینا چاہیے دل مصفا گوش دل وا چاہیے
گر نہوتا شوق وصل سیمبر روح ہو جاتی بدن سے در بدر
ہر طریقِ سنتِ خیر الانام جا کے ادہم نے کیا اونکو سلام
نعش کو اسکے جو لایا ہی یہان ہی یہ اس دختر پہ عاشق بیگمان
یون کہا دونون نے اے مرد خدا کر بیان ہمسے یہ کیا ہی ماجرا
ہی یہ کس گلزار کا سرو روان رونما جسکی ہی بستان جہان
چاہیے کرنا بیان احوال کو تا تسلی دلِ بیتاب ہو
حالِ شہ اور ظلم پیدا دو وزیر سوتیو نکالانا اور وہ دار و گیر
قبر مین سے لانا اوسکی لاش کا دو برس رہنا بلا مین مبتلا
سنکے وہ حیران و ششدر رہگئے کہکے بس اللہ اکبر رہگئے
عشق کی صنعت گری ہی بیشمار عشق کا ہر دم نیا ہی کاروبار
تھی یہ ساری عشق کی صنعت گری دختر شہ پر جو کچھ طاری ہوئی
عشق کی اندر سی قوت بیشمار عشق پر آسان ہی سب کاروبار
عشق نی ادہم کے یہ تاثیر کی وہ پری پیرو اوسپہ عاشق ہوگئی
گذرے جو جو اوسپہ تھے تکلیف و درد سنکے دختر ہوگئی دہشت سے زرد

ہی ابھی اسجا ہوا اپنا گذر کچھ نہین اس حال کی ہمکو خبر
دیکھکر آتش کو روشن دور سے آیا اک مرد آگ لینے کے لیے
سنکے یہ احوال ہم آئے یہان غار مین سے تجکو پایا نیم جان
تھی مقدر بسکہ تیری یون شفا فصد کا حق نے بہانہ کر دیا
کر بیان اب ہمسے اپنے حال کا گذری کیا کیا رنج تجھپر اور بلا
کر بیان کس گلستان کا گل ہی تو پائی ہی کس بوستان مین رنگ و بو
پاس آکر تا سنے انکا کلام مطلع ہو حال مخفی پر تمام
غور سے دیکھا تو وہ آئینہ رو با فصاحت کر رہی ہی گفتگو
ہی سعادت اونکی سیما سے عیان نور ایمان سے ہے روشن شمع سان
نور ایمان مین ہی وہ تابندگی ماہ و خور کو جس سے ہو شرمندگی
اس پری پیکر کو زندہ دیکھکر ہوگیا فرحت سی ادہم بے خبر
جبکہ یہ ادہم نے دیکھا ماجرا پاس انکے شادمانی سے گیا
عقل سے سمجھا اونھون نے بالیقین اس مکان کا ہی یہی بیشک مکین
راز کا پھر اوسکو محرم جانکر پوچھی اوس احوال مخفی کی خبر
کون تو اور کون ہی یہ دلربا کسطرح لایا ہی اسکو سچ بتا
یہ زمین پر اختر تابندہ ہے جسکا ہر اک ماہ سیما بندہ ہے
عشق کا اول سے سارا ماجرا من و عن ادہم نے ظاہر کر دیا
اسکا مرنا اور رکھنا قبر مین کھینچنا رنج و اذیت صبر مین
مو بمو اپنی تمامی داستان تھا جو کچھ گذرا کیا بالکل بیان
عشق کی صنعت سے حیرت ہوگئی دونونکو سکتے کی حالت ہوگئی
عشق کی تاثیر ہی حد سے فزون لکھنے اور پڑھنے سے عقل کے برون
شاہزادی پر جو گذرا ماجرا جذب قلبی سے یہ سب ادہم کی تھا
سنکے یہ احوال جانکاہ فقیر رہگئی حیرت مین وہ بدر منیر
دیکھکر احوال ادہم کا تباہ چشم غم سے ہوگئی وہ رشک ماہ
دیکھکر ادہم کو یون پژمردہ حال آیا دلمین اس پری رو کی خیال

میری خاطر اسنے یہ رنج و بلا / لیکے سر پر کردیا جی کو فدا
بعد مرنے کے بھی یہ آشفتہ حال / لاش میری قبر سے لایا نکال
گرنہ ہوتا مجھپہ یہ عاشق یہ جوان / قبر مین سے کیون یہ پھر لاتا یہان
سچ ہی یہ اس درویش کی تاثیر عشق / مردہ زندہ ہوئی ہے بہ تدبیر عشق
طالب دنیا سمجھ اب زینہار / دل سے کر تو بھی فقیری اختیار
لذت دنیا ہی دو دن سے گذر / یاد حق مین باندھ چست اپنی کمر
جیتے جی تو آپ کو مردہ بنا / خاک مین اس جسم خاکی کو ملا
پھر کہا تاجر نے ای نیکو خصال / ہوگیا معلوم تم دونون کا حال
کی دوبارہ زندگی حق نے عطا / ہی بڑا یہ لطف و انعام خدا
گو کہ ظاہر مین تقضا سے یہ فنا / اسکے بچنے کا سبب تو ہوگیا
اب کہو تم دل کا اپنے مدعا / دونون شخصونکو ہی اپنا کرلیا
کاروان مین کھینچ رنجہ قدم / دونونکی خدمت کرینگے دل سے ہم
دست بستہ ہوکے ماہرو نے کہا / ای شہ مہمان نواز و باسخا
تیرے صدقے سے ہوئی ہون میں / پھر دوبارہ زندہ ای فخر زمن
جب تلک میری رہیگا دم مین دم / میرے تمھارا ہون غلام بے درم
زیست جبتک ہے مری چند روز کر / وصل سے اسکے رہونگی بہرہ ور
دو اجازت گر تمھین یہ شک جو ہو / عقد کردو میرا اس سے بالضرور
مین یہان صورت مثال ہون / مثل میت فی ید الغسال ہون
ہی مری ماو منی اسمین فنا / بیگمان مین نقش ہون دیوار کا
ہو نہ پروا کی طاقت زینہار / پیش شمع روی زیبای نگار
ہان مگر ہو لطف اوسکا دستگیر / خاک تیرہ کو کرے بدر منیر
اپنی رحمت سے خدا نے پھر ملا / کی دوبارہ زندگی مجھکو عطا
تھی مقدر گو کہ تیری زندگی / پر بجالایا یہ شرط بندگی
گر نہ یہ درویش کرتا جستجو / ہوتی زندہ کسطرح دنیا مین تو
سر جھکا کر شرم سے وہ ماہرو / بولی تاجر سے کہ ای فرخندہ خو

کھینچا کیا کیا اذیت اور بلا / محنت و تکلیف و رنج لا دوا
اسکے باعث پھر خدا نے دی حیات / زیست کا میری سبب ہے اسکی ذات
مرکے گور الکدم مین ہوتی فنا / جسم ہوتا طعمہ مور و مار کا
زیست دنیا کی ہے اک خواب و خیال / اس جہان کا عیش ہے آخر کو زوال
ہے یہ جبتک زندگی مستعار / کر اسے مصروف یاد کردگار
دم جو باقی ہین نہ یون انکو گنوا / سیکھ اس درویش سے راہ خدا
کر اسی درویش سے اپنا نکاح / دونون عالم مین ہو تا تجکو فلاح
گذری تم دونون پہ جو جو کچھ بلا / ہوگیا دریافت سبکو ماجرا
گر نہ ہوتی زندہ یہ رشک پری / زندگی تیری بھی پھر دشوار تھی
فی الحقیقت ایک اسکی زندگی / زیست کا سامان تیری ہوگئی
شام کو جاتا ہے اپنا کاروان / گر تمھین منظور ہو چلنا وہان
ورنہ ہو چلنا وہان مدنظر / جو ارادہ ہو ہمین آگاہ کر
ہو اگر ہرسو تن میرا زبان / تو بھی تیری لطف کا کب ہو بیان
تمنے جو احسان یہ مجھ پر کیا / دے خدا اس فعل کی تجکو جزا
دل سے ہے اب اپنے تمنا یہ مجھے / عقد شرعی مجھسے یہ گلرو کرے
ہر گھڑی ہر دم رہو پاس اسکی جا / مین غلامی مین کرون جی کو فدا
ورنہ جو فرمائیے یہ جان جہان / مین بجالاؤن مین حاضر ہون بجان
میری خواہش گم ہے اسکی چاہ مین / گم ہوا ہون مین اسی کی راہ مین
روبرو خورشید تابان کی کہان / ذرہ بیجان کو ہے تاب و توان
مین کہان اور یہ تمنای وصال / ہے خیال خام سودای محال
پوچھا پھر تاجر نے ای جان جہان / دختر زرسیدہ کہ مشک زمان
لیک یہ درویش ہے شرط وفا / عشق مین جو جو ہے لایا ہے بجا
تجھپہ یہ ہو جان سے مفتون ہے / عاشق سرگشتہ ہے مجنون ہے
لا بجا جو کچھ تو بھی یہ شرط وفا / ہجر مین اوسکو نہ دیوانہ بنا
تیرے کہنے سے نہین مجکو ملول / کرتی ہون امر و مفلس کو قبول

مہر میرا اسکے ذمے ہے یہی
میری خدمت مین ہے یہ جیتی جی
حکم کو میری بدل لاوے بجا
جو کہو مین ہو نہ فرق اسمین ذرا
تم ہو دونون عقد کی میری گواہ
تا ہون ماخوذ مین پیش اله
تیری خدمت سے ہے میرے دلکو چین
تیرا کہنا مانتا ہون مین تعین
اُسنے پھر رخصت کیے دونون جوان
مرد تاجر اور حکیم مہربان
ہوگیا اتنے مین ہنگام سحر
ہر لبسے مقصد ہوا ہر اک بشر
حسن سے اُسکے وہ جنگل اے فتا
رشک فردوس برین ہم مین ہوا
ہے وہی گلزار و باغ و بوستان
جلوہ فرما ہو جہان حور جنان
دشت و ویرانہ ہے فردوس برین
جلوہ فرما ہو وہان گر نازنین
فندق پای نگار ای دوستو
جس زمین و سنگ پر فرسودہ ہو
لطف اُسکا عاشق بیدل سے پوچھ

جان و دل سے یہ ہی خدمتگذار
ہووے سرزد بر خلاف طبع کار
عقد مین کرتی ہون لیس اس شہریار
چاہیے مجکو نہ لعل و سیم و زر
دست بستہ ہوکے ادہم نے کہا
جان و دل میرا ہے سب تجھپر فدا
اسطرح دونو مین ایجاب و قبول
ہوگیا پیش گواہان عدول
کاروان مین آ گئے وہ دونون رفیق
بحر حیرت مین ہوئے یکسر غریق
کوچ کرکے کاروان آگے گیا
رہ گئے ادہم وہان اور دلربا
ہوگئے اُس دشت و رہ کے خارزار
اُس کف رنگین سے مثل نوبہار
ہے وہی گلشن وہی باغ ارم
دلربا جسجا کرے رنجہ قدم
عنبر مشکین جسجگہ ہو عطر بار
سنبل و ریحان وہان ہو سنگ و خار
معدن یاقوت و مرجان ہے وہی
سنبلستان گلستان سے ہے وہی
زخمی دل دادہ بسمل سے پوچھیے

مدت تک جنگل مین رہنا ادہم اور اوس

ماہرو کا پھر پیدا ہونا اور پرورش پانا ابراہیم فرخندہ خو کا

الغرض وہ ادہم فرخندہ فال
ہوگیا جسکے لیے اُس گل کی نہال
سدرہ نہ تن کی اور نہ جی کی کچھ خبر
رکھتا اُس بت کو سدا پیش نظر
گر وہ ہوتی پاس سے دم بھر جدا
لوٹتا یہ ماہی بے آب سا
صحبت ادہم کا آخر اسقدر
شاہزادی کی ہوا دل پر اثر
صحبت صالح ہے یہ اک کیمیا
جس سے قلب سیہ کو بھی صفا
جب گئے پیغمبر خیر الزمان
جس جگہ پہونچے نہ وہم سالکان
پہونچے جنت کے اندر سگیان
اُسکے کفش کا سنا کھٹکا وہان
صحبت کامل کو کر بس اختیار
تا کہ تو اس بحر حیرت سے ہو پار
ترک لذت مین جو کچھ ہے ذوالفقار
کون سمجھے اسکو جز مرد خدا
ہے جہان ویرانی ظاہر عیان
ہے وہان آبادی باطن نہان
گو کہ وہ صحرا اور بر ویران تھا
لعل جمعیت کی لیکن کان تھا
رفتہ رفتہ زد و امید کا ملا
ہوگئی اُس وقت سے حاملہ

جان و دل سے تھا پر پرستار
راتدن محو تماشاے نگار
وصل مین بھی اُسکی تھا حال گدا
جسطرح ہو مرغک قبلہ نما
حاضر خدمت ہی رہتا تھا جوان
پیچھے پیچھے مثل سایہ جاودان
روز و شب کرتی ریاضت بیشمار
رہتی وہ مصروف یاد کردگار
تھا نبی کی دیکھ صحبت کا کمال
نور جس سے ہوگیا جسم بلال
جس [illegible] ہو دیکھا سر قلم
جب جو حضرت ذات باری پر قدم
اور کیا اس سے زیادہ ہوا اثر
تو ذرا کتے کو دیکھے غور کر
قوت اکثر انکا تھا برگ شجر
یا کہ کوئی اور صحرائی ثمر
ترک لذت مین ہی جو لطف ہے نگار
خاک تو سمجھا تو ہو وہ آشکار
ہے جہان آبادی و کثرت وہین
ہے پریشانی بھی اور ظلمت وہین
ایک مدت تک رہے دونون دلفگار
یاد مین حق کی رہے مصروف کار
مرد کا عورت سے جب ہو ازدواج
باعث تولید ہے یہ امتزاج

۷ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] یا بلال [illegible] فی الجنۃ [illegible]

نو مہینے جب ہوئی او سیر بسر / قدرت حق سے ہوا پیدا پسر
شکل او صورت مین تھا بدر منیر / سیرت و معنی مین مہر بے نظیر

رنگ رو تابان لبسان ارغوان / تھی سعادت اسکے چہرے سے عیان
تھے فدا اُس نخل نہال سعد پر / جان و دل سے دونون مادر و پدر

ہو گیا دشت و بیابان غرق نور / تھا نمایان قدرت حق کا ظہور
مفلسی مین تھا وہ شاہ دو جہان / فقر مین بھی تھی غنائی دل عیان

مرد کامل کو جو تو سمجھے فقیر / ہے غلط فہمی یہ ای مرد خبیر
ہے وہ شاہ دو جہان بحر و بر / تو جسے سمجھا ہے مفلس در بدر

غیب سے آتا ہے رزق انکو سدا / حاجتیں کرتا ہے انکی حق روا
گرسنہ ہو وین اگر مردان حق / غیب سے آتے ہین کھانیکے طبق

پر شکم اوٹھتے ہین فرش خواب سے / انکو استغنا ہے نان و آب سے
حکم مین انکے ہین سنگ و حجر / چوب و باد و آب و خاک و خشک و تر

حق تعالی جسکا ہو خدمتگذار / حشمت دنیا سے کیا ہے اونکو کار
اسلیے کہتا ہون تجھے ایک نقل / تا کہ آوے اُس سے شاید تجھکو عقل

حکایت ایک درویش کی

تھا عجب درویش اک صاحب کمال / عارف و کامل وہ شوریدہ حال

پیرہن تھا مثل گل سو جا سے چاک / جسم گرد آلودہ و دل دردناک
چادر و شلوار کے پیوند کو / جو کوئی دیکھے دل اوسکا تنگ ہو

تھا وہ مرد آئینۂ گیتی نما / خاک سے کچھ اور پاتا تھا ضیا
یا کہ تھا الماس کان غیب وہ / نور لیتا خاک سے بے ریب وہ

فقر فخری جسکو کہتا ہے نبی / فقر تھا اُس پارسا کا بھی وہی
فقر مین کرتا بسر وہ چین سے / بے سواد الوجہ فی الدارین سے

جان و دل سے کام مین مصروف تھا / ما سوی اللہ پر نہ تھی رغبت ذرا
کچھ نہ کھانیکی نہ پینے کی خبر / تھا نہ جلب نفع و نی دفع ضرر

تھا مثال گوی در دست قضا / تابع تسلیم چوگان رضا
عشق ہالک کا جو تھا جوش و خروش / کچھ نہ تھی فکر طعام و خورد و نوش

شوق کپڑے و لینے نہ کچھ ذوق طعام / منقطع ہر طرف سے تھا لا کلام
انفصال خلق ہے پیوند غیب / اتصال خلق ہے در بند غیب

فصل کو دنیا کی وصل غیب جان / وصل اوسکا فصل ہے ای نوجوان
منقلب رہتے ہین سدا ایسے سے ہر / شہر ویرانہ ہے ویرانہ ہے شہر

شہر جسکا کو سمجھتا ہے بشر / ہے وہ ویران معانی سر بسر
ہے جہان جمعیت خاطر وہی / شہر ہے صحرا نہین وہ ای ولی

تو جسے سمجھا ہے بینا ہے وہ کور / تو امین کہتا ہے جسکو ہے وہ چور
تو جسے سمجھا ہے خوار و مبتذل / ہے وہ شاہ کامران صاحب عمل

قند تو سمجھا ہے جسکو ہے وہ زہر / رحم تو کہتا ہے جسکو ہے وہ قہر
اسلیے فرماتے ہین خیر البشر / دی حقیقت کی ہمین یارب خبر

یعنی ہر شی کی حقیقت جو کہ ہے / ہم پہ واضح کر دے جو واقعی
تا کہ ہم سمجھین کہ سم تریاق ہے / اور یہ مار گزندہ عاق ہے

نیک کو ہم سمجھین نیک اور بد کو بد / ہم پہ یہ سب کھول دے تو اے صمد
آدمی جس سے شہوت کرتا ہے گناہ / اُس سے ہو جاتا ہے سید روسیاہ

اور ہی کچھ اوسکو آتا ہے نظر / کور و کر ہو جاتی ہین سمع و بصر
زور شہوت کا ہو جب اوس پر عبور / مادہ خر کو وہ سمجھے رشک حور

بعد رشوت کے رہے وہ حس اگر / تو ہو قاضی حکم مین کیون کور و کر
طمع گر اوسکو نکردے باؤلا / تو کرے قزاق کیون خون گدا

حرص گر اوسکو نہ سمجھے قصدا کور / نقب پھر کیونکر لگا دے گھر مین چور
لمس مین آسکے نہ گر کچھ خطا / تو گرہ بر کیون کرے کیسہ جدا

گر رہے ہمراہ اُسکا ذائقا / آب روغن مین کرے کب نان با
گر رہے مفتی کی قائم وہ ہی حس / لکھے مین فتوی کیون ہو دل بخس

مناجات بجناب الٰہی

دست دل سے مانگ تو ہر دم دعا / تا رہین تیرے حواس و دل بجا

ای خدا ای رہنمای گمرہان
کھول دے دل پر مری راز نہان
کر جو اسکو وہ بینائی عطا
تا حقیقت اپنے ہو ہر اک کی وا
ساج کو سمجھیں نہ چوب عاج ہم
نقش کو سمجھیں نہ سر کا تاج ہم
مار کو سمجھیں نہ یار دلربا
مار کو سمجھیں نہ زر جان فزا
جو کہ گل ہو وہ ہی گل آوے نظر
اور جو گل ہو تو سمجھیں دیکھکر
سبزہ کو سبزہ اور جانیں گل کو گل
نوش کو نوش اور جانیں مل کو مل
اس سخن کی کچھ نہیں ہے انتہا
لکھ حسن اب قصہ اوس درویش کا
الغرض اُس عاجز پر درد کا
عشق حق سے سخت دل مجروح تھا
عشق نے کی جب کسیکے دلمین جا
کار دنیا سے معطل وہ ہوا
عشق مین کھانا کہان پینا کہان
عشق مین ہے لطف جینے کا کہان
عشق اک ذلت ہے رسوائی ہے بس
بیکسی ہے اور تنہائی ہے بس
تا ابد سرسبز ہے گلزار عشق
عقل سے باہر ہے کاروبار عشق
وہ ہی جانے اس تڑپنے کا مزا
عشق نے جس مرد کے اندر کی ہو جا
عشق حق ہے نردبان آسمان
عشق حق ہے قوت جان و روان
عشق حق ہے جان پاک انبیا
عشق ہے روح روان اولیا
عشق ہے بیماری دل کا طبیب
عشق ہے تریاق فاروق عجیب
کر عطا دل کو بھی میرے درد عشق
شیشہ دل مین ہو آہ سرد عشق
آتش الفت سے کر دل کو کباب
جیسے ہو برق طپان کو پیچ و تاب
کر وہ گریہ چشم کو میرے عطا
جس سے شرمندہ ہو ساون کی گھٹا
گریہ و زاری مین کیا کچھ ہے کمال
جو نہیں کرتا ہے مولا سے سوال
دے مجھے قدرت سے اے خلاق عین
آنکھیں ایسی دو سے ہیں بطالتین
گر مجھے بھی چشم گریان نہ عطا
رو تو رو سے غم سے رون تری بلا
دلکو یارب دے مری ایسی طپش
جس سے جلکر خاک ہو سب غل و غش
مین رہون اور نے من و مائی رہے
تن تنو جس سے یہ تنہائی رہے
تن نے تنہائی مین ڈالا ہے مجھے
اسنے وحدت سے نکالا ہے مجھے
تیغ لا سے جسم کو میرے فنا
تو ہی کر اے حاکم حکم قضا
دیکھکر ہر شخص اوس درویش کو
عاجز و خستہ و دلریش کو
مفلسی پر اوسکے ہوتا چشم تر
بیکسی پر اوسکی گریان ہر بشر
کوئی اوسکے بھید کا دانا نہ تھا
مغز معنی کو کوئی پہنچا نہ تھا
پھر نہ سمجھا تھا کوئی امین
گنج ویرانے مین اچھا ہے دفین
ہے فقیری مین شہنشاہی اسے
گنج سے بہتر ہے تنہائی اسے
ہے فقیری مین یہ شاہ دو سرا
عجز مین رکھتا ہے جاہ دو سرا
ہو تجھے معلوم سر آدمی
کجروی و مکر سے گر ہو تہی
چشم پر تیری پڑے ہین سو غلاف
تب نظر آوے تجھے وہ نور صاف
وہ جو ہین بس راہ کی بینائی کا س
وہ سمجھتے ہین کہ کیا ہے درد و فنا
انبیا ماہر ہین تھے شکل بشر
نور تھے معنی مین لیکن سر بسر
تھا کوئی اوس شہر کے اندر امیر
خادم درویش جو پائے فقیر
تھا امیر انہ اسکے وہ نیکو نہاد
دلمین رکھتا تھا جو اسنے اعتقاد
آتا تھا خدمت مین اوسکی بارہا
دیکھکر اک روز احوال گدا
دیکھکر وہ تنگ احوال فقیر
رکھ گیا کچھ نقد زر زیر حصیر
تاکہ لاوے صرف مین مرد گدا
حاجتیں اپنی کرے اس سے روا
دیکھکر درویش خاموش ہو رہا
ملتفت ہرگز نہ اودھر کچھ ہوا
بوریے کے نیچے مدت تک ملا
رکھ گیا تھا جیسا ویسا ہی رہا
بعد مدت کے جو آیا وہ امیر
دیکھا پہلے سے زیادہ تر حقیر
حال کچھ تن مین نہ کپڑے مین درست
ہے وہ پژمردہ بہت سا اور سست
دیکھے اندر آیا اوسکے یہ خیال
یا الٰہی کیا کیا اسنے وہ مال
تن پہ اپنے صرف کرتا گر وہ مال
مضمحل کیون ہوتا مانند ہلال
اہل دنیا پر قیاس اوسکو کیا
کیونکہ راز غیب سے واقف نہ تھا
بی تردد آدمی ناشناس
غیر کو کرتا ہے اپنے پر قیاس
تھی یہ کم فہمی سراسر ابتری
کرتے تھے جو انبیا سے ہمسری

وہ تن تنہا ہین بموج بیکران
اسکے قبضہ مین ہے اک دو جہان

جسم ظاہر بین مین تھی لکڑی عصا
تھی حقیقت مین گزندہ اژدہا

اسکا دل آئینۂ شفاف تھا
معدن نور تجلی و ضیا

محرم راز جناب کبریا
راز مخفی کو نہین کرتے ہین وا

راز سے باطن کے جو واقف ہوا
کور و کر اور لنگ و ساکت ہو گیا

نقد پھر کچھہ مشت مین اپنی امیر
با ادب لیکر گیا پیش فقیر

جانکر مفلس مجھے اور بینوا
ہے دل اسکا بار غم سے بس دوتا

مال و زر پر جان و دل سے ہے فدا
اپنی غفلت سے نہین یہ جانتا

دیکھے گر کچھہ ملک غیبی کی بہار
تب ہو اوسپر یعنی فقر آشکار

ذلت اسکی عین عزت عجز ناز
بیکسی اونکی کسی فقر امتیاز

مقبل بیری ہے ای مرد نکو
منکشف تا تجھپہ راز غیب ہو

اوڑھنی کی اپنی میلی سی ردا
سخت کہنہ پارہ پارہ جابجا

مفلسی مین مفلسونکو ہے غنا
بیکسی مین بیکسونکو ہے مزا

اس جوان نے جبکہ اوڑھی وہ ردا
یہ تصرف مرد حق کا کچھہ ہوا

ملک غیبی کی جو دیکھی زرق برق
بحر حیرت مین ہوا یکبار غرق

لعل و الماس و زمرد سیم و زر
تھے خزف ریزے سے بھی اسکی نظر

جان قالب مین نہ قالب سے جدا
تھی خودی بیخودی سب سے جدا

ہر بن مو سے نمایان روشنی
محو مطلق ہو گئی کبر و منی

عقل سے باہر جو کچھہ اسرار تھے
منکشف وہ اسپہ اکدم مین ہوگئے

دیکھی اسنے اس تجلی کی بہار
جس سے ہین یہ نور سارے مستعار

عرض و طول اسکا بلا شک و گمان
شل طول و عرض وہم سالکان

سیم و زر کی خشت سے اسکی بنا
بعینہ جسمین جواہر سے ہوا

بیچ مین اسکے زمرد کا مکان
گرد جسکے ہر طرف آب روان

ہر طرف مین اس مکانکے ہین وان
اس لطافت سے کہ کیا کیجے بیان

اسکے اندر تخت زرین ہے بچھا
مسند اوپر ہے نہایت بیبہا

اپنی فرعونی سے موسیٰ کو ضعیف
جسنے سمجھا ہو گیا زار نحیف

اس تردد مین ہوا جب وہ امیر
خطرہ پر واقف ہوا اسکے فقیر

جانتا تھا راز ناگفتہ کو گو
لیک نا واقف بنایا آپ کو

باوجود علم آگاہی تمام
آپ کو رکھتے ہین مخفی بالدوام

حال غیبی جو کہ کرتے ہین عیان
وہ نہین کچھہ جانتے راز نہان

دلمین اس درویش کے آیا خیال
مجھسے الفت اس جوان کو ہے کمال

راز مخفی کی نہین اسکو خبر
مبتلا دل سے ہے زر اور سیم پر

نیم ذرہ دشت ملک غیب کا
اسکی ہے دنیا و ما فیہا بہا

مسکنت اونکی ہے فخر سلطنت
فقر اونکا ہے خراج مملکت

کرکے اول خندۂ دندان نما
مہربانی سے گدا نے یون کہا

آیا جب نزدیک اسکے وہ جوان
اس گدا نے پھر برای امتحان

دی اوڑھا اس مرد عالیجاہ کو
رمز درویشی سے تا آگاہ ہو

خاکساری مین ہے سرداری انھین
خوار رہنے مین ہے سالاری انھین

اور ہی عالم اوسے آیا نظر
ماہ و خور کی جس سے ہو خیرہ نظر

ذرہ ذرہ مین ہے وہ تابندگی
ماہ و خور کو جس سے ہو شرمندگی

آسمان سے تا زمین سب غرق نور
قدرت حق کا نمایان اس سے ظہور

جسم اوسکا ہے جو ناپاک و کثیف
ہو گیا مانند جان پاک و لطیف

بغض و کینہ لذت و حرص و ہوا
لوح خاطر سے یکایک حک ہوا

گذرا جو جو اس جوان پر ماجرا
ہے وہ تقریر و بیان سے بھی سوا

پھر نظر آیا وہ باغ دلکشا
دیکھکر جسکو یہ ششدر رہ گیا

لعل و یاقوت و زمرد کی شجر
روشنی سے جسکے ہو خیرہ نظر

سنگریزے کی جگہ اوسمین گہر
ایسے تابان جس سے ہو خیرہ نظر

نہر شیر و خمر و جوی انگبین
جسکی خوشبو سے معطر ہو زمین

فرش ہر جا سندس و زربفت کا
سب طرح کی وان مہیا تھی غذا

اور سیہ بیٹھا ہے وہی مرد گدا
جسکو یہ سمجھا تھا دلمین بینوا

حلہ استبرق و ابریشمین
سر مین ایسا تھا کہ دیکھا ہی نہین

سر پر اُسکے تھا جڑاؤ ایک تاج
سرونما جسکا ہو دنیا کا خراج

دیکھکر یہ وہ جوان خوش ادا
روبرو اُسکے کھڑا جاکر ہوا

اُس سے جب درویش نے ہنسکر کہا
عذر دلمین کر ز امر خدا

تنگدستی اوسکی ہی عین غنا
فقر مین رکھتے ہین جاہ دوسرا

جوع مین جو ہے فقیرون کو مزا
اُسکی لذت کو اگر تو جانتا

راز باطن سے جو تو ہے بیخبر
اسلیے ہی محو لعل و سیم و زر

تاکہ ہو موقوف تیرا اشتباہ
اور حاصل ہو تجھے کچھہ انتباہ

سمجھے اس دنیاء دون کی بدرگی
نفس امارہ کی تو جانے سگی

جسقدر ہوتی ہے فہمید بشر
اوتنے آجاتے ہین بندے کو نظر

گنج غیبی جسکے قبضہ مین ہوا
ہے وہ شاہ دو جہان و دوسرا

اُس جوان نے کہکے یہ سب ماجرا
لی اوتار اُس دم وہین بنے ردا

ہوگئے غائب وہ سب اسرار غیب
بند کیسے ہوگئے انوار غیب

عالم حیرت مین کہتا تھا کھڑا
تھا کہان مین اور کہان آیا چلا

دیکھکر درویش کا راز نہان
رہگیا خاموش مرد پاکباز

مال و حشمت چھوڑ کر آخر ہوا
وہ جوان بھی طالب راہ خدا

دیکھکر اس عیش کو ناپایدار
خدمت درویش حق کی اختیار

جسکی قیمت تھی خراج سلطنت
سرونما جسکا ہے باج سلطنت

حور و غلمان با ہزاران آب و تاب
دست بستہ ہین کھڑے پیش جناب

باادب اوسنے کیا جھککر سلام
بر طریق سنت خیر الانام

عیش کی اندر گدا ہے یا امیر
اہل دنیا ہین نہ ہین یا فقیر

خاک انکے ہاتھ مین ہوتی ہے زر
سنگریزہ لعل یاقوت و گہر

دیتے ان نعماء دنیا کو طلاق
ہوتا رکھتا سیم و زر کا تھا اشتیاق

گرچہ یہ سر قابل افشا نہ تھا
لیک بیٹے اوسکو تجھپر وا کیا

رمز درویشی سے کچھہ آگاہ ہو
چھوڑ کر سب عارف باللہ ہو

ہین ہزارون غیب کے حد سے برون
عقل و فہم و آدمی سے ہین فزون

اور بھی اسرار ہوتے تجھپہ وا
حوصلا تیرا اگر ہوتا وسا

تو اُسے سمجھے اگر مفلس فقیر
ہے یہ کجفہمی تری مرد خبیر

رہگیا اوس سے فقط مرد فقیر
دوسرا فرخندہ طلعت وہ امیر

وہ نہ محفل تھی نہ وہ باغ جنان
وہ نہ انہار و نہ انوار و مکان

خواب مین تھا یا کہ مین بیدار تھا
مینے جو دیکھا وہ کیا اسرار تھا

دل ہی دلمین اپنے کھایا پیچ و تاب
ہوگئی اوسکو جو حیرت بے حساب

دیکے سب راہ خدا مین مال و زر
کار دنیا سے ہوا وہ بے خبر

صحبت کامل ہے بہ از کیمیا
جسم تیرہ جس سے ہو بدر الدجی

ادھر اب پھیر گھوڑے کی عنان
جو رہا ہے حال ادہم کر بیان

ہفت سالگی کو پہونچنا ابراہیم کا مکتب شہر بلخ مین قرآن پڑھانیکو بٹھانا

جب ہوا پیدا وہ فرزند رشید
ہو گیا وہ روز اونپر روز عید

صورت و سیرت مین ہمطرز خلیل
بچپنے مین عاشق رب جلیل

بر صفات انبیاء و مرسلین
تا رہے محکم سدا دین متین

اسلیے اُس پشت کا سنگ خار
حق مین تھا اُس طفل کے باغ و بہار

اولیا اسکے ہیں پیرو بالیقین
ہین مثال انبیاء ہم سابقین

دین احمد اونسے ہے رونق پذیر
چرخ عظمت کے ہین مہر منیر

سن ذرا تو مجھسے معنی ولی
تاکہ ہو یہ راز مخفی منجلی

اسکہ ہمطرز خلیل اللہ تھا
نام ابراہیم اوسکا رکھدیا

اولیا کی روح کو روز ازل
کرتا ہے پیدا خدائے عز و جل

روح پیدایش مین ابراہیم کی
پیرو روح خلیل اللہ تھی

اولیا ہین انبیا کے ہمقدم
اسلیے فرماتے ہین خیر الامم

سقف دین کے ہین ستون یہ اولیا
حشر تک جاری ہے انکا سلسلا

ہین ولایت کے مراتب بیشمار
جانتا ہے اونکو عالم کردگار

اولیا کے رتبے سے آگاہ ہو
تا نہ کجفہمی سے تو گمراہ ہو

دور تھا افراط اور تفریط سے
تا نہ دونوں سے خرابی ہو بڑی
حد اوسط سے ہو تو ایک سو
راہ بہتر یہ ہے اے مرد نکو

ہیں ولی کے معنی نزدیک اے نگار
دیکھ تو علم لغت میں آشکار
ہیں یہی معنی لغت کے اے جوان
مشتہر در اصطلاح صوفیان

قرب حق جسکو ہوا ہے وہ ولی
اتصال حق ہے مقصود ولی
شرط ہے اسمیں ولیکن اے فتا
زہد و عجز و صبر و شکر و اتقا

قرب کے رستے ہیں بعید و عدد
حصر کر سکتی ہے کیا اسکو خرد
اولیا ہیں اک ولایت عامہ
ہے وہ ہر فرد بشر میں تامہ

اُس ولایت کا بیان کرتا ہوں میں
معنی کو اُسکے عیاں کرتا ہوں میں

بیان یعنی ولایت عامہ کا کہ بالقوۃ ہر فرد بشر کو شامل ہے

ہے محیط اول عدم ہر چیز کو
جب خدا نے چاہا وہ موجود ہو
کہکے وہ لبیک پھر بے کیف و کم
رکھتی ہے نفس نباتی میں قدم

جب عدم سے ہو گئی اوسکی نمود
حکم حاکم سے چلی سوئے وجود
حکم اگر پہونچا کہ حیوانی میں جا
تب قدم اُس چیز نے آگے دھرا

آگئے رتبہ میں حیوانات کے
اور کسی زمرے میں انعامات کے
پھر ہوا اور سیر جو لطف ایزدی
نفس انسانی میں داخل ہو گئی

رتبہ انسان میں جب داخل ہوئی
گو نہ قربت پھر اُسے حاصل ہوئی
آدمی کو نسبت گاو و شجر
بیگمان ہے قرب حق سے بیشتر

کیونکہ کرنا ہے اوسکی شان میں
دیکھ آنکھیں کھولکر قرآن میں
جو کہ ہیں اوصاف ذات کبریا
آدمی کو اوسنے حصہ ہے دیا

اسکے اندر یعنی وہ مکتوم ہیں
اور اس نعمت سے سب محروم ہیں
ذاتی ہیں سارے صفات ذو الجلال
ہر صفت ہے اسمیں بر وجہ کمال

ہیں صفات آدمی سب عارضی
قدر اوسکے جو سکے اے ولی
انکے آگے اسکو کچھ نسبت نہیں
عارضی ذاتی کو پہونچے ہے کہیں

گو وہ پرتو اونکا لیکن اے فتا
اسکے اندر بھی خدا نے رکھدیا
علم جو ہے اوسکو اپنی ذات کا
ہے وہ حاوی سارے موجودات کا

گر کرے یہ کفر و شرک و سرکشی
ہے یہ اوسکا جہل و ظلم اے متقی
ظلم کیا ہے صرف شے کا بیمحل
جہل کیا ہے قول شیطان پر عمل

برسگی ہے جو کرے انکار صاف
اپنے مولا کے کہے ہو کے خلاف
ہے ولایت مستتر ہر فرد میں
مشتہر ہے راز ہر اک مرد میں

جو کرے اس راز مخفی کو خراب
کیوں نہو وہ مورد رنج و عذاب
تھا جو قدرت سے کیے حق نے عطا
گوہر نادر نہایت بے بہا

عقل و حفظ و نطق و دین و فہم و فکر
قوت تخییل و استعداد و ذکر
تو اگر ان سب کو کھودے اے نگان
کیوں نہو تیرا جہنم میں مکان

عقل دی تھی تا کہ سمجھے بات کو
اور کرے دریافت اُسکی ذات کو
حفظ سے تا حافظ قرآن ہو تو
نطق سے سر دفتر انسان ہو تو

ذہن کی تیزی سے سمجھے راز غیب
فہم سے دریافت ہوں باطن کے عیب
فکر سے سوچے کہ کیوں پیدا کیا
ہے غرض ایجاد سے بندے کے کیا

قوت تخییل تھی اسواسطے
تا کہ تو فاسد خیالوں سے بچے
قوت تذکیر سے مطلب یہ تھا
ذکر قلبی تا رہے جاری سدا

صرف تو نے بیمحل انکو کیا
دیکھیے تا تیرا ہوا انجام کیا

بیان ولایت خاصہ اور اوسکے مراتب کا

اب کروں خاصہ ولایت کا بیان
کھول تو بھی اے برادر گوش جان
طبقہ انسان میں جو داخل ہوا
سارے موجودات سے فاضل ہوا

لیک ہے یہ فاضلیت مستتر
امتیاز و قابلیت مستتر
تخم کی قوت میں ہیں اے پر ہنر
بیگمان موجود سب شاخ و ثمر

جب مشرف تو ہوا ایمان سے
ہو گیا ممتاز ہر انسان سے
قرب حق فی الجملہ حاصل ہو گیا
حلقہ ایمان میں شامل ہو گیا

کھولکر تو آگے اپنی گوش جان
سن ذرا ایمان کا مجھسے بیان

بیان اوس ایمان کا جو عند اللہ مقبول ہے

رکن ہی ایمان کا اقرار زبان
قلب کی تصدیق بیشک و گمان
جسم ایمان ہی فقط قول بشر
جان ایمان ہی یقین ہی دل مگر

گر یقین دل مین تری راسخ نہین
کام کب آتا ہی وہ ایمان کہین
لاکھہ تو نے منھہ سے کلمہ کو پڑھا
گر یقین دل مین نہین کس کام کا

قول کا جبتک ہو دل مین یقین
وہ قبول اللہ کے آگے نہین
قول لفظی ہوتا گر کچھہ کام کا
نفی ایمان اونکی کب کرتا خدا

پڑھتا ہی آمنت باللہ ہر بشر
لیک ہوتے ہونگے نہین جی مین اثر
ہی یہی ایمان ترے جی کا وبال
یہ مسلمانی ہی اک وہم و خیال

جو کہ ایمان ہی خدا کے کام کا
ہو مسلمانی وہ ایمان خدا
وہ مسلمانی وہ ایمان اور ہی
وہ یقین و صدق و ایقان اور ہی

ہی یقین وہ چیز ای مرد جوان
آتش سوزان ہو جس سے بوستان
وہ یقین حاصل تھا ابراہیم کو
ہر بشر کی دنگ جس سے عقل ہو

غیر حق پر گر رہی تیری نظر
کب ہو وہ ایمان تیرا معتبر
غیر حق سی جب ہو تجکو انقطاع
تو تجھے ایمان سے ہو انتفاع

ہین یہ فرماتے نبی مقتدا
قلب مین تیرے نہین ایمان ذرا
مال و ملک و یار و فرزند و پدر
ہون نہ جبتک اونسی مین محبوب تر

یعنے حکم انبیا کے روبرو
عشق سے کم ہر ایک شی کو سمجھے تو
حکم اگر فرضًا پیمبر تجکو دے
بے تامل ذبح بیٹے کو کرے

ذبح بیٹے کا جو مشکل جان کر
بز کی قربانی پہ تو باندھی کمر
تو کہان ایمان مسلمانی کہان
دین کہان اور نور ایمانی کہان

یہ نہو تجھہ مین تو مومن ای دنی
گوشت کھانے سے نہین ہوتا ولی
ہین خورندہ اوسکے صدہا جانور
گرگ و روباہ و پلنگ و شیر نر

عظمت حق جب خیر المرسلین
اسطرح جب ہو کسیکو دلنشین
تو وہ بندہ مومن کامل ہوا
نور ایمان قلب مین حاصل ہوا

چست اگر ایسا ہو ایمان بشر
اوسکی غیر اللہ پر کب ہو نظر
غیر ناچیز کو جو سمجھے کار دین
آخرت مین ہو شریک خاسرین

ہی یہی ایمان کا دل کے تیا
دل سے تو ہو تابع حکم خدا
آگ مین جلنا کرے تو اختیار
برخلاف امر حق ہووی نہ کار

جب یقین دل ہوا اسطرح چست
جڑ ہوئی اسلام کی تیری درست
ہی یہ ایمان باعث قرب خدا
نور اسکا ہے ترقی پر سدا

جسکو اس رتبہ کا ایمان ہی نہین
وہ حقیقت مین مسلمان ہی نہین
آپ کو سمجھا ہی مومن ہر بشر
اصل سے ایمان کی ہی بیخبر

ہی ولایت اور صلاحیت تو دور
پہلے تو مومن تو ہو ای ذی شعور
نور ایمان سی ہو گر دل منجلی
اب تو اس قابل ہوا تا ہو ولی

لایق قرب خدا ای عز و جل
ہو گیا تو گر کرے اچھے عمل

ہی ولایت چھ قسم ای نوجوان
انکی پھر افراد ہین بیش از بیان

بیان اقسام ولایت کا ہے وجہ کلی پر اول قسم ولایت کا نام ہے ولایت محمدی

ہی ولایت سب سے برتر احمدی
کسب سے ہوتی ہی حاصل ای ولی
اتباع سنت احمد کرے
اک قدم باہر نہ اس سے تو دھرے

جان و دل سے ہو فدای مصطفے
حکم کو اونکے بدل لاوے بجا
اسطرح سنت پہ رہ ثابت قدم
آگے کہنے سی نہو کچھہ بیش و کم

چاہیے خلوت نہ کچھہ ترک وطن
مل ہر اک سی لیک بر وجہ حسن
ہو بحسب شرع سب سے اختلاط
بیش و کم کی چاہیے پر احتیاط

حد شارع سی نہو باہر قدم
کر نہ کچھہ افراط و تفریط ای صنم
حال رکھہ اصحاب کا پیش نظر
اور سب دنیا کے اپنے کام کر

تجکو گر دنیا و ما فیہا ملے
اونکے کہنے سی نہ تو بھی تو ٹلے
کیونکہ فرماتا ہی خود پروردگار
ہین لعب اور لہو اس دنیا کے کار

سب سے بہتر قرن تھا اصحاب کا
پہونچے کب اونکو کسی کی اتقا
فیض صحبت سے نبی کی وہ یقین
اونکو حاصل تھا کہ اب ہوتا نہین

تھے ہدایت کے فلک پر وہ نجوم | شمس برج معرفت بحر العلوم
انکے جو افعال تھے مرغوب تھے | وہ عبادت ہی مین سب محسوب تھے
اتباع شرع تھا اونکا شعار | تھا ہر اک اونمین ولی نامدار
لیک چلنا شرع پر آسان نہین | راہ پر بیٹھا ہی شیطان لعین
گر ذرا تحصیل تفسیر و حدیث | دور ہوتا تجھسے شیطان خبیث
ہین علم سی رتبہ مین عالم یکسان | نفس کی خواہش نہو جس سے عیان
صحبت اونکی بہتر از طاعات ہی

دوسری قسم ولایت کی جسکا نام ولایت عشقی ہے

دوسری عشق ولایت انکا کار | جسکا کچھ سب سے آگ ہی کار و بار
ہی وہ محو و مست روی گلعذار | کچھ نہ مذہب اور نہ ملت سی ہی کار
نشۂ الفت مین وہ سرشار ہے | دین و دنیا دونون سی بیزار ہے
اوسکو ہر ذری سی آتا ہے نظر | نور ایسا جس سے ہو خیرہ بصر
خاک سے نفرت ہے ہوائی ضرر | آگ سے خطرہ نہ پانی سے حذر
جس طرف کرتا ہی وہ اپنی نظر | ہی وہی نور حقیقی جلوہ گر
خون کی کثرت ہی شیرین ہی فقط | تلخ چیزونکا بھی ہوتا ہے مزا
آتا ہی اس شخص کو وہ ہی نظر | برگ و شاخ و خشت و انسان و حجر
اس سبب سے صوفیونکا یہ مقال | علم باطن کا ہے تصحیح خیال
گو ولی یہ شخص ہے بیشک مگر | فایدہ پاتے ہین کم اس سے بشر
گر نہین غیرونکو اس سے فایدہ | رہتے ہین وہ کم ہی اورینسے فنا
خاک کے اندر اگر زر ہو چھپا | تو بھلا وہ زر ہی کسکے کام کا
فیض ظاہر اونسی ہی بے انتہا | اسلیے ہین وہ ہر اک کے مقتدا
اونکی ہمت سے ہمیشہ تا قیام

تیسری قسم ولایت کی جسکا نام ولایت روحی ہے

ہی ولایت ایک سوہی اسی بسیر | ہی یہ سب کو فضل سے اپنے تیز تر
دخل اسمین کسب کو ہرگز نہین | ہی عطا و داد رب العالمین
وہ طفولیت مین ہوتا ہی ولی | ہوتی ہین اسرار او سیر منجلی
حب حق و میل طاعت ذوق و شوق | خود بخود ہر ایک کو ہوتا ہی ذوق

کھانا پینا سونا اور اٹھنا بیٹھنا | ملنا ہنسنا چلنا پھرنا ہی فقط
تھی نہ کچھ کشف و کرامت کی تلاش | کسب سے بہتر تھی فقط اونکی معاش
انکے طور و طرز پر ہی جو بشر | وہ ولی بیشک ہی اونکو سیر
تتبع پر اوسکے بھی مشکل ہی راہ | پڑتے ہین فی القین ہزارون اشتباہ
پیروی نفس دون سے در گذر | نور ایمان تا ہو تیرا جلوہ گر
اگر نہو وہ طالب تعظیم و زر | جان اونمین کبریت احمر ہی بسیر
| خدمت اونکی بہتر از طاعات ہی

دلون مین عشق کی ہوتا ہی مست | کام کا اونکی نہین کچھ بندوبست
جذب ہستی سی ہی وہ مسلوب حال | طالب معشوق و ہجر یا ہی وصال
کچھ اوسے کھانے نہ پینے کی خبر | مرگ کا خواہان نہ جینے کی خبر
وان نہین ارشاد و تعلیم طریق | بحر حیرت مین ہے وہ بالکل غریق
ہی وہ زندہ لیک مردے سی بتر | محو روی گلعذار سیم بر
کثرت صفرا مین جو کھاوے غذا | تلخ سمجھے آدمی اوسکا مزا
ہی یہی ہر آدمی کا خاصا | مرتسم جو ذہن مین اوسکے ہوا
منقطع ہوتی ہی ظاہر کی تمیز | جانتا ہی وہ ہر اک کو ایک چیز
قوت تخییل اپنی صاف کر | غیر واحد تا نہ آوے کچھ نظر
شرع کی از رو ہی یہ خیر الناس | فایدہ جس شخص سے ہو بے قیاس
فایدہ اوسکا ہی اسمین منحصر | ہی خزینہ خاک مین پر مستتر
گنج ظاہر ہے ولی احمدی | جس سے ہر اک کو ہی فیض مرتقا
رات دن وہ وعظ و تلقین مین ہین | امر معروف اور دین مین ہین
اول تکوین مین سعی اسکی تو ہی | دین پیغمبر کو رونق ہی مدام
جسکو ملنی تھی ملی روز ازل | اور ارشاد حق یہی ہی اللہ نے دی
طبع کا رہبر سے ہوتی ہے نفور | کام اب آتا نہین کسب و عمل
خرق عادت بچپنے مین بیشمار | ہوتی ہی ... سے استکبار

سنت احمد پہ رکھتا ہی قدم
انمین ہین ابدال و اقطاب مدار
کاروبار دنیا کا ہے اونسے انصرام
ہاتھ مین جسطرح کاتب کے قلم
ہی سلاطینون پہ سلطانی اونھین
مرضی حق پر ہی جو ہی انکا کار
گو کہ ہین ظاہر مین ہمشکل بشر

ہو سر مو بھی نہ اس سی بیش و کم
رتبے مین انکے ولیکن بیشمار
حکم حق سے کرتے ہین وہ انتظام
چاہتا ہی جو کری اوس سے رقم
حاکمونپر ہی قلمرانی اونھین
قول و فعل ظاہری ہی مستعار
ہین فنا فی اللہ لیکن سربسر

رہ بھی ہین ایسے کہ در سن صبا
چاہیے تفصیل گر اسکی تجھے
قلب سلطان و امیران جہان
ہوگئی جس کام مین مبرم قضا
خواہش اونکی خواہش حق ہین کہ
نفس کی خواہش سی وہ بیگانہ ہین
ہین مثال گوی در دست قضا

ہوگئی ظاہر کرامت بارہا
تو کتب مین صوفیہ کی دیکھ لے
اسکے قبضہ مین ہو بیشک و گمان
صرف اونھون نی اپنی ہمت کو کیا
حال ظاہر پر نظر کیجو نہ تم
مثل تشیفی ید النجار ہین
تابع تسلیم چوگان رضا

چوتھی قسم ولایت وہی ہی کہ شخص کامل کے زور اور قوت سی عاصی ولی ہو جاوے

نام جو چوتھی قسم کا وہی ہوا
زور سے اسکے صفائی قلب کر
اسطرح اسکے تمامی سیآت
صاف ہو جاتا ہے یہ مرآت دل
سیل دریا فسق و عصیان فجور
ہوگیا وہ مصدر انوار غیب
کیونکہ گنج اسکو بلا محنت ملا
فرق ہین ہر ہر قسم کی ہین بیشمار
برخلاف حکم و مرضی خدا
ہی جدا ہر شخص سے ہر دم قریب
عاصیونکی راہ مین تا ذات رب
کر ریاضت سے بدن مثل ہلال
اولیا نے راہ حق مین جو کیا
تو ہی ظاہر کا ورنہ اعتقاد
ہی ولی کی روح زیر عرش پاک
ہی پرستش قبر کی بے فایدہ

ایک سی یعنی ولی ہو دوسرا
جو ریاضت اور بڑی محنت سے ہو
نیکیان ہوتی ہین اس نیکو صفات
نفس امارہ سراپا مضمحل
ہوتا ہی بالطبع وہ اونسے نفور
دل ہوا گنجینہ اسرار غیب
رنج جسمانی نہین کھینچا ذرا
خارج از تحریر و تقریر و شمار
وہ نہین کر سکتے کچھ اچھا برا
فرق اتنا ہی ولیکن اسی سبب
پردے ظلمت کے پڑے ہین بے ادب
لذت دنیای دون پر خاک ڈال
کر اونھین محنت کشی مین مقتدا
اس سے بر آتی نہین تیری مراد
قبر کے اندر ہی موجب خشت و خاک
تو یہ وحیلہ ہے سب بے فایدہ

قوت باطن کے اپنے زور سے
جسطرح کرتی ہی زر کیمیا
بخل و حرص و طمع دنیا یکبیک
قوت شہوانی و حرص و ہوا
تیرگی جسوقت قلب و روح کی
ہی اگر یہ محرم راز قدم
گر لکھون تفصیل اقسام ولی
ہی ولی کو گو کہ قرب کردگار
خود ہو شر اونکو جو سمجھے کوئی
اوٹھ گئے ہین اونسی ظلمانی نقاب
کرکے کوشش تو بھی وہ پردے اٹھا
چھوڑ دے تو راہ اپنی نفس کی
تاکہ ہو تجھ مین بھی پیدا نور غیب
ہی ادب ظاہر کا زندونکے لیے
روح کا اونکے ہی علیین مقام
تو کہین ہرگز نہ اپنا سر جھکا

اور کو اپنی طرف وہ کھینچ لے
پارہ بیقدر مس کندن طلا
دم مین لوح سینہ سے ہوتے ہین حک
خود بخود ظلمت ہوتی ہین فنا
اسکے اندر سے یکایک حک ہوئی
لیک یہ رتبے مین ہی تینوسے کم
تو کبھی پوری نہو یہ مثنوی
پر نہین تقدیر مین کچھ اختیار
یہ عبادت دین کی ہی اور رہی
بیچ مین حایل ہین نورانی حجاب
تا نظر آوے تجھے نور ضیا
کر فقط اس رہ مین انکی پیروی
قلب مین تیرے ہو پیدا نور غیب
تاکہ دل دیکھے سو انکا غرض ہے
ہی وہان عینی مطلب مین بالدوام
غیر حق سبحانہ جل و علا

کسکے آگے پست تو کرتا ہے سر
وان نہیں جز سنگ و خشت اے بےخبر

دوسرے مردے کو ہو کچھ فائدا
گر کرے تو اُسکے حق میں کچھ دعا

زیست میں جو فعل مردہ کر گیا
اب نہیں ہو سکتا کچھ اُس سے سوا

اُس سے جو ہونا تھا بالکل ہو چکا
تجھے ہو سکتا ہے اُس سے بھی برا

تجکو باطن کی نہیں اپنی خبر
غیر پر غفلت سے رکھتا ہے نظر

جسکو تو پھرتا ہے ہر سو ڈھونڈتا
اُسکا پرتو تیرے اندر ہے چھپا

دربدر کرتا ہے کیا اُسکی تلاش
آپکو پہچان تو اے مرد قلاش

تو اگر اپنی حقیقت جانتا
تو خدا کو بیگمان پہچانتا

دل ہے تیرا وہ طلسمات عجیب
جسکے اندر گم ہے عقل پر لبیب

سیکڑوں ایسے ہیں سموات و زمین
ایک گوشہ میں ہیں اُسکے جاگزین

ہیں ہزاروں عالم بے منتہا
اُسکے اجزا میں ہیں مخفی اے گدا

دل ہی دل میں جستجو و سیر کر
قطع حب جاہ و ترک غیر کر

ہے اگر زندان یوسف تو یہ دل
ہے اگر ایوان یوسف تو یہ دل

دل کی بھی اپنے ذرا تو سیر کر
جلوۂ دلدار تا آوے نظر

جو خلاف امر حق ہوتا ہے کار
ہوتی ہے دل پر سیاہی آشکار

تو ہے ان پردوں سے اتنا بےخبر
غیر کے پیچھے ہے پھرتا دربدر

خالق افعال گو ہے کردگار
کسب میں بندے کو گو ہے اختیار

ہے مگر توفیق کا مالک خدا
گر وہ چاہے دو تجھے رستا بتا

گر کرے توفیق وہ تجکو عطا
تب ملے اس راہ کا تجکو پتا

راہ حق کی ہے صراط مستقیم
ہر کجی ہے راہ شیطان رجیم

ہے تجھے منظور اگر قطع سفر
تو قدم رکھ اپنا سیدھی راہ پر

چل تو اونکی راہ پر مرد خدا
حق نے جنکو نعمتیں کی ہیں عطا

کونسی نعمت نبوت سے ہے فوق
کونسی دولت نبوت سے ہے فوق

جب وہ خود تجکو بتاوے راہ کو
ہے بڑی غفلت نہ تو آگاہ ہو

چل وہی رہ جو ہے راہ انبیا
جو کہ خود تجکو بتاتا ہے خدا

قبر پر جانے میں ہیں دو فایدے
ایک ہی صورت یہ یاد آوے تجھے

فعل اُسکے ہو گئے ہیں منقطع
عقل سے تیری یہ ہووے منتفع

زندہ ہی سے ہو سکتے ہیں حج و غزا
راہ حق میں جان کو کرنا فدا

گر یہ زندہ ہیں اے مرد خدا
شیر مردہ سے ہے رتبے میں سوا

دو جہان ہیں تیرے اندر مستتر
دوسرے کا تو عبث ہے منتظر

ہے اگرچہ وہ منزہ از مکان
دیکھ اوسکا قلب ہے اپنی نشان

گم ہوا ہے بیشک اے یار آپ تو
پہلے اپنی آپ کر لے جستجو

کیونکہ کہتا ہے نبی مجتبے
جسنے سمجھا آپ کو عارف ہوا

گرچہ ہے چھوٹا بہت تنگ اسمیں جا
اُسکی وسعت کی نہیں کچھ انتہا

ہیں ہزاروں کوہ و دشت و بحر و بر
اُسکے اندر مستتر اے بےخبر

کیون ہے پھرتا دیکھتا دیر و کنشت
خانقاہ و مسجد اے نیکو سرشت

ہے اگر یوسف تو ہے اس چاہ میں
منفعت گر ہے تو ہے اس راہ میں

ہے زلیخا یوسف مصری یہاں
تو گیا ہے دیکھنے اوسکو کہاں

گر اگر اوسکی صفائی ہو سکے
زنگ کھو اسکا اگر تو کھو سکے

اسطرح ہر لحظہ پردے ہیں تو بتو
قلب پر پھرتے ہیں تیرے تو بتو

غیر سے پردے ہوں کیونکر دور کر
ہے یہ نادانی تری اے بے شعور

کسب میں ہے دخل تجکو جسقدر
غیر میں بھی ہے وہی اے بےخبر

کر خشوع و عجز ہر شام و سحر
لطف ایزد تا ہو تیرا چارہ گر

راہ حق پر جبکہ تو باندھے کمر
ہیں بہت راہیں یہاں ادھر ادھر

آپ فرماتا ہے قرآن میں خدا
چاہو تم مجھسے بدل راہ ہدے

تجکو اُس رستے کا دیتا ہے پتا
سورۂ الحمد میں حق اے فتا

ہے مراد اس رہ سے راہ انبیا
اور بیان ہو چکا وہ انبیا

جب ہوا اللہ تیرا راہ بر
تو بھی تو گمراہ ہے اے کور و کر

گر چلا تو اور سمت و راہ کو
عذر تیرا کل کو کب مسموع ہو

اُسکے آگے اور کا کہنا ہے کیا
پیر مسلم کے تو لاحول اے فتا

آیت قرآن یا قول رسول
خار جس کو وہم کی ٹھہرے کھٹک
اسکا کچھ پایان نہیں ہی بالیقین
سامعوں کے حوصلے پر کر کلام
شکل و صورت میں تھا رشک پری
شغل تنہائی میں انکا وہ ہوا
دو برس پوری کا جب وہ ہوگیا
اوسکی برکت سے لگے اشجار ثمر
آخرش از فضل رب ذوالجلال
تھا ہر اک انداز میں وہ بے نظیر
طور و طرز اسکا ہر اک مرغوب جان
حفظ کرے وہ کلام اللہ کو
بلخ میں پھرتا تھا اندر کو بکو
آخرش بعد از تردد کے ملا
دیکھکر اوستاد نے ذہن و ذکا
الفت قلبی سے اپنے بالدوام
تھی زبس شفقت انھیں بے انتہا
شاہ ملک بلخ کا ظل اله
گذرا اُس مکتب کی آگے ناگہان
رک کے اوسی اپنے گھوڑیکو کھڑا
تھا ہمیشہ سے طریقہ شاہ کا
آتا پڑھتا جسکا خاطر میں پسند
پھر پیادہ عادت معہودہ پر
کی جو ابراہیم پر اُسنے نگاہ
پائی ہر اعضا میں اُسکے نیکیان

جان میری [illegible] گردون قبول
ہے بیان تنگی کی اجمل میں بساط
قصہ تو ادہم کا پھر آغاز کر
تاکہ لغزش میں نہ آوے فہم عام
رو نما جسکی ہو ماہ و مشتری
لاوے دل سے شکر ایزد کا بجا
اور غذا فی الجملہ وہ کھانے لگا
اچھے اچھے وضع کی شیرین ثمر
ہفت سالہ ہوگیا وہ نونہال
حسن میں خجلت دہ بدر منیر
صورت و سیرت میں یکتائے زمن
بعد اسکے علم کی تحصیل ہو
تھی معلم کی ہر اک جا جستجو
اک معلم زاہد و با اتقا
پاس شفقت سے لیا اُنکو بٹھا
پھر اُنھیں لینے کو آتا وقت شام
تنہا آنا جانا دل پر شاق تھا
کارفرمائے جہان و دین پناہ
مصحف ابراہیم پڑھتا تھا جہان
پڑھنا ابراہیم کا سنتا رہا
جس جگہ مکتب سرہ دیکھتا
اُسکو دیتا نقد اور روپے دو چند
آیا مکتب میں شہ عالی گہر
رہگیا حیران و ششدر بادشاہ
اپنی دختر کے عیان سارے نشان

ہی جو کچھ انکے سوا اے مرد دین
چھوڑکر قصہ کو ادہم کی حسن
ضبط کر دلمیں ہے گر ہوش و خروش
الغرض مان باپ ابراہیم کے
صورت و سیرت میں یکتا دیکھکر
عبادت سے اونھیں ہوتا فراغ
غیب سے آنے لگے نادر طعام
قدرت حق سے ہوا وہ دشت و بر
ہوش و فہم و عقل و ادراک و ذکا
شستہ و رفتہ نہایت بول چال
دلمیں ادہم کا ارادہ یہ ہوا
اس ارادے پر وہ فرخندہ شعار
تاکہ الیاس در حقانی ملے
عابد و مسکین کریم و پارسا
الغرض ہر صبح وہ مرد نکو
تھا یہی ہر روز ادہم کا شعار
ہوگئی اس طور پر مدت بسر
با وزیران و سپاہ بیکران
بادشہ نے جب سنی اُسکی صدا
مخرج الفاظ اُسکے مد و شد
سنتا پڑھنا جاکی ہر اک طفل کا
دیتے زر اوستاد کو شاہ نکو
سنکے شفقت سے سبق ہر طفل کا
دلمیں اپنی جوش الفت دیکھکر
اُسکو صورت میں شبیہ دیکھکر

ہی وہ مردود او شیطان لعین
تو بیان کرنے لگا راز کہن
تا مخاطب کے نہ کم ہوجائیں ہوش
دیکھکر اوسکو نہایت خوش ہوے
خوش ہوئی ذالقصہ مادر اور پدر
دیکھکر بیٹے کو ہوتے باغ باغ
قدرت ایزد سے اوسکو بالدوام
گلشن و گلزار پر بھی فوق تر
تیز تر سب سے اوسے حق نے دیا
ہر صفت اسمیں علی وجہ الکمال
غور کیجے اسکی اب تعلیم کا
لیکے ابراہیم کو اندر کنار
حسبۃً للہ اسے تعلیم دے
عالم یزدان پرست و با وفا
لاتا اُس مکتب میں ابراہیم کو
آتے جاتے شہر میں بالاضطرار
ایکدن ناگاہ از حکم قدیر
با دلیران و امیران زمان
دل پر اُسکے کچھ اثر پیدا ہوا
سنکے غش غش کرگیا ہر ذی خرد
کرتا پھر انعام ہر اک کو عطا
چھٹی دلواتا تھا پھر ہر طفل کو
کی ہر اک پر اُنکے رتبے کی عطا
رہگیا خاموش شہ انکو سیر
یاد آئی اوسکو دختر اسقدر

ہو گیا بیتاب بے طاقت بادشاہ
یاد آئی اوسکو وہ رشک قمر
وا ب شاہی سے یہ بالکل دور تھا
جزو کو ہے گر یہ ز ایذا اضطرار
دل کو ہر اک کی خلش ہے جو بیان
ہر بشر کے ہے جو دلمین اضطراب
جزو و تن کو ہے جو کل کی ساتھ لعل
کیسا ضعف و معدہ کیا درد جگر
جذب سے کل کی بر نہین یہ سبدم
چاہتے ہین یہ کہ ہو جائین جدا
تو جدا ہو ذ سے پہلے اوسکو مار
نام اسکا کیا ہے اے مرد رشید
جزو و کل سے اسکے دے مجکو خبر
رہتا ہے صحرا مین آبادی سے دور
اک برس گذرا کہ پڑھنے کو یہان
ہے زلیش و لیش وہ صافی نہاد
نام شہ نے جبکہ او سیم کا سنا
لا نا مرد ار یدکر کے جستجو
دل مین سمجھا بادشاہ ذیشعور
جوش الفت خالی از علت نہین
اسکو دختر سے ہے جو تشبیہ تام
مرگ دختر سے جو ہے اسکو الم
یون معلم سے کہا اسکا پدر
اہلیہ کے پاس ابراہیم کو
ہو کے بیتاب و بے توان غش کر گئی

گو وہین او سکو لیا باور رو و آہ
چھا گیا جلوہ وہی پیش نظر
لیک شہ اس امر مین مجبور تھا
کل کو بھی ہو جزو کی کب ہو قرار
ہے عناصر کی کشش یہ ای جوان
کھینچتی ہے او سکو بنیانی طناب
ہے کشش سے او سکی تیری عقل خبط
ہے کشش یہ اصل کی ای بیخبر
ہوتی ہین اجزا ہر اک عنصر سے کم
تو ابھی کرتا ہے تدبیر و دوا
تانسو حسرت تجھے روز شمار
اور پسر کسکا ہے یہ طفل سعید
حال اسکا سن عل اظہار کر
اہل دنیا سے نہایت ہے نفور
آتا ہے یہ طفل ای شاہ جہان
ہے مجھے حد سے زیادہ اعتقاد
یاد آیا اوسکو پچھلا ماجرا
اور بعدی وزیر تند خو
ہے کچھ اسمین راز مخفی بالضرور
اجنبی پر ہوتی یہ الفت نہین
سترہے بھید اسمین لا کلام
دیکھکر اس طفل کو شاید ہو کم
آو ہے جب تم بھیجدینا ہے گھر
گھر مین جب لیکر گیا شاہ انکو
جیتے جی ہی وہ تو گویا مر گئی

غم میں لیکن خبر شاہ جہان
جزو کو ہے جزو سے پیوستگی
دل کو اپنے ضبط گو اسنے کیا
گو نہین ظاہر کا پیغام و سلام
جذب اپنی جز ہو کو کرتی ہین کل
رشتۂ الفت سے رہتا ہے بندھا
اپنی غفلت سے تجھے ہے یہ گمان
کر تو پہلے اپنی غفلت کا علاج
جاتا ہے ہر جزو مرکز کی طرف
مجھسے یہ پوچھے تو ہے یہ اسکی دوا
آئی جب بارے افاقت شاہ کو
کس محلے میں ہے رہنے کا مکان
دست بستہ یون معلم نے کہا
اور ہم اسکا ہے لقب ای نیک سیر
صبح کو لاتا ہے باپ اسکا یہان
حسبۃً للہ اسے بہر ثواب
ہونا عاشق اسکا اس گلفام پر
مرنا اس دختر کا اس ادبار سے
اسقدر گرویدہ کی اس طفل سے
ہے کچھ اسمین راز مخفی مستتر
چاہیے اس لڑکے کو لیکر اپنے گھر
یہ سمجھکر دلمین شہ والنے اوٹھا
کر کے سو دینار زر او سکو عطا
دیکھکر ہمشکل دختر طفل کو
دلپہ چھایا اسطرح کا ابر غم

اسقدر رویا کہ یا رب الامان
خون کو ہے خون سے وابستگی
جوش الفت پر نہ اس سے بس سکا
جزو و کل مین ہے مگر پنہان کلام
اس کشش کا ہے بدنمین شور و غل
جزو اپنے کل کی ساتھ ای باندھا
مجکو ضعف قلب و معدہ ہے یہان
ہے یہ سب بیماریون کے لاعلاج
جسم تیرا یون ہی ہوتا ہے تلف
تو ہی اپنے آپ کر اوسکو فنا
پوچھا ملا سے کہ ای مرد نکو
کتنی مدت سے یہ پڑھتا ہے یہان
باپ اسکا ہے فقیر بینوا
اس پسر کا نام ابراہیم ہے
شام کو لیجاتا ہے آکر وہان
یاد کر واتا ہون ربانی کتاب
دو برس تک اسکا پھر نادر پدر
یاد آیا من و عن سارا اسے
بے سبب ہو جبہ کیونکر ہے مجھے
علم اوسکا منحصر ہے غیب پر
اور دختر ہوتا خوش دیکھکر
ساتھ ابراہیم کو اپنے لیا
شاہ رخصت ہو کے اپنے گھر گیا
یاد آئی اسکو وہ دختر نکو
چھٹ گئین نبضین لگا سینے مین دم

ہو گئی ساری محل میں یک ہجوم
ہر تروں کا ہو گیا اُسجا ہجوم
جسکو آتا تھا سو تدبیر کی
عود و عنبر کی بہت تبخیر کی

کم ہوا کچھ دل کا اوسکے اضطراب
ہوش میں جب آ گئی وہ مہتاب
گود میں پھر اوسکو لیکر ناگہاں
سانس ٹھنڈی بھر کے کرتی تھی بیاں

ای مرے لخت جگر کے ہمشبیہ
ای مری نور بصر کے ہمشبیہ
ای مری رشک قمر کے ہمصفت
ای مری گلبرگ تر کے ہمصفت

ای مری اس گلبدن کے ہمعنان
ای مری شیرین دہن کے ہمنشان
ای مری اس لعبت چین کے قرین
ای مری آہوی مشکین کے قرین

ای مری تابندہ اختر کے شبیہ
ای مری مہر منور کے شبیہ
ای مری نادیدہ دنیا کے مثال
ای مری فرزند زیبا کی مثال

ای مری یوسف کی ہمطرز و تراش
ای مری لیلیٰ کی ہم وضع و قماش
ای مری جان جہان کے ہمعنان
ای مری غنچہ دہان کے ہمعنان

ای مری اوس مو کمر کے ہم کمر
ای مری یاقوت لب کی ہم گہر
دیتا ہے ہر جزو تیرا اب گمان
یوسف گمگشتہ کا تیرے نشان

ہے جو ہر ہر جزو تیرا بالیقین
یادگار لیلیٰ محمل نشین
کون ہیں بتلا ترے مادر پدر
نام سے اونکے مجھے آگاہ کر

شاہ کی دختر کا جو کچھ نام تھا
وہ ہی ابراہیم نے مان کا لیا
اور بتایا نام ادہم باپ کا
دشت میں اپنی کہی بسنے کی جا

نام کو ادہم کے ہر اک مرد و زن
جانتا تھا خوب بر وجہ حسن
کیونکہ وہ عاشق تھا دخت شاہ پہ
اسلیے واقف تھا اُس سے ہر بشر

چند مدت تک وہ پھر اتھا ادن خبر
جانتا تھا اُسکو ہر اک شیخ و شاب
مر گئی تھی جسکی دخت بادشاہ
دلمیں ہر اک کے یہی تھا اشتباہ

نقض عہد عقد جادر نے کیا
وہی تھی کچھ ادہم نے شاید بد دعا
تھا اوسی کی بد دعا کا یہ اثر
مر گئی جھٹ پٹ جو وہ رشک قمر

اسلیے ادہم سے حسن اعتقاد
دلمیں تھا ہر شخص کے حد سے زیاد
جب سنا ادہم کا اور دختر کا نام
رہ گیا حیرت میں ہر اک لا کلام

سوجتیا تھا دلمیں اپنے ہر بشر
راز غیبی ہے ولیکن بے خبر
شاہ کو اور رابلیہ کو شاہ کی
نام دختر سنکے حیرت سی ہوئی

تھے اگرچہ اُسمیں سو سو اشتباہ
الفت قلبی ولیکن تھی گواہ
دل ہی دلمیں کر رہی تھی وہ خیال
ہے جو یوں الفت سے اپنے دل کا حال

یہ تڑپ یہ انس یہ گرویدگی
غیر جزویت نہیں ہوتی کبھی
کیا سبب ہے یوں جو دل ہے بیقرار
اسقدر کیوں ہے طبیعت بے اختیار

آپ ابراہیم کو نہلا دیا
وہی نئی پوشاک پاکیزہ پہنا
اپنے ہاتھوں سے کھلا کر پھر طعام
کرتی تھی ہر جنبش اُس سے کلام

طفل کو پھر گھر کے اندر چھوڑ کر
آیا باہر شاہ فرخندہ سیر
بیٹھکر خلوت میں انسیا تا بفرق
بحر حیرت میں ہوا اکبار غرق

بادشہ کے دلمیں آیا یوں خیال
پوچھیے ادہم سے اُس دختر کا حال
فرق اُسکی راست گوئی میں نہیں
جو کہے گا سو وہ سچ ہی بالیقین

مرد حق ہے پاسبند راستی
جھوٹ ہرگز وہ نہ بولیگا کبھی
یہ سمجھکر حکم دربان کو دیا
حاجبوں کو شاہ نے آگہ کیا

طفل کو آئے کوئی لینے اگر
روکیو اُسکو نہ تم بیرون در
دست بستہ با ادب لے آئیو
مجھ تلک اوس درویش کو پہنچائیو

منتظر ادہم کے آنے کا وہاں
بیٹھا تھا وہ بادشاہ کامران

آنا ادہم کا مکتب میں شام کو ابراہیم کی طلب میں استاد سے سننا بادشاہ کے لیجانے کا حال پھر وہاں جانا ہمدوش حزن و ملال

آیا مکتب میں قدیمی وقت پر
لینے ابراہیم کو اُسکا پدر
خالی مکتب دیکھکر گھبرا گیا
آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا

پوچھا ملا سے کہ ای فخر زمان
ہی مراد و یوسف ثانی کہان
کس جگہ پر وہ مراد لخت جگر
ہی کہان وہ رونق چشم پدر

یون جو ہی ویران مکتب اس بغیر
ہی کہان آسودہ وہ یادش بخیر
حال ملانے کیا بالکل بیان
شاہ تشریف یعنی لایا تھا یہان

کرکے شفقت دل سے ابراہیم پر
لیگیا ہی ساتھ اسکو اپنے گھر
کر گیا ہی یون وہ شاہ بحر و بر
آئے جب لینے اسے اسکا پدر

ہو نہ ہرگز دلمین کچھ اسکے ہراس
آدہی دیکھے چلا لڑکے کے پاس
جا ہی جب لیجا ہی اسکو اپنے گھر
کچھ نہ رکھے اپنے دلمین وہ خطر

دلمین اپنے ہوکے ادہم بیقرار
شاہ کے در پر گیا بالاضطرار
اور کہا ادہم نے اس دربان سے
کہ ذرا یہ جاکے تو سلطان سے

بھیج ابراہیم کو بیرون در
لینے آیا ہی اسے اسکا پدر
شاہ نے سنکر لیا اندر بلا
با ادب آگے لیا اپنے بٹھا

کرکے تعظیم و تواضع بیشمار
یون کہا ای بندۂ پروردگار
سچ بتا تا تجکو سوگند خدا
نام ہی اس طفل کی مادر کا کیا

ہی وہ کسکی دختر عالی گہر
راست کہدی کون ہی اسکا پدر
سنکے ادہم نے کہا ای بادشاہ
ہی وہ دختر آپکی یا شہنشاہ

مادر اسکی ہی وہی رشک قمر
جسپہ مین عاشق ہوا تھا دیکھکر
نام بھی اسکا دیا اوسکو بتا
دختر سلطان کا جو کچھ نام تھا

شاہ نے سنکر تعجب سے کہا
مرگئی مدت ہوئی وہ دلربا
دفن اسکو قبر مین ہمنے کیا
مرکے بھی جیتا ہی کوئی ای فتا

آجتک مرکر کوئی آیا نہین
مرکے بھی ہوتا ہی پھر زندہ کہین
جب کہا ادہم نے ای عالی پناہ
تبلاسکتے ہین تھی وہ رشک ماہ

خلق اوس دختر کو مردہ جانکر
قبر مین جب رکھکے آئی اپنے گھر
قبر مین اسکو کیا تھا دفن جب
اک پہر بھر سے سوا گذری تھی شب

مٹی جو ڈالی تھی اس صندوق پر
جسکے اندر تھی وہ ماہ سیمبر
قدرت حق سے ہوا کار استا
رہ گیا تھا قبر کے اندر کھلا

تھا جلانا بسکہ منظور خدا
اس سبب سے قبر مین رخنہ رہا
مجکو جذب عشق مین آئی ترنگ
قبر پر اوسکے گیا مین بیدرنگ

پاسبان قبر سوتے دیکھکر
لاش دختر کو کیا بینے بدر
لاش کو مینے نکالا قبر سے
پھر گیا ہمراہ مٹی ڈال کے

مین وسلے مردہ ہی اسکو جانکر
رکھکے اوسکی لاش کو بالاے سر
جلد تر اوس دشت و بر مین لیگیا
تھی جہان اک مرمری ہنری کی جا

کرکے روشن آگ مین بیٹھا وہان
باہزاران درد و اندوہ و فغان
دیکھتا تھا حسن کی اسکے بہار
اور روتا تھا نہایت زار زار

قدرت حق سی ہوا اور دھوان
عین اس حالت کی اندر کاروان
دیکھکر آتش کو روشن آگیا ان
آگ لینے کے لیے آیا وہان

پاسبان قبر اوسکو جانکر
خوف و دہشت سی ہو دلمین مستتر
دشت مین مردی کو تنہا دیکھکر
ہوگیا دہشت سی لرزان وہ بشر

کاروان مین جا کی دی اونسی خبر
اوسمین تھا مرد طبیب پرہنر
ساتھ لیکر اوسکو میر کاروان
سنتے ہی اسباب کی آیا وہان

دیکھکر دختر کو اُسنے یون کہا
ہی یہ سکتے کی مرض مین مبتلا
کرکے بسم اللہ نشتر کو لیا
اُس نے کی جھٹ پٹ رگ قیفال وا

جبکہ نکلا اسکے تن مین سے لہو
ہوگئی ہشیار وہ فرخندہ خو
کردیا آنکھو نکو اپنی اسنے وا
پوچھا ان دونون سے کیا ہی ماجرا

کون ہو تم اور یہ کسکا ہی مکان
گھر سے مجکو کون لایا ہی یہان
مین بھی آخر سنکے اونکا مقال
اندر آیا کرنے کو دریافت حال

دیکھکر زندہ مین اسکو وہ تنہا
لایا سجدہ شکر یزدان کا بجا
پوچھا تجھسے پھر انہون نے ماجرا
من و عن احوال مینے کہدیا

میری اور دختر کی ایجاب و قبول
ہوگیا پیش گواہان عدول
پھر ہوا جو لطف و انعام خدا
پیدا ابراہیم یہ اُس سے ہوا

ماجرا یہ ہو ملا کم اور کاست | جو کہا تھا یہ ہوئی سب راست
جب سنا شہ نے یہ نادر ماجرا | غنچۂ دل ہو گیا فرحت سے وا
زندگی کی سنکے دختر کی خبر | تھی خوشی ہر اک بشر کو اسقدر
مین خوشی کا ہو نہین سکتا بیان | برتر از تحریر و تقریر و گمان
اہلیہ نے شاہ کی سنکر خبر | مینہ اون کو دیے لعل و گہر
جو کہ اوسکی ہمسن و ہم عمر تھین | ساتھ اوسکے دختر تک یقین ہین
گود مین جنکے پلی تھی وہ پری | کھیل مین تھی جسکو جسکو ہمسری
تھی دہشتدہ شہر کی جو دائیان | شاہ نے سب پھر بلوائیان
حکم سب کو یہ دیا جلدی وہین | جاکے تم دیکھو کہ وہ ہے یا نہین
غور سے ایسی طرح کرنا نگاہ | تا رہے تمکو نہ ہرگز اشتباہ
پوچھیو سب اوس سے پنہانی بھیے | گوش دل سے سنیو جو کچھ وہ کہے
اپنے لڑکی مین کا سب راز و نیاز | پوچھنا اوس سے بعز و امتیاز
فی الحقیقت ہو وہی دختر اگر | تو مجھے جلدی سے دو آکر خبر
پالکی مین کرکے ہر اک کو سوار | بھیجکر سرعت سے شاہ نامدار
جاکے مسجد مین لگا کرنے دعا | گریہ و زاری سے با صد التجا

مناجات

ای خداوند خداوند عرش برین | ہمین تو گو اس امر کے قابل نہین
لطف تیرا لیک سب پہ عام ہے | قاضی الحاجات تیرا نام ہے
کچھ نہین یہ لطف سے تیرے بعید | ہو شب تاریک غم گر روز عید
یوسف مصری کو بعد از فنا | باپ سے آخر دیا تونے ملا
اسطرح میری بھی دلکو شاد کر | خانۂ ویران کو پھر آباد کر
جام غم اب فرحت موفور بخش | زخم دل کو مرہم کافور بخش
قول اوہم ای خدای دادگر | قدرت کامل سے اپنی راست کر
اوسکا کہنا ہوا اگر فرضًا دروغ | صدق سے یا رب اوسے دیجیو فروغ
بادشہ مسجد مین تھا گریان و زار | اتنے مین دوڑا ہوا آیا سوار
دور سے اوسنے پکارا کہ دی | اور حقیقت حال کی ساری کہی
لیجیے پہچانا اسے ای بادشاہ | ہے وہ دختر آپکی بے اشتباہ
شہر وہی یہ دختر مریم صفت | ہے وہی یہ مہر برج سلطنت
مجکو بھیجا ہے کہ دی جا کر خبر | کیا ہے حکم ای بادشاہ دادگر
سنتے ہی یہ مژدۂ جان بخش شاہ | با امیران و وزیران و سپاہ
سن ہوا اپنے کو دختر کی سوار | وہ شہ والا نسب عالی تبار
آگے مستورات کے ہو وے روان | پیچھے پیچھے بادشاہ کامران
شہر مین اسبات کا چرچا ہوا | دیکھنے کو نکلی اک خلق خدا
رفتہ رفتہ پہونچی آخر کو وہان | تھا جہان اوسکے رہنے کا مکان
چھوڑ کر سب کو وہان سے دور تر | پا پیادہ وہ شہ نیکو سیر
لیکے ساتھ اہل حرم کو خود گیا | تھی جہان وہ رشک سرو رونق فزا
جن مین دیکھا ایک ٹوٹا سا مکان | خار و خس کا اسکے آگے سائبان
بستر خس پر بصد عجز و نیاز | کر رہی تھی وہ ادا اپنی نماز
پارہ پارہ پیرہن مانند گل | تھا عیان جس سے بدن مانند گل
سر کی چادر مین بہت پیوند تھے | گنتی انکی تھی فزون تعداد سے
دیکھکر اس حال ابتر کو وہان | آگیا غش اوسکی مادر کو وہان
دیکھکر دختر کا اپنی تنگ حال | آگئی رقت بادشہ کو بھی کمال
دیکھکر دختر کا یہ رنج و محن | گریہ و زاری مین تھا ہر مرد و زن
کر چکی جب وہ ادا اپنی نماز | دائیون نے یون کیا عرض نیاز
تیرے ملنے کے لیے اے سیمبر | لائے ہین تشریف مادر اور پدر
یہ خبر سنتے ہی وہ رشک پری | دوڑ کر دونونکے قدمون پر گری
جوش شفقت کا جو دونونکو ہوا | اپنی چھاتی سے لیا اوسکو لگا
پھر پنھایا اسکو شاہانہ لباس | ہودج زرین مین بٹھایا ان نے پاس
ہو کے دختر اور مادر ہمکنار | اک سواری مین ہوئین مقرون سوار
شاہ وادہ ہم و دونون باہم ایکجا | اک عماری مین ہوئے رونق فزا

باہزاران عزت و تمکین و ناز — شہر مین داخل ہوا با امتیاز
لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر — بخشے محتاجونکو شہ نے اسقدر
ہوگئے مسکین جسسے مالدار — صاحب ثروت امیر نامدار
جو خزینہ مین تھا اسکے مال و زر — سب کیا قربان اور اسکے نام پر
اس تجمل سے سواری شاہ کی — آکے اپنے گھر مین پھر داخل ہوئی
اہلیہ نے شاہ کے لقد دیا — زیور و زر جو کہ اوسکے پاس تھا
سندس و سنجاب و خز و گلبدن — اطلس و کمخاب و دیبا ہی مین
جو کہ توشکخانہ مین موجود تھا — اس خوشی مین سب دیا اوسنے لٹا
راہ حق مین مال و زر بالکل دیا — اسقدر خیرات کی بے انتہا
تین دن کے بعد ادہم نے کہا — اے شہ عاجز نواز و با سخا
خوب ہوتی ہے اکیلے یاد حق — خوش نہین آتی مجھے یہ رونق
اس ہجوم خلق سے دل ہے تنگ — اختلاط خلق ہے کام نہنگ
بادشاہا دشت و صحرا کی ہوا — ہے موافق طبع کو میری سدا
حکم ہو مجکو کہ تا جاے قدیم — دشت و بر مین فارغ البال اے کریم
مین کرون اوقات اپنی کو بسر — یاد حق مین سب سے ہو کر بیخبر
اہلیہ میری رہے ہمراے کنیز — اور غلامی مین یہ فرزند عزیز
فدوی بھی پھر قدمبوسی شاہ — آئیگا خدمت مین لیکن گاہ گاہ
شاہ نے ہر چند سمجھایا اوسے — اور یہان رہنے کو فرمایا اوسے
لیک ادہم تھا زبس وحشی مزاج — وحشیونکو ہے سدا خلوت علاج
جسکو خلوت مین ملا ہے ذائقا — دوست رکھتا ہے وہ تنہائی سدا
کب پسند آئے اسے باغ و قصور — اختلاط خلق سے جو ہو نفور
کھل گیا ہو راز پنہانی جسے — کب پسند آئی ہے سلطانی اوسے
جسنے پائی کچھ بھی درویشی کی بو — جاہ و حشمت کی کرے کب جستجو
گر ہوتا سلطنت مین کچھ مزا — کیونکہ تھی اوسکو خدا سے مانگتا
کار دنیا کے ہین سب لہو و لعب — عیش ہو جاتی ہے دم مین منقلب
ہے کہان اسکندر و افراسیاب — ہے کہان کاؤس کا جام شراب
ہے کہان شاہ سلیمان و سدیو — ہے کہان اب کوس شاہی کا غریو
ہے کہان وہ جاہ وہ انگشتری — ہے کہان یوسف اور اوسکی سروری
ہے سراسر کار دنیا بے ثبات — جو پھنسا اسمین کیا شیطان نے مات
جسنے اس دنیا سے کی پہلو تہی — مرد ہم دانا وہی ہے دلبر وہی
مرد بنکر رشتہ دنیا کو توڑ — اسکے پیچھے ہو نہ تو اسکو چھوڑ
عمر دنیا ہے متاع پر غرور — جو پھنسا اسمین ہوا رحمت سے دور
ہے یہ دنیا بر مثال کشت زار — آدمی اس کشت کی ہین برگ و بار
ہوتا ہے اس کشت کا نشو و نما — تا بمیعاد معین اسے فنا
جب وہ میعاد مقرر ہو چکی — خود بخود ظاہر ہوئی پژمردگی
کرکے متاصل اسے از بیخ و بن — کرتے ہین آراستہ پھر کارکن
کرتے ہین پھر از سر نو کشتکار — سلسلہ جاری ہے تا روز شمار
ہے جو سرسبزی تجھے چندے یہان — اسپہ کیا مغرور ہے تو اے جوان
متصل ہے اس گلستان کی خزان — ہے یہ پیری و جوانی توامان
زور و قوت اور جوہر عقل کا — امتحان کے واسطے تجکو ملا
زہد و طاعت مین ہین تو مشتغل — تا نہووے حشر مین خوار و خجل
الغرض وہ ادہم فرخندہ فال — کرکے فانی جاہ دنیا کو خیال
ہوکے رخصت سب سے ہو امیر گیا — تھی قدیمی اوسکی جو رہنے کی جا
چھوڑ کر وہ عیش و ناز و نعیم — فقر اور فاقے مین بر طرز قدیم
حجرے مین قلب کے مصروف تھا — محو ذات ذو الجلال کبریا
بعد مدت کے اگر جی چاہتا — شہر مین بھی آکے وہ مرد خدا
دیکھا فرزند و زن کو اک نظر — سہ کا کہ وہ دون چلا جاتا ادھر
جب تلک وہ مرد حق زندہ رہا — یہ طریقہ اوسکا پایندہ رہا

تعزیت کرنا بادشاہ کا بطور فرزند ابراہیم فرخندہ سیرت کو اور ولیعہد کرکے سونپنا کاروبار سلطنت کو

تھا غرض دن بادشہ کا روز عید
رات اسکی تھی شب قدر ای سعید

اس اندھیری گھر مین یکا جو چراغ
قدرت حق سی ہوا روشن چراغ

جس جگہ تھی حسرت و اندوہ زنی
اس اندھیری مین ہوئی پھر روشنی

تھا خزان وہ چمن پژمردہ تر
نکلے پھر اسمین شگوفے اور ثمر

بادشہ کے الغرض بیٹا نتھا
کچھ نہ تھی اولاد دختر کے سوا

تھی وہی اک دختر نیکو سیر
رشک مہر و مشتری شک قمر

ماہ عصمت مہر برج سلطنت
در برج اتقا مریم صفت

اس سبب وہ دختر کان تمیز
تھی زیادہ جان سے اوسکو عزیز

بہتر از فرزند ابراہیم کو
جانتا تھا بادشہ ای دوستو

صبح سے تا شام شب سے تا سحر
رکھتا ابراہیم کو پیش نظر

جان و دل سے اپنی تھا اسپر فدا
پاس سے کرتا نہ دم بھر کو جدا

نکتہ دان و ہوشیاران جہان
کاملان و اوستادان زمان

واسطے تعلیم اور تلقین کے
جمع ابراہیم کی خاطر کیے

عمر مین گو خرد ابراہیم تھا
عقل مین تھا پر بزرگوں سے سوا

بسکہ اوسپر تھین عنایتہای حق
رکھتا تھا ہر بات مین سب پر سبق

طور و طرز اوسکا ہر اک مرغوب تھا
کام جو تھا اُسکا ہر اک خوب تھا

یہ خصائل ہین عطای کردگار
کسب کو اسمین نہین کچھ اختیار

ملتی ہین ہر شخص کو روز ازل
فرع اُسکے ہین یہ ظاہر کے عمل

ظلم و جور و فسق یا فعل جمیل
ہین یہی افعال باطن کی دلیل

یہ حسن ہین تو خصائل ہین حسن
یہ اگر بد ہین تو بد ہین ای سخن

دخل تجکو کسب مین ہی فعل کے
تو خدا کو مان الگ ہو جبر سے

سنگ کی اور تیری حرکت مین ہی فرق
جو نہ سمجھے سمجھ غفلت مین ہے غرق

جو کہ ہی منطوق شرع مصطفےٰ
جبر ہی اسمین نکر کم یا سوا

حکم حق جو ہو اودھر کو ہو روان
لا نہ کچھ حیلہ نہ حجت درمیان

کسب مین ہے جبر کہنا سب غلط
ہی ترا املا و انشا سب غلط

جبر رہ ہی پیش چوگان قضا
بن کے مہا بر تو نہ مارے دم ذرا

طوق لعنت تو ہی جبر ناقصان
کاملونکو تاج رحمت بی گمان

تو سنو جبری اگر کامل نہین
بوجھ سے اسکو اگر غافل نہین

چھوڑ کر یہ جبر و قدر ای نور عین
یاد رکھ تو ایک امر بین بین

ہی نہ بالکل جبر و بالکل اختیار
راہ حق ہی بین بین ای ہوشیار

جبر مین وجہہ ہی من وجہ دخیل
فرع من وجہ ہی من وجہ اصیل

خلق مین اور کسب مین ہے بڑا فرق
ہی غضب گر تو نہ سمجھے یاد فرق

صانع شمشیر اچھا بالیقین
ضارب شمشیر مردود و لعین

خلق مین ہر چیز ہی بیشک حسن
حکمت و رحمت ہی کار ذو المنن

کام تھا فی نفسہ گرچہ ملیح
کسب نے تیری کیا اُسکو قبیح

قتل کی قدرت ہی تجھ مین اے فتا
کسب پر موقوف ہی اچھا برا

قتل کافر مورد تحسین ہوا
قتل مومن مصدر نفرین ہوا

خلق مین اسکے نتھی مطلق برائی
لیک بیشک کسب مین تیرے ہوئی

خلق اوسکا مورد تحسین ہوا
کسب تیرا مورد نفرین ہوا

عدل سے یہ بات فرسنگون بعید
گر کرے مجبور کو زجر شدید

گر نہو تمکو کسب مین کچھ اختیار
پوچھتا پھر تجھسے کیون پروردگار

گر کرے تو کسب کو اپنے درست
دین و دنیا کا ہو ہر اک کام چست

الغرض وہ رشک ابنای زمان
ہو گیا ہر فن مین یکتای جہان

صورت و سیرت مین پا کر بے نظیر
بادشاہ داد گر آفاق گیر

لایا سجدہ شکر یزدان کا بجا
اور ولیعہد اپنا اُسکو کر دیا

رو برو اپنے امور مملکت
حل و عقد و کار و بار سلطنت

نظم و نسق فوج و ملک بحر و بر
سونپ کر سب ای ابراہیم پر

بافراغ بال و شادی و طرب
عیش و عشرت مین وہ رہتا روز و شب

جسکے اوپر ہون عنایات خدا
اسکو دیتا ہی زیادہ حوصلا

ہین فقط صورتین سادی یکسان
فرق سیرت کا ہی اُنکے درمیان

عود و عنبر کے تھے یہ انبیا / لعل و گوہر کے تھے یہ انبیا
سیرت بد سے ہوا فرعون بد / سیرت بد سے ہوا نمرود رد
دیکھتے ہیں رنگ ظاہر گاؤ خر / رنگ باطن پر ہے مردوں کی نظر
کوزۂ گل میں ہو گر آب حیات / تو وہ ہے مرغوب طبع کائنات
خوشخلقی اور بدخلقی کچھ اسے تھا / دخل معنی میں نہیں رکھتی ذرا
تھا جو ابراہیم پر لطف خدا / ربط و ضبط ملک خوب اس سے ہوا
رعب وہ جس سے ہو ظالم مضمحل / لطف وہ جس سے ہو خوش ہر خستہ دل
عدل کب ہو گر نہو قہر و غضب / رحم کب ہو گر نہو رنج و تعب
گر نہو موقع پر اپنے لطف و قہر / تو وہ لطف و قہر ہے بے شبہہ زہر
حلم بے موقع مقرر ظلم ہے / رحم بے موقع سراسر ظلم ہے
ہیں صفات قہر و لطف اک عدل / دونوں ہمسر پایۂ میزان عدل
گر نہوتا عدل میں درکار قہر / مشتری کون پر کرتا کیوں جبار قہر
حلم کی جا حلم و جاے قہر قہر / نوش کی جا نوش و جاے زہر زہر
گذری جب اسطور پر دو چار سال / مرگیا وہ بادشاہ خوش خصال
آگیا جب روح کا وقت رحیل / پھر نہیں ہو سکتی اک دم بھی تعجیل
کیوں ہوا اپنے لغو میں مصروف تو / ہے ہر اک شی ہالک الا وجہہ
مرگ سے شہ کی ہوا ایسا قلق / رنگ چہروں کا ہوا خلقت کی فق
اوسکے ماتم میں بہت اندوہناک / قبر پر رہتا تھا بیٹھا سینہ چاک
وہ اسی حالت میں باصد درد و سوز / شاہ کے غم میں رہا چالیس روز
تیر دل کے ہو چکا جب پار یار / کام پھر آتا ہے کیا یہ اضطرار
مسند شاہی پہ بیٹھا لیک دل / ہو گیا دنیا سے اوسکا مضمحل
ہوتی ہے غافل کی ظاہر پر نظر / مرد حق بیں کی ہے آخر پر نظر
تخت تیرا تختۂ تابوت ہے / ماسوی حق کے جو ہے طاغوت ہے
اس بلا کو ہٹوا اگر تو کھو سکے / تخم نیکی بو اگر تو بو سکے
ہو وہ کرتا جہد و کوشش جس قدر / اور پھنستا ہے زیادہ بیشتر

حقیقت نبی اولیٰ میں پسندیدہ خصال / اس سبب سے تھی عطاے ذوالجلال
اچھی خصلت سے ہوا موسیٰ نبی / پاک طینت تھی خلیل اللہ صفی
جام زریں میں ہو گر بول پلید / ہے بھلا کس کام کا وہ اے رشید
لفظ ظاہر گو ہوں بد خط و بتر / اہل معنی کی ہے معنی پر نظر
طفل نابالغ کی ظاہر پہ نظر / اہل باطن کی ضمایر پر نظر
انتظام فوج و عدل و مہر و داد / شرع کے موجب کیے سب بامراد
عدل وہ جس سے ہو ہر مظلوم شاد / قہر وہ جس سے ہو ظالم نامراد
قہر ظالم پر سراسر عدل ہے / قتل سفاک ستمگر عدل ہے
جسطرح معدے میں زہر جانگزا / سو تدبیری سے ہوتی ہے غذا
جاے گل تو گل ہو جاے خار خار / گلشن دنیا ہو تا باغ و بہار
امنیں گر کچھ بھی کمی بیشی ہوئی / تو نہیں وہ عدل الٹی ہی ہوئی
الغرض ہر فعل ابراہیم کا / تھا سراسر لایق مدح و ثنا
عیش میں ہر صغیر و ہر کبیر / خوش غرض تھے اس سے سب میر و فقیر
پوری ہوتی ہے جو میعاد اجل / لغو ہیں پھر ساری تدبیر و عمل
جام زہر آلودۂ مرگ اے پسر / سب کو پینا ہے مقرر سربسر
روح تن میں سے ہوئی جب منتقل / تو وہی اک لحظہ میں ہے مشت گل
تھا زیادہ سب سے ابراہیم پر / رنج دوری شہ عالی گہر
باہزاراں حسرت و افسوس و غم / رہتا تھا ہر وقت و ہر دم چشم نم
آخرش ارکان دولت نے کہا / ہو چکا ہونا تھا جو حکم قضا
باہزاراں پند و عجز و انکسار / اوسکو سمجھا کر کیا مصروف کار
آدمی کی دیکھکر دم پر اساس / ہو گیا دنیا سے دل اسکا اداس
دیکھکر دنیاے دوں کی کر و فر / سخت غافل ہو گئے ہیں کور و کر
ہے یہ دنیا کشت زار آخرت / تو اسے کرتا ہے بار آخرت
کار دنیا میں ہوا جو مبتلا / مثل خر گویا وہ دلدل میں پھنسا
کار دنیا کی نہیں کچھ انتہا / ہاتھ اول ہی میں تو اس سے اٹھا

۴۱ ان ابراہیم لاواہ حلیم
۴۲ ... بہ حق
۴۳ ...

کر ضروری کار یوں اپنے ادا　　جس طرح کھاوے کوئی کڑوی دوا
جان و دل سے اپنے رہ اس سے نفور　　عفو ہے جسکو جو ہے جائے ضرور
کسب محنت سے بصد رنج و ملال　　جو کوئی پیدا کرے تو ہے حلال
نیت خالص سے گر اسنے کیا　　وہ عبادت میں ہے لکھا جائیگا
حظ نفسانی بھی گر للہ ہو　　وہ صلوۃ و صوم کے ہمراہ ہو
نیت خالص ہے لیکن معتبر　　ہو سکے تو دل کو اپنے صاف کر
ہو عمل ظاہر میں گو خرد و صغیر　　حسن نیت سے ہو بہتر از کبیر
ہے اگر نیت ہی اول سے خراب　　تو غزا و حج بھی ہیں مردود باب
لغو بے نیت کے ہیں علم و عمل　　ہے یہ وعظ و پند سب مکر و دغل
ہے دکھانا اسکو اگر عجز و نیاز　　تو کلید باب شر ہے وہ نماز
الغرض وہ مجمع لطف و سخا　　محرم راز جناب کبریا
یعنی ابراہیم شاہ دو جہان　　کرتا تھا ظاہر میں گو کار جہان
لیک تھا دنیا سے دل برداشتہ　　بیوفا و بے بقا پنداشتہ
کار دنیا سے نہ تھی چسپیدگی　　کچھ نہ تھا دل سے نہ تھی گرویدگی
جانتا تھا کار دنیا مستعار　　کرتا تھا بہر ضرورت کار و بار
مثل آئینے کی با آب و تاب　　دس برس واللہ اعلم بالصواب
عدل اپنے عصر میں ایسا کیا　　محو مطلق ہو گیا ظلم و جفا
شمع پروانے کو دے تکلیف اگر　　قطع کر اوسکا کرے گلگیر سر
ظلم سے توڑی جو ٹہنی بیری کا　　پھیرے تھا قصاب گردن پر چھری

دنیا سے بیزار ہونا ابراہیم کا چھوڑنا تخت و دیہیم کا

دس برس چلہ کشی کرنا غار نیشاپور میں پھر کعبہ کو جا کر مصروف ہونا عبادت رب غفور رحیم میں

سلطنت میں بھی وہ شاہ خوش خصال　　دل سے تھا مصروف یاد ذوالجلال
سنتا جس جا درویش و فقیر　　جاتا آپ اس سے شاہ بےنظیر
خدمت درویش تھا اسکا شعار　　جان و دل سے تھا فقیروں پر نثار
یار و نثار عالمان و فاضلان　　دوستدار عابدان و کاملان
اسکی صحبت کا ہوا دل پر اثر　　کفش پا اس سلطنت پر مار کر
دور بر سے خلعت شاہی کیا　　پا برہنہ رستہ صحرا کا لیا
سلطنت کی ترک میں اے خوش خصال　　مختلف ہیں راویوں کے ہیں مقال
بعضے کہتے ہیں کہ وہ شاہ زمان　　دشت و بر میں بہر صید وحشیان
اچھے اچھے لیکے ساتھ اپنے سوار　　ایکدن ناگہ گیا بہر شکار
دور سے آہو اسے آیا نظر　　پہونچا اوسپر شاہ گھوڑا مار کر
ہو کے وہ اپنے سواروں سے جدا　　پیچھے دو فرسنگ تک آہو کے گیا
جاتے جاتے ہو گیا آہو کھڑا　　با فصاحت یوں ادہم سے کہا
تجکو اس خاطر نہیں پیدا کیا　　وحشیوں پر تا کرے جور و جفا
ہے غرض ایجاد سے تیری کچھ اور　　کر ذرا تو دلمیں اپنے آپ غور
بات یہ کہکر وہ غایب ہو گیا　　نقش اوسکا شاہ کے دل پر ہوا
سنتے ہی اوترا شہ عالی گہر　　چھوڑ کر دنیا کے دوروں کو سربسر
کی ادہم سے فقیری اختیار　　دشت کا رستہ لیا بالاضطرار
بعضے یوں کہتے ہیں وہ شاہ جہان　　کرتا تھا دریا پہ صید ماہیان
آگیا ناگہ جو دلمیں کچھ خیال　　اٹھ کے تنہا وہ شہ نیکو خصال
پا پیادہ بہر سیر آب جو　　پھرتا تھا دریا پہ وہ فرخندہ خو
دیکھتا کیا ہے کہ اک ہے نیکخو　　کرتا ہے بیٹھا کنارے پر وضو
نور چہرے سے عیاں ہے مثل خور　　سر سے تا پا رحمت حق سے ہے پر
اوسکی وہ شکل و شمایل دیکھکر　　تھا کھڑا ششدر شہ نیکو سیر
دلمیں کہتا تھا کہ دارائے جہان　　یوسف ثانی یہاں آیا کہاں
یہ فرشتہ ہے کوئی یا ہے بشر　　بھید سے اسکے مجھے آگاہ کر
پھر جب کر کے وضو فارغ ہوا　　جلد کے ابراہیم قدموں پر گرا
پاؤں پر سر سے اٹھا کر شاہ کا　　اپنی چھاتی سے لیا اوسکو لگا
یوں کہا یہ کر کے لطف بیکران　　خضر میرا نام ہے اے نوجوان

مجکو بھیجا ہی خدا ہی پاک نے
علم باطن پہر اوسے تلقین کیا
اسم اعظم بھی دیا اوسکو تبا
خضر جب تعلیم اوسکو کر چکا
عشق کا ایسا ہوا جوش و خروش
تاج شاہی کو لیا سر سے اوتار
مثنوی مین مولوی معنوی
آدمی کے پا کا کھڑکا بام پر
دیکھکر شہ نے تعجب سے کہا
سنکے وہ بولا با آواز حزین
مین نہ لعل و سیم و زر گم کردہ ہون
عقل اتنی تجکو ہی نادان نہین
برخلاف عقل جو تجہسے ہوا
ہی مری اس جستجو سی بھی غریب
کہکے یہ وہ شخص غائب ہو گیا
الغرض وہ بادشاہ کامران
لذت دنیا ہی دون کو چھوڑ کر
تھا جو کچھ حق ریاضت سو کیا
جسم کو توڑی تو ہو سر سبز روح
جای ویران ہی خزانی کا مکان
اوس فقیری مین بھی ابراہیم کو
چند مدت اس تکفے دو مین رہا
آخرش آپ سے ملا وہ مرد دین
ماہ برج معرفت اہل صفا
چند مدت انکی خدمت مین رہا

تیری ہی تعلیم کرنے کے لیے
خلق کا جس سے ہوا وہ پیشوا
جس سے وہ نور مجسم بن گیا
فی امان اللہ کہا غائب ہوا
ہو گئے مغلوب جس سے عقل و ہوش
خلعت دنیا کو کر کے تار تار
یون روایت کرتے ہین اس حال کی
سنکے جاگا وہ شہ نیکو سیر
کون ہے تو نام اپنا سچ تبا
ہو نہین عاجز بندۂ اندوہگین
بندۂ مسکین شتر گم کردہ ہون
بام پر بھی اونٹ چڑھتا ہی کہین
ہی جنون یا تجکو مالیخولیا
ہی مری فہمید سی بھی بس عجیب
بادشہ دنیا سے تایب ہو گیا
چھوڑ کر اپنا دیار و خانمان
یاد مین اللہ کے باندھے کمر
جسم کو فاقون سے کانٹا کر دیا
ذلتین ظاہر ہین بیحد فتوح
گر تکلف ہی جواہر وان کہان
جستجو تھی تا ملے مرد حکو
آخرش بر آیا دل کا مدعا
رہنمای عارفان و واصلین
محرم راز جناب کبریا
حق ریاضت کا ادا اوسنے کیا

ہی یہ دنیا جیفہ و طالب کلاب
دہکے دم مین قلب نورانی ہوا
منکشف اوسپہ ہوئی اسرار غیب
چھوڑا ابراہیم نے خویش و تبار
جذب مستی مین کیا ترک وطن
ترک کر کے دل سے اس دنیا کو وہ
گھر مین اپنے وہ شہ عالی گہر
دیکھتا کیا ہی کہ اک مرد جوان
کسطرح اسپی ہوا تیرا گذر
اونٹ میرا گم ہوا ہی ناگہان
شاہ نے ہنسکر کہا اے بیخبر
فہم سے صد سالہ رہ ہی دور یہ
یون کہا اوسنے کہ ای فرخندہ خو
حق کو ڈھونڈھی سلطنت مین جو کہ شہ
ہی روایات اور بھی اسمین گئی
اس جہان سے ہو کے دل برداشتہ
کھانا پینا سب دیا دل سے بھلا
جسم ظاہر گو ہوا مثل ہلال
جسم کی ہی زیب و زینت جسقدر
جسجگہ ظاہر کا ہو وہی کر و فر
تا ملے ایسا کوئی کامل بشر
دل سے جو جس چیز کا جویا ہوا
قطب دین محبوب رب العالمین
مجمع اخلاق مولانا فضیل
جسم کو اپنے کیا بالکل فنا

چھوڑ دی اسکو کہ تا ہو بار یاب
مرد حق سے ملکے حقانی ہوا
جلوہ گر ہر چیز سے انوار غیب
راہی صحرا ہوا بے اختیار
الغرض لعل و زر و فرزند و زن
دی سر و بے پا چلے صحرا کو وہ
نیند مین سوتا تھا اک شب بیخبر
سقف پر پھرتا ہی وہ سرگردان
جستجو کرتا ہے کیا تو بام پر
مین تلاش اوسکی مین آیا یہان
جستجو تیری ہی یہ یک لخت رد
ہی خلاف عقل بے دستور یہ
مسند شاہی پہ حق کی جستجو
مجھسے سو درجہ ہی وہ بے عقل تر
طول کے ڈر سے نہین لکھی کوئی
زیست دنیا کالعدم پنداشتہ
محو مطلق شغل باطن مین ہوا
روح لیکن ہو گئی بدر کمال
ہی وہ راہ حق سی بیشک دور تر
اوس سے ہوتا ہی دفینہ دور تر
جسکی صحبت کا ہو لمین کچھ اثر
حاصل آخر مدعا اسکا ہوا
پیشوا ہی مرشد اہل یقین
مرشد آفاق مولانا فضیل
محو شغل و ذکر ایزد مین رہا

بیعت ظاہر تو ابراہیم کی
کی عطا اوسکو خلافت پیر نے
غار نیشاپور مین مخفی رہا
جب تلک وہ غار کے اندر رہا
سر پر اپنے رکھکے جاتی شہر مین
لقمۂ باقی کی برائی حفظ جان
کرتے جب افطار روزہ وقت شام
یاد مین حق کی رہے مصروف وہ
اسقدر جب آپکو رسوا کیا
جسکو ہی یان عزت بی انتہا
بی ارادہ آخر ابراہیم سے
گو نکی اخفا مین اسنے کوشش کی
رفتہ رفتہ شہرۂ ابراہیم کا
ازدحام خلق سی ہوکر تنگ
ہر قدم پر پڑھتے دو رکعت نماز
حج کعبہ جسطرح اوسنے کیا
جو ہوا اس سال کی حج مین شمول
سجدۂ کعبہ مین تا پنجاہ سال
سجدہ احمد کے اندر سالہا
قبلۂ واصلین و فخر دو جہان
چند مدت انکی صحبت مین رہا
بو حنیفہ پاس کوفی مین گیا
تھی غرض اس عصر مین جو اتقیا
صحبت کامل سی نورانی ہو دل
یحیین کرامات اسکی بیحد و حساب

مرشد کامل فضیل وین سی تھی
دی ہدایت کی اجازت پیر نے
تاکہ دے اس نفس سرکش کو سزا
اسطرح اوسکا وہان معمول تھا
بیچتے کو آ کے آتے شہر مین
مول اسکا بازار سے لیتے تھی نان
ساتھ لقمی کھاتی روٹی کی مدام
توڑ ڑی مین نفس کی شہوت وہ
بادشاہ ملک باطن تب ہوا
اسکو ہوا ان ذلت بی انتہا
خرق عادت خود بخود ہونے لگے
پر کرامت اسکی ظاہر تر ہوئی
اسقدر اس ملک کی اندر ہوا
آئی دلمین حج کعبہ کی ترنگ
با ہزاران عجز و زاری و نیاز
کم ہوا ہوگا کسی سی یون ادا
حج کیا اس شخص کا حق نی قبول
وہ رہا مصروف یاد ذو الجلال
آل پیغمبر کے خدمت مین رہا
کعبۂ کونین و یکتای زمان
فیض باطن انکی خدمت سے لیا
مدتون تک انکی ہمصحبت رہا
فیض اسنے سبکی صحبت سے لیا
صحبت ناقص سے ظلمانی ہو دل
خلق پر ظاہر مثال آفتاب

ہوگیا نعمت سی جب معمور وہ
ہوکی رخصت پیر سی وہ جان جان
دس برس اس غار مین کی چلہ کشی
پنجشنبہ کو نکل کر صبحدم
ملتی جو کچھ اونکو ہیزم کی بہا
آتے پھر اپنے مکان خاص کو
دس برس اس غار مین وہ مرد کار
جب کیا اس جسم کو آشنا زبون
جسکو خلقت یان سمجھتی تھی ذلیل
کام اس دنیا کا سب عکس جان
مشک خالص خود بخود غماز ہے
خود بخود وہ بی مقصد ہوتی آشکار
آتے اس صحرا مین ہر شام و پگاہ
دلمین کرکے قصد بیت اللہ کا
کرکے پھر چودہ برس مین قطع راہ
اسکے صدق سے کیا حق نی پسند
ہی زیارات مجرد حج عوام
لیک اس مدت کی اندر بارہا
حمزہ و جان سید جن الورا
حضرت باقر امام عارفین
تھا اگرچہ ہوگیا وہ آفتاب
بعد ازان سفیان ثوری سی ملا
صحبت کامل ہے مثل کیمیا
گر کرون اسکی کرامت کا بیان
الغرض اس عصر مین پرنیک تھا

اور رضا ایس سے بشر کی دو وہ
دس برس تک خلق و عالم سی نہان
سرکشی اس نفس کی جاتی رہی
کرکے اک جا پشتۂ ہیزم بہم
نصف لیتی کرتے فقیرونکو عطا
سات دن اس قوت مین کرتی بسر
قائم اللیل اور دنکو روزہ دار
تب ہوا وہ محرم راز درون
ہی وہ عند اللہ عزیز و ابن جلیل
خواب غفلت مین نہ رہ تو ای جوان
عشق صادق فاش ساز راز ہے
خرق عادات اس سے آخر بیشمار
ہم امیر و ہم وزیر و بادشاہ
خلق سے مخفی روانہ وہ ہوا
پہونچا بیت اللہ مین وہ دین پناہ
حج جملہ حاجیان مستمند
حج رب البیت ہے ہر دونکا کام
وہ زیارت کو پیمبر کے گیا
محرم راز جناب کبریا
عروۃ الوثقای اصحاب یقین
تھا اگر لب ہوگیا لب لباب
فیض باطن اسنے بھی حاصل کیا
تو بھی ہے اسکی تجسس مین صدا
تو کبھی کیونہی نہو یہ استان
اسکی عصمت اور عفت پر زرا

تھا فنا فی اللہ کا رتبہ اسے — عادۃ تھا آدمی کہنا اسے
تھا زبس آئینۂ دل منجلی — نور حق سی تھا وہ بالکل متجلی
جسم ابراہیم ظرف عشق تھا — عشق کی مے سے لبالب ہو گیا
عشق ذی کی جس کسیکے دلمین جا — کب سماوے اوسمین دلبر کے سوا
عشق ہے وہ برق خالف ای پسر — غیر دلبر کا کرے جو قطع سر
ہو رہی سوز اول خلقت مین عشق — غیر سے رکھتا ہے ضد طینت مین عشق
سیل حوا پر جو آدم کو ہوا — عشق نے کیا کیا اسے رسوا کیا
غیر حق پر جب گئی اوسکی نظر — عشق نے اوسکو کیا زیر و زبر
غیرت عشق جدائی نے کیا — تا ز نعمت سی بہشتونکے جدا
گر نکرتا غیر پر اپنی نظر — ہوتا کیوں یعقوب بالکل بے بصر

حال پسر حضرت ابراہیم کا کہ وقت ترک دنیا کے صغیر السن تھا اور بعد بلوغ بادشاہ بلخ کا ہوا پھر حال باپ کا سنکے کعبہ شریف مین زیارت کو گیا باپ کا بیٹے سے ملکر خوش ہونا تخم الفت کشت دل مین بونا پھر ہاتف کی آواز کہ دعوے عشق خدا مین غیر سے محبت کرنا اور ابراہیم کا منفعل ہو کر دعا مانگنا بیٹے کا مرتا

گوش جان سے پنبۂ غفلت نکال — عشق کا معلوم ہوتا تجھکو حال
رکھتا ہے جو دعوی عشق خدا — امتحان کرتا ہے حق اس شخص کا
اقتباس النور مین یون ہے لکھا — جبکہ ابراہیم تاج اولیا
ترک دنیا کو برا ایش نظر — ہو گیا اور درویش شاہی چھوڑ کر
ایک تھا اونکا صغیر السن پسر — مشتری و ماہ سے رخشندہ تر
بعد اوسکے جبکہ وہ بالغ ہوا — مسند شاہی پہ بیٹھا اونکی جا
بلخ مین کی حکمرانی چند سال — نظم و نسق ملک مین جو بہ کمال
سنکے خلق اللہ سے حال پدر — ترک کر درویشی کا اونکی سر بسر
چھوڑکر ظاہر کا عز و احترام — کرنا بیت اللہ کے اندر قیام
اشتیاق اوسکو زیارت کا ہوا — قصد بیت اللہ کا اوسنے کیا
سونپ کر دستور کو سب کاروبار — راہی کعبہ ہوا وہ نامدار
کھینچ کر تکلیف و رنج بیحساب — پہونچا کعبہ مین شہ عالیجناب
دیکھکر اک دور تر بستی سی جا — فوج کا اپنے وہان ڈیرا کیا
با پیادہ پھر ادب سے با نیاز — شہر کے اندر گیا وہ پاکباز
تا زیارت سی پدر کی شاد ہو — خانۂ دل وصل سے آباد ہو
با کمال اشتیاق و آرزو — کرتا پھرتا تھا پدر کی جستجو
الغرض بعد از ہزاران التماس — خانۂ کعبہ مین وہ پاکی اساس
اور شہ نیکو سیر سے مل گیا — دیکھکر یہ اونکے قدمون پر گرا
اور بتلایا اپنا سب نام و نشان — اسکے ملنے کے لیے آیا یہان
دیکھکر بیٹے کو بشاداں ہوا — خانۂ دل اسکا آباداں ہوا
اپنے سینہ سے لیا اوسکو لگا — اور تفقد حال کا اوسکے کیا
شفقت و الفت سے احوال پسر — ابتدا سی انتہا تک سب پوچھ کر
طور و طرز و دین و آئین پسر — شرع احمد کے مطابق دیکھکر
اپنے دلمین وہ نہایت خوش ہوا — بیٹے پر لطف و کرم بیحد کیا
وصل سے بیٹے کی شاداں دیکھکر — ہو گیا ناراض چرخ فتنہ گر
در پئ تکلیف و ایذا ہو گیا — بے تامل ہو گیا دست جفا
ہے یہ وہ سفاک ظالم سنگدل — رکھتا ہے ہر اہل دل کو تنگدل
خوشدلی اسکو پسند آتی نہیں — راحت اسکو مطلقا بھاتی نہیں

مثل گل اگر دم اگر کوئی ہنسا
سو بلاؤں میں یہ دیتا ہے پھنسا
ایکدم کی ہو اگر خندید گی
عمر بھر دیتا ہے یہ رنجیدگی

رات دن کی گردش چرخ بریں
ای مری جان خالی از حکمت نہیں
چشم انجم سے سدا یہ خیرہ سر
ہر بشر پہ اپنی رکھتا ہے نظر

رہتا ہے یہ ہر بشر کی گھات میں
تا نہو فرحت اوسے در ذات میں
نوش دنیا میں ہے مخفی زہر غم
قند لذت میں ہے پنہاں قہر غم

اس قفس میں قید ہر جاندار ہے
محتبس اندر دہان مار ہے
جای ماندن ہے نہ ہے راہ گریز
گھر نہ عشرت کا نہ جای خفت و خیز

تو جسے سمجھا ہے دنیا میں سرور
مخزن غم ہے وہی ای بے شعور
تو جسے بوجھا ہے ہر شی سے عزیز
باب آفت ہے وہی ای بے تمیز

کیونکہ آخر ہوگا اس شے کا زوال
ہے زوال اسکا تری جی کا وبال
تو اسے پہلے ہی دل میں جا نہ دے
تا بلائے ناگہانی سے بچے

رنج و محنت کھینچکر ہفتاد سال
جبکہ ابراہیم فرخندہ خصال
بلکے بیٹے سے ذرا شاداں ہوا
غیب سے آئی وہیں اوسکو ندا

طالب حق ہو کی ای نیکو سیر
کفر ہے پھر غیر پر رکھنی نظر
منہ سے کرنا دعوی حب خدا
غیر کو پھر دینی اپنے دلمیں جا

حب حق ہو دلمیں یا حب پسر
جمع ان دونوں کو تو یکجا نکر
عشق صادق ہے دوئی سوز ای گدا
دلکو اپنے اک صنم سے تو لگا

الفتیں دو جمع ہوں اک دل میں کب
گر نہ عاشق ہو کی غیر حق کی طلب
عامیوں کو جو کہ ہیں اچھی صفات
خاص کے حق میں وہی ہیں سیئات

عام کے حق میں سب شی ہیں حسن
خاص کی نسبت ہے کفر ذو المنن
ابتلا میں ہیں سدا خاصان حق
رنج میں سرتا پا خاصان حق

سنکے ابراہیم وہ غیبی ندا
اپنی اس تقصیر سے نادم ہوا
عذر میں تقصیر کے وا کی زبان
بادل پر درد و چشم خون چکان

یوں لگا کہنے کہ ای رب جہان
رہنمای عاجزان و گمرہان
بندہ ناکون ہی قصور و ننگ عبد
بند بند بندہ ہے بند کمند

عجز و بی کیونکر نہو انسان سے
ہے مرکب آدمی نسیان سے
مادہ انسان کا نسیان ہے
سرزد اس سے دمبدم عصیان ہے

گرچہ اس سے ہو خطاؤ گمرہی
جرم و فعل ناسزاؤ گمرہی
تجھسے زیبا ہے عطاؤ درگذر
بخشش عصیاں پہ رحمت کی نظر

تو ہے غفار الذنوب عاصیان
تو ہے ستار العیوب عاصیان
تو ہے غفار و کریم و کارساز
بندہ پرور مالک و عاجز نواز

ہمسے طغیان و فسق و سرکشی
تجھسے بندہ پروری ہوتی ہی
عفو کر یا رب یہ بندی کی خطا
اور یہ پردہ جو حائل ہے اٹھا

مجھ میں او رتجھ میں جو حائل ہے حجاب
شاہد مقصود پہ مثل نقاب
درمیاں ہے اوسکو بھی جلدی اٹھا
قلب میں تا دوسرے کی ہو نہ جا

جو کرے بندہ کو مالک سے جدا
ہے وہی بت بلکہ ہے بھی سوا
غیر حق کو ہو تری جسپر نظر
ہے وہی طاغوت تیرا ای پسر

توڑتا ہے تو جو تبخانے سدا
تیری اندر بت ہیں انسے بھی سوا
بت پرستی پہ ہے غیروں کی نظر
ہے تجھے اپنے غافل بے خبر

چھوڑکر تبخانہ و طاغوت و دیر
اپنے کر باطن کی تو للہ سیر
اپنے تبخانے کو پہلے توڑ تو
کیجیو پھر دوسری کی جستجو

پہلے انکو توڑ کر مسمار کر
پھر کنشت و دیر پہ کیجو نظر
توڑنا تیجھکا بہت مشکل نہیں
توڑ دے جو باطن کی بت ہے مرد دین

نفس بت کو ہے جراحت میں خیال
بت پرستی میں ہے تو آشفتہ حال
مرد کامل آپکو بوجھا ہے تو
یہ بھی ہے اک مکر نفس فتنہ جو

آپکو سمجھا ہے تو مست الست
تو حقیقت میں ابھی ہے بت پرست
خواب غفلت میں ہے تو ای بیخبر
گر ہے عیب غیر پہ تیری نظر

دیکھتا ہے عیب غیروں میں جو تو
ہے یہ تیرا عکس اسمیں ہو بہو
وہ تو ہے آئینہ صاف ای پسر
عکس تیرا اسمیں آتا ہے نظر

بیگمان باطن کی تیرہی تیرگی
آئینہ مین غیر کے ظاہر ہوئی

اپنے باطن کو ذرا تو صاف کر
تجکو سب عیب آوین نظر

جبکہ ابراہیم نے بالتجا
کی جناب حق تعالی مین دعا

سنہہ سے نکلا اوسکے اور تیر قضا
شست سے تقدیر کے پران ہوا

رنگ چہرہ سی ہوا بیٹے کا فق
دم کے دم مین ہوگیا وہ جان بحق

مرغ بسمل کیطرح سے لوٹ کر
مرگیا فرزند دلبند پدر

اسطرح کا کچھہ اوٹھا سینے مین درد
آہ بھرکر ہوگیا وہ دم مین سرد

اتنی صحبت سے ولیکن باپ کی
دم کے دم مین وہ ہوا کامل ولی

منکشف سب ہو گئے اسرار غیب
قلب پر طاری ہوئی انوار غیب

دم مین جسکے ہوگئی اوسپر نمود
طاعت صد سالہ سی کب ہو کشود

لاکھہ جی ہون ایسے مرنے پر فدا
جسکے جانے سے ملے وصل خدا

ایسے مرنے کا ہو کسکو درد و غم
ہو بہم جس موت سی وصل صنم

الغرض وہ غرق بحر بیخودی
ماہی دریای ستر سرمدی

سوز دل سی پڑھکی با دردِ درون
آیت انا الیہ راجعون

لاش اوسکی چھوڑکر باصد نیاز
جلکے مسجد مین لگے پڑھنے نماز

مرنے کا بیٹے کے غم دلمین نہ فکر
با فراغ دل ہوئے مشغول ذکر

مرحبا ای بستۂ زنجیر عشق
مرحبا ای کشتۂ شمشیر عشق

عشق نے کی جسکسی کی دلمین جا
وہ زن و فرزند سی غافل ہوا

زندہ جاوید ہی مقتول عشق
ہی قبول دو جہان مقتول عشق

گر نہ دلپر عشق طغیانی کرے
باپ کب بیٹے کی قربانی کرے

گر نہوتا عشق حق سی دلفگار
کب عمر بیٹے کو کرتا سنگسار

گر نہ عشق سی ہو دل ریش ریش
کب بشر سی ترک ہو فرزند و خویش

الغرض ہمراہیان بادشاہ
دیکھکر اس حال مین اسکو تباہ

پھر گئے بارو و چشم خونچکان
جاکے لشکر مین کیا اسکو بیان

جب گئی ارکان لشکر کو خبر
نظم لشکر ہوگیا زیر و زبر

ناگہان اک حشر سا برپا ہوا
خیمہ و خرگاہ مین اک غل مچا

نوحہ و شیون مین تھا ہر اک بشر
خاک بر سر جامہ چاک و چشم تر

با دل پر درد و آہ جانگزا
پاس شہزادے کی لاشہ لا رکھا

کرکے بیحد جزع و فزع و ہای دوا
بادشہ کو دفن آخر کر دیا

اسطرح مرنیکا اوسکے ماجرا
دیکھکر ہر اک بشر حیران ہوا

حسن صورت اور سیرت دیکھکر
وہ جوانی اور وہ اوسکا کر و فر

تھا ہر اک کی دل پہ غم کی انتہا
رنج و ایذا و الم بے انتہا

تھے ولے مجبور سب تقدیر سے
عاجز و بیدست و پا تدبیر سے

موت وہ شی ہی نہین جسکا علاج
بے مرض ہی بے دوا و لا علاج

اسکے آگے عقل کو یارا نہین
کارگر تدبیر کچھہ اصلا نہین

شاہ ہفت اقلیم اور مسکین گدا
موت سے دونون برابر ہین فنا

اسکے آگے اژدہا و شیر نر
موت سے سو درجہ ہین کمزور تر

تھے فریدون و جم و افراسیاب
بحر مواج حوادث کے حباب

زغزغ دندان موت جانگزا
ہی مرض جسکو نکو ای مرد خدا

جسکی ہیبت سے ہی ہر ہر جز مین درد
چشم گریان سینہ بریان رنگ زرد

ہی مرض کیا سنکے مجھسے اے فتا
مرگ کی دہشت سے تن پر ہے لرزتا

عندالرحم مرض سمجھا ہے تو
ہی دم سوزان مرگ ای نیکخو

تو جسے سرسام کرتا ہی قیاس
موت کی دہشت سے مختل ہین حواس

سنتا ہی آواز پای موت کی
تیرا سر ہر جزو ای مرد ذکی

ہی ہر اک جز پر چہ تیری پیچ و تاب
اسکی دہشت سے ہوجاتی ہین آب

حیف ہی ہوتی جاو نکو خبر
تو نشہ ہو کر ہو غافل ای لبیب

کر رہی ہی موت تجھپر دانت تیز
تو ابھی غفلات مین ہی خفتہ خیز

ہوش آنیکے نہین تجکو ذرا
ہو رہی تو جبتک لقمہ گور کا

آخرش چالیس دن ہر اک بشر
غم مین اس شہ کی رہا خستہ جگر

قبر پہ اسکی ہزارون مرد و زن
جامہ چاک و خاک بر سر نعرہ زنان

بعد اوسکے اپنے اپنے گھر گئے
بادلِ پردرد و چشم تر گئے

ساکنان بلخ و ارباب بلخ
اونکی ماہ عید کی آپہونچی سلخ

گھر گئی جب اوسکے مرنے کی خبر
اس جہاں سے کوچ کرنے کی خبر

آہ و واویلا کا ایسا غل مچا
ہوگیا اک حشر کا سا زلزلا

سلطنت کی ترک سے بھی جو ہوا
ہوگیا اون بیکسو نپر حادثا

تھا جو دردِ ترک شاہی پدر
فرق اوس سے بھی ہوا مرگ پسر

حال جو ہو ماہی بے آب کا
تھا وہ انکے آل اور اصحاب کا

دیکھیے جسکو سو تھا اندوہناک
صبح صادق کی طرح سے جیب چاک

کثرتِ گریہ سے خلقت کی زبان
ہوگیا اک چشمۂ آنسو کا رواں

گو رہی چھپے چاند سے عارض جو تھے
غم کی سیلی سے وہ نیلے ہوگئے

غم مین اُسکے تھا جو ہر اک سینہ زن
ارغوانی تھا سمن زار بدن

مارتے تھے سر کو ہر اک سنگ پر
اور طمانچے عارض گلرنگ پر

کر رہے تھے غم سے ہر فرخندہ فال
تختہ ہای سنبلستان پایمال

دود آہ سینۂ ناشاد سے
بیوہ و ایتام کی فریاد سے

رنگ نارنجی پہ چرخِ چنبری
ماتمِ غم سے ہوا نیلوفری

کار دنیا ہے فقط خواب و خیال
تو غم و شادی پہ اسکی خاک ڈال

بے بقا ہے عیش دنیا بے بقا
اسے دل ہرگز نہ اپنا تو لگا

گردشِ گردون گردان کا اثر
دمبدم ہر چیز مین ہے کارگر

کیونکہ ہر شے کی فنا ہے معنوی
مستعد اس چرخ سے ہوا ای ولی

کھینچتی ہے جو کہ گردش سے طناب
ہے وہی ہر ہر بشر کو پیچ و تاب

ہے کمین گہ میں یہ صیاد فلک
گھات مین پھرتا ہے تیری تیز تک

تو تو صید عاجز و دلخستہ ہے
بال و پر شکستہ و پابستہ ہے

دیکھے چندے تجھکو آرام و قرار
یہ کریگا آخرش تیرا شکار

کر کے تجھکو خوب فربہ زیر مین
کھال کا تیری کریگا پوستین

اسطرح کا جب ہے دشمن گھات مین
حیف ہے غافل ہو تو ور اتین

تو بھی رکھ آمادہ اپنا زاد راہ
پاس رکھ انفاس کا با انتباہ

کیونکہ نا معلوم ہے وقتِ رحیل
ہو مبادا رہزنِ ابلیس بخیل

ہے عدو دین شیطان رجیم
دشمنِ موروثی و دیو لئیم

خنجرِ لاحول سے کر دمبدم
اس سگ ناپاک کی سر تو قلم

کر ریاضت سے بدن کو مثل خار
رہروی مین تا نہو گردن کا بار

ہے سبکساروں کی منزل سہل تر
ہے گراں باروں کو مشکل تر سفر

الغرض تا مدتِ پنجاہ سال
خانۂ کعبہ مین باجاہ و جلال

وہ شہنشاہِ سریر ملک بقا
محرم رازِ جناب کبریا

مقتدای زاہدان کاملین
پیشوای اولیای واصلین

زہرہ اقران وحید روزگار
عمدۂ دوران محب کردگار

یعنی ابراہیم تاج اولیا
مرشد برحق امام اصفیا

باکمال عجز و زاری و نیاز
باکمال ذوق و شوق جانگداز

یاد حق مین کرکے عمر اپنی بسر
ہوگیا قربان اُسکے نام پر

آپ کو جو اسطرح کردے فنا
تو ہو وہ مقبول درگاہ خدا

قطع راہِ عشق اگر آسان ہو
بایزید وقت ہر انسان ہو

خون دل سے اپنے کر بیٹھے وضو
سرِ کف پر گیند کی مانند تو

اقربا و خویش کا کر سر قلم
عشق کی میدان مین جب رکھے قدم

جو عبادت نفس پر ہوتی ہے شاق
وہ جہاد اور جنگ ہے بالاتفاق

حق تعالی نے برائے امتحان
یہ عبادت فرض کی ہے بیگمان

تاکہ ہو ایمان بالغیب بشر
جان کی دینی ہین دشمن شل سر

قلب مین جس شخص کے ایمان ہے
جان کا دینا اُسے آسان ہے

قلب مین جسکے ذرا ہو وہم و شک
جی کی دینی ہین ہو کب تیز و تنگ

موت کو سمجھے ہین جو در زندہ شیر
کب جہاد و جنگ مین ہون وہ دلیر

جو اسے سمجھے ہیں شہادت موت کو
نعمت و رحمت غنیمت موت کو

یہ عبادت اُنسے ہوتی ہے ادا
جان و مال اپنا وہ کرتے ہین فدا

ہوتا ہے جس طرح تن پایمال ۔ اسقدر رہتا ہے ترفیع و الجلال
اس عبادت سے بھی جو ہو فوق تر ۔ وہ جہاد نفس ہے ای بے خبر
جنگ کفار و غزا و کشت و خون ۔ ہے اگرچہ سب عبادت سے فزون
ہے مبارز جنگ کا ظاہر عیان ۔ ہے حریف اسکا دلوں میں پس نہان
یہ مخالف ہے دلے ہے ہمنشین ۔ وہ مخالف ہے یہ کچھ واقف نہین
ہے جہاد ظاہری مین ایک موت ۔ ہے جہاد نفس مین ہر لحظہ موت
گر وہ چاہے آب شیرین و لطیف ۔ دے بجاے آب اسے تلخ و کثیف
بستر سنجاب وہ چاہے اگر ۔ رکھ تو سنگ و خشک اسکے زیر سر
چاہیے اسکو اگر جام شراب ۔ جام شربت تو اسے دے زہر ناب
یہ تو مار خفتہ و افسردہ ہے ۔ بے سر و سامان بس یہ مردہ ہے
ہو اگر سامان سب اسکا درست ۔ اس سے ہون شداد اور نمرود ست
مستعد ہو کر تو اس فرعون کو ۔ بحر قلزم مین ریاضت کے ڈبو
جسقدر کرتا ہے تو کار زبون ۔ موسی عمران ہو جاتا ہے خون
تجھسے مین کہتا ہون ای فرخندہ ے ۔ یہ علامت نفس کے مردنکی ہے
طبع پر تیری نہ آوے کچھ ملال ۔ اور سر برائی کا سنو ہرگز خیال
جب ہوا یہ نفس سرکش پایمال ۔ کب برائی پر ترا جاوے خیال

جیسا جیسا کاٹے گا تو ہو ہو پرن ۔ ہر وہ راضی اسقدر وہ ذوالمنن
ہے جہاد خوبرو جنگے التمام ۔ تھی جہاد نفس اکبر والسلام
لیک جنگ نفس ہے اس سے سوا ۔ کیونکہ ہے اسکا حریف اندر چھپا
یہ مخالف جانتا ہے گھر کا حال ۔ دشمن واقف سے ہے بچنا محال
قتل جسنے نفس کافر کو کیا ۔ درجہ اسکو سو شہیدونکا ملا
کام جو کچھ نفس کے برعکس ہو ۔ ہے وہی ہر لحظہ مرگ ای دوست تو
نفس کی خواہش کے تو کر برخلاف ۔ ہے جہاد باطنی یہ اور مصاف
گر یہ چاہے حلہ ہای زرنگار ۔ کر لباس کہنہ سے اسکو فگار
گر نہ رکھے نفس کے ہر دم نظر ۔ رکھ قدم ہرگز نہ اسکی راہ پر
سردی افلاس سے ہے نامراد ۔ ورنہ یہ فرعون کا ہو اوستاد
موسی و فرعون ہین تجھ مین نہان ۔ دیکھ نفس و روح کو ای نوجوان
ہم ہی کر موسی عمران کی تو ۔ پیروی کر جان سے قرآن کی تو
گر کرے تو نفس کی خواہش کا یہ کام ۔ جان لے فرعون کا تو ہے غلام
گر کرے کوئی خلاف طبع کام ۔ یا تجھے تکلیف ہو اس سے مدام
جو زیادہ ہو تجھے تکلیف وسے ۔ تو نکوئی ساتھ اسکے بھی کرے
اسلیے کہتا ہون تجھسے ایک نقل ۔ تا کر آوے ہوا اس سے شاید تجھکو عقل

بیان نفس کشی حضرت ابراہیم قدس اللہ سرہ کا

شیخ ابراہیم تاج اولیا ۔ عابد و زاہد امام اصفیا

جب چلے دریا مین با اک جہاز ۔ سمت نیشاپور سے سوی حجاز
حاکم دوران و مرد نامدار ۔ نائب سلطان نہایت مالدار
دست بستہ خادمان ماہرو ۔ اور رفیقان لطیف و بذلہ گو
ایک شب نقال محفل مین وہان ۔ کر رہے تھے نقل اپنا ہر زبان
تازہ تازہ نقل کرتے تھے بیان ۔ جو ہر اپنا کر رہے تھے سب عیان
عیب کو اپنے سمجھتا ہے ہنر ۔ اپنی کج فہمی سے سرتاپا ہنر
ای خدایا یہ نظربندی ہے کیا ۔ عیب بھی چیزونکو سمجھے ہے بھلا
قلب پر انکے ہوئی مہر خدا ۔ ہے بصر اور سمع پر پردہ پڑا

اتفاقاً اسمین تھا کوئی امیر ۔ صاحب حشمت امیر ملک گیر
تھے وہان موجود سب ارکان عیش ۔ اور مہیا پاس سب سامان عیش
راتدن اسجا بتان شوخ و شنگ ۔ رہتے تھے مصروف و محو راگ و رنگ
یاوہ گوئی تھی وہان بے حد برون ۔ مضحکہ اور ہزل لکھنے سے فزون
عیب کو اپنے سمجھتے تھے ہنر ۔ علم سے اس جہل بد کو فوق تر
عیب کو اپنے اگر جانے برا ۔ تو عذاب حق مین کب ہو مبتلا
دام مین مرض ہوا کی تو جو بند ۔ زہر قاتل کو سمجھتے ہین وہ قند
اس مرض مین ہو گیا جو مبتلا ۔ گر یہ وہ داری ہے پر اسکی بلا

جہان مجہول سے کر او سے جانب جمیع
نور غیبی تاکہ ہو انمین طلوع

ہو ہماری نقل و بازی جسکے ختم
اسکو جو چاہے کرین ہم سب و شتم

لطف ان نقالونکا اپنی ہو مو چند
آنکو بھی وہ بہت آوے پسند

تنگدست و متبذل و خستہ حال
مفلس و غمزدہ خاطر پائمال

بدلے اس تکلیف کی دینار و زر
دیکے خوش کر دونگا اُسکو بخطر

باتن عریان و محتاج و تباہ
با دل بریان و اشک آہ و آہ

مرد حق ہین مفلسی مین بادشاہ
حکمران ملک بے فوج و سپاہ

پابرہنہ اور ملک نے پر قدم
مشتری خلق بے دام و درم

خالی ہاتھون اور جہان زیر نگین
ابلق دوران ہمیشہ زیر زین

بے زر و بے سیم صراف عظیم
مالک بازار دو رہے یتیم

اہل دنیا کور دہ بد الدجا
حال کیا جانے وہ ہے کے نور کا

مرد مفلس جانتی ہے جسکو خلق
شیر شرزہ ہے چھپا در زیر دلق

نور سے اُسکے ہے روشن دو جہان
نیم شب تھے اوسکو کرتا ہے گمان

اپنی اس کوری کا جلدی کر علاج
خانہ دل مین تو روشن کر سراج

آخرش اُس مقتدائے عصر کو
پیشوا اور رہنمائے عصر کو

ہوتا فارغ نقل سے نقال جب
مارتا نا اہل اونکو بے ادب

لیک وہ افعال و خلق احمدی
ماہی دریای ہست سرمدی

کچھ نہ تھی اسبابکی اُسکو خبر
اور نہ اونکے فعل پر کچھ نظر

ہر بشر و ذرات ہے مشغول کار
نیک و بد کو جانتا ہے کردگار

مرد حق ہین ہزل کو سمجھے ہین جد
کذب و صدق اسکا ہین مجنون مستعد

عیب زیادہ حد سے رنج اونکو دیا
غیب سے آئی یہ ہاتف کی ندا

نشتر اُلفت بسینہ خوردہ
راحت و لذت بغارت بردہ

سخت یہ ناپاک ہین عہد بے ادب
لایق گردن زنی ہین سب کے سب

ہو چکا ہے ظلم اب حد سے سوا
گر ذرا تو بھی لبونکو اپنے وا

اُس سے یہ کرتے ہین گستاخی ذرا
تو بھی تو اونکو تماشا کچھ دکھا

عرض نقالون نے کی ایسا کری
ہوا گر اسوقت مرد اجنبی

اپنے کہنے کا نمانے وہ برا
تو عجب اوسوقت مین ہو ضحکا

سنکے اسنے میر محفل نے کہا
ہو وہی جو کشتی مین مرد بینوا

اپنے آگے تو اُسے لاکر بٹھا
زر اُسے کچھ بھی کرینگے ہم عطا

الغرض کشتی مین ابراہیم تھا
مفلس و محتاج و مسکین و گدا

لائے محفل مین بصد جور عظیم
زور سے اُس مرد حق کو وہ لئیم

بے زر و بے زور سلطان الست
بے شراب و جام کے مخمور مست

تنگدستی مین غنائے بے انتہا
مفلسی مین صاحب جود و سخا

بے زر و بے سیم دارای جہان
بے زر و بے لعل سلطان زمان

خلق ہے خفاش وہ شمس الضحیٰ
ہو اسے معلوم اسکا حال کیا

اہل دنیا کی ہے ظاہر پر نظر
راز سے باطن کے وہ ہین کور کر

ہے نظر بندی تمہ دیکھے تو اگر
اور ہو خورشید تابان اے پسر

کور ہے ظاہر سے اے مرد خدا
سیکڑون درجے ہے کوری سے سوا

تا نظر آوین تجھے مردان دین
اور دکھائی دین تجھے اہل الیقین

لاکے محفل مین دیا باری بٹھا
اور کیا نقالونکا باری سلسلا

کوئی سر پر دھول کوئی کفش پا
اپنی کج فہمی سے اونکو مارتا

تھا زبس ہستی ظاہر سے فنا
محو مطلق ذات مین ایزدی تھا

یہ تو اپنے شغل مین تھی مبتلا
اور وہ اپنے کام مین مصروف تھا

شغل مین اپنے زبس مصروف تھا
کچھ نہ سمجھا وہ کہ یہ کرتے ہین کیا

ہین سمجھے نقل کو ہم اصل الاصول
مدعا کرتے ہین سب شے سے حصول

اے سر شوریدہ سودائے عشق
دے ہی دل مجروح خنجرہای عشق

وہی ہدف گاہ تفنگ کربلا
دست و پا بشکستہ سنگ جفا

تیری مرضی ہو تو ہوویں یہ غرق
تو کہے تو خاک کر دے سب کو برق

بحر استغراق سے سر کو نکال
تاکہ ہو معلوم اونکو اپنا حال

کھینچ جگر سینے سے اپنے ایک آہ
بولا ابراہیم اے میرے الٰہ

کچھ نہین اس امر مین انکی خطا
گو نہ تھا گر انکو بصیرت تو عطا

راہ مین گر بے بصر کے چاہ ہو
جو نہ رو کے اسکو وہ گمراہ ہو

وہ ہین یارب جرم عصیان سے بری
کچھ نہین اسمین خطا انکی ذری

گر انھین چشم بصیرت تو عطا
تاکہ سمجھین اپنا یہ جرم و خطا

بحر مین عرفان کی کر انکو غرق
بھیج اپنے مشرق رحمت کی برق

عفو کرکے انکا نسیان و خطا
راہ باطن کا انھین رستا بتا

کچھ نہین رحمت سے یہ تیری بعید
ہم جلیسونکو کرے میرے سعید

کجروی کیون کر [illegible] انا نی زان
فعل بد سے آپ کرتے احتراز

مرد بینا کو ہے لازم دے بتا
ورنہ گویا اسکا خون اسنے لیا

کیونکہ غفلت سے ہین مسلوب الحواس
جہل نادانی سے مقلوب الحواس

فعل بد پر اپنے نادم آپ ہون
جہل کے اپنے وہ عالم آپ ہون

قلب انکا مشرق انوار ہو
جو یہان ہی محرم اسرار ہو

مصدر انوار ہو ہر اک کا دل
مظہر اسرار ہو ہر اک کا دل

ہمنشین میری اگر ہو وہی شقی
ہے یہ میری نقص کی صحبت قوی

کر کے لایقی جلیسونپر نظر
انکو تو ابدال اور اقطاب کر

مناجات

ای خدای کارساز بے نیاز
کر دیے اپنے باب رحمت کا باز

تجھسے ہے سرسبز بستان جہان
تیرے ہی قبضے مین ہے جان و جہان

رکھ کے ابراہیم نے سجدہ مین سر
با ہزاران عجز اور سوز جگر

رحمت حق نے کیا اونپر نزول
نعمت باطن ہوئی اونکو حصول

ہو گیا ہر اک ولی بے بدل
قلب پر چمکا وہ نور لم یزل

دیکھا اسکے نور سے یہ جہان
بحر و بر و کوہ و دشت و آسمان

ابر جسمانی اگر ہو ایک سو
دیکھ لے تابندگی روح تو

ہے وہ خورشید حقیقی برملا
پر یہ کوہ جسم حایل ای فتا

تو ذرا اس جسم کو جڑ سے اکھاڑ
دیکھ اس تنکے کی اوجھل مین پہاڑ

مثنوی مین مولوی معنوی
دیکھ فرماتے ہین ہمکو ای ولی

یعنے کر اس چشم کو اپنی پر آب
تاکہ تو دیکھے وہ نور مستطاب

حرف غیریت اگر ہو درمیان
تو ہے تو بیرون در ای نوجوان

ہے حقیقت گو کہ ہر شی کی جدا
لیکن ایسا ہے تو بیخود ای فتا

مرتسم تخییل مین ہو جو کوئی
ہو تری نزدیک ہر اک شی وہی

جو بشر اسوقت اس محفل مین تھا
صاحب کشف و کرامت ہو گیا

خواب غفلت سے ہوئے بیدار وہ
دم کے دم مین ہو گئے ہشیار وہ

رکھ کے سر قدمون پہ ابراہیم کے
با ہزاران عجز سب کہنے لگے

جوش مین آئی جو دریا رحم کا
گر صد سالہ ہو تنخواہ اولیا

چشم و گوش و عقل و حس فہم و ذکا
ہے خدایا سب تیری ہی عطا

کر کے سجدہ و عہد و حمد و ثنا
ورد دل سے حق مین کی انکی دعا

منکشف دل پر ہوئی اسرار غیب
جلوہ گر ہے نور سے انوار غیب

دیکھا ابراہیم کا بھی عز و جاہ
عرش سے تا فرش جسدم کی نگاہ

چھپ رہا تھا دشت مین جون آفتاب
اب نظر آنے لگا وہ بے حجاب

جب تلک اسیر ہے یہ پردا پڑا
وہم و شک مین تو رہیگا مبتلا

آڑ مین اس جسم کی ای مست خواب
نور حق تابان ہے با صد آب و تاب

مرد بنکر جسم کو پامال کر
تا تجھے وہ نور پاک آوے نظر

لب بہ بند و چشم بند و گوش بند
گر نہ بینی نور حق بر من بخند

جسم و جان و دونون کو تو قربان کر
نذر اوسکی دین اور ایمان کر

ہون عدد گرچہ فزون تر از شمار
اصل واحد سبکی ہے ای ہوشیار

ہو وہی واحد ترا سمع و بصر
غیر اوسکے اور نہ کچھ آوے نظر

خلق تجکو جو کہے مجنون ہے
لیک وہ سمجھے گا جو مفتون ہے

کیمیا سے جسطرح مس ہو طلا
وہ ہی حال اکدم مین انکا ہوگیا

عذر خواہی مین بصد عجز و نیاز
پھر ہوئے مصروف سب اہل مجاز

سر ہماری ہاتھ دونون تو ملا
تاکہ اس تقصیر سے ہون رہا

وہ ہوا ہی فعل جسے نابکار ۔ جس سے ہم ہین سرنگون و شرمسار
اس خطا سی ہم ہین بیشک اسی ۔ قابل گردن زنی و کشتنی

جان و تن جسنے کیا تجھ پر فدا ۔ ری ہمین جو کچھ کہ تو چاہے سزا
ہم سراسر خار تو باغ جنان ۔ ہم خس و خاشاک تو گل بیگمان

ہم زمین تیرہ ہین تو آفتاب ۔ ہم کتان کہنہ تو ہے ماہتاب
کیا جنان کیا جان کیا شمس الضحیٰ ۔ جنکو تیرے سامنے ہو مرتبا

جان جان و ملک جان جان جہان ۔ تو ہی اور ہم نقش پای در نشان
ہم سمجھے تھے نیستان مین ہی شیر ۔ ورنہ کیون ہم اسقدر ہوتے دلیر

ہمکو اس صورت پرستی نے کیا ۔ معنی و معنی شناسی سے جدا
صورت ظاہر مین ہر اک ہی بشر ۔ لذت معنی ہی سب مین مستتر

فرق معنی سے ہوا کوئی نبی ۔ اور رہا کوئی ابو جہل شقی
ہو نہ جبتک بحر معنی مین شنا ۔ تو نہین باطن کا مطلق آشنا

ہی بسان حلقہ تو بیرون در ۔ دلبر حجلہ نشین سے بے خبر
سر ٹپکنے سی نہین ہوتا وصال ۔ ہی یہ خودبینی تری جی کا وبال

تو رہی اور رنے من و مالی رہے ۔ تن رہی تیرا نہ تنہائی رہے
ہو نہ جبتک بحر حیرت مین فنا ۔ کب ملے وحدت کا تجھکو ذائقا

سیکڑون پردون مین حسن دلربا ۔ جلوہ فرما ہو رہا ہے برملا
جب ہوا بے پردہ ہوا پھر تو کہان ۔ شمس جب چمکا کہان تارے ہون عیان

شمع پروانہ شمع ایوان علوم ۔ شب کو پروانونکا ہوتا ہی ہجوم
صبح کو سب پیش ضوء آفتاب ۔ ہین فنا واللہ اعلم بالصواب

جو کرے یون نفس سرکش کو تباہ ۔ ہو وہی دونون جہانمین بادشاہ
الغرض وہ مظہر آیات حق ۔ لیگیا اس امر مین سب پر سبق

نفس کو جب اس طرحسی کشتہ کیا ۔ تب ہوا سردفتر ملک بقا
جو ہوا صحبت مین اونکی باریاب ۔ تھا اگر ذرہ ہوا وہ آفتاب

تھا وہ مہر برج عرفان خدا ۔ مصدر انوار فیضان خدا
اور نسے جو کچھ فیض باطن کا ہوا ۔ ہی وہ لکھنے اور پڑھنی سی سوا

سیکڑون ابدال و اقطاب زمان ۔ اولیاء عابدان و زاہدان
سلسلہ مین شیخ ابراہیم کے ۔ ہر زمانے مین غرض ہوتے رہے

لطف سی حق کے رہیگا بامراد ۔ سلسلہ اونکا الی یوم التناد
ایکسو اکسٹھ مین وہ پیدا ہوا ١٦١ ۔ یکصد و سہ سال تک زندہ رہا

دو سو اور چونسٹھ تھی ہجری ای حسن ٢٦٤ ۔ جب ہوا فردوس مین اسکا وطن
اسکے صدقے سے مجھے بھی یا خدا ۔ ذوق و شوق و زہد و عرفان کر عطا

لب لباب اس داستان کا اسکو افسانہ نہ سمجھیں اور تعلق معنوی سی اپنے اپنے نفس پر منطبق کرلین

نظم یہ جنکی ہی جو یہ داستان ۔ ہی غرض کچھ اور اس سے درمیان
یہ کچھ افسانہ نہین ای بیخبر ۔ گوش دل کے کھول تو اور غور کر

صورت افسانہ تو پیمانہ ہے ۔ ہین معانی اسکے اندر مثل مے
رنگ پیمانہ پہ کیا ہی تو فدا ۔ گر ذرا اور یافت مے کا ذائقا

ہی غلط بینونکی صورت پر نظر ۔ لذت معنی سے جو ہین دورتر
ہی یہان چشم بصیرت جسکی وا ۔ اسکے پڑھنے سے اسی ہی ذائقا

پر یہان اس کیسے مین لعل بے بہا ۔ تو حرف بری جنھین ہے جانتا
تو جسے کرتا ہی افسانہ خیال ۔ ہر سے پا تک ہی یہ تیرا حال

کرتا ہی سے نظر ای نیک پے ۔ تو ہی ادہم تو ہی ابراہیم ہے
ہی ترا قصہ یہ بیشک سر بسر ۔ رکھ نہ ابراہیم و ادہم پر نظر

ہی وہ حق سبحانہ شاہ جہان ۔ اور بلخ اس عالم دنیا کو جان
مال دنیا ہی او ہم ای پسر ۔ دختر دنیا پہ شیدا سر بسر

ہی منعمی دنیائے دنی ۔ ہی عروس بکر زیبائے منی
علت و معلول مین پیوستگی ۔ ہوتی ہی دختر پدر سی بھی قوی

ہی بیان دختر کے معنی مجاز
یعنی ملوک خدای بے نیاز

عشق مین اسکے ہی ہر اک دلفگار
شل او ہم سینہ چاک و زار زار

زندگی و مرگ دختر ای ولی
ہی مراد اس سے غنا اور مفلسی

مرگ دختر رز کی ہی مفقودگی
زیست اسکی ہی تری آسودگی

نیک رہ مین صرف اگر اسکو کیا
اجر اوسکا جو کہ بندہ کو ملا

وہ عمل تیرا ہی فرزند رشید
ہی وہ ابراہیم وقت و بایزید

راہ حق کو جان بحر بیکران
خضر ہے پیغمبر خیر الزمان

ہین عقاید اور ایمان وہ گہر
ماہ اور خورشید سی رخشندہ تر

مرد تاجر ہی وہ مرشد ای نگار
جس سے یہ دنیا ہوئی باغ و بہار

عامل و فاضل مین وہ دانا طبیب
جنسے دنیا کو ہوئی صحت نصیب

نفع شرعی ہے جو کچھ حاصل ہوا
شل منکوحہ ہے وہ تجکو روا

اسطرح اسکے معانی کو سمجھ
مغز و اسرار نہانی کو سمجھ

منکشف ہون تا کہ اسرار نہان
صورت افسادہ ہو باغ جنان

ہے غرض ہر بیت کا مطلب جدا
ظاہری و باطنی مضمون کا

چاہیے لیکن تجھے بھی ای عزیز
کچھ سمجھنے کیلیے ہوش و تمیز

تو ہی چوب نا تراشیدہ اگر
تو یہ میری جانکنی ہے درد سر

مرد عاقل کو تو اک نکتہ ہی بس
مین کرون تو اگر ہو وہ مگس

مین مگس کو بھی بتاتا ہون ہما
تو اگر سمجھے کہ مین کہتا ہون کیا

جسطرح صنعت سے ملا کی گدھا
جسکے آدم شہر کا قاضی ہوا

حکایت معلم ظریف و خرفروش ابلہ کی

ایکدن استاد غصہ مین ہوا
لڑکے کو مکتب مین یون کہنے لگا

کر کے خر پر اگر مین تیری جا
محنت و تعلیم کرتا اے خدا

تو وہ ہوتا آج یکتای زمان
عاقل و دانا و مرد نکتہ دان

اتنی محنت پر تری ای بدمعاش
تو رہا ویسا ہی چوب ناتراش

وہ معلم ہے ترا النفس لئیم
جسکو تو سمجھا ہے استاد حلیم

اسکے کہنے کا تو کرتا ہی یقین
جو کہے کرتا ہے تو ای نازنین

عقل کا کہنا اگر تو مانتا
نفس کے کہنے کو ہر رہ جانتا

عقل کو نے کیا ہے خوار و زبون
کر رہا ہی پیروی نفس دون

عقل تیری ہے اگر مغلوب نفس
تو مثال خر ہے وہ مرکوب نفس

سنتا تھا ابات کو اک خرفروش
سادہ لوح و بیوقوف و رفتہ ہوش

کار دنیاوی مین جو ہین مبتلا
ہین وہی یہ خرفروش بیحیا

دین پہ سمجھا ہی جو دنیا کو فوق
عقل اسکی اسکی گردن کا ہی طوق

عقل ہوتی تجھکو تو کیون ای فتا
نفس کے ملا سے کیون کھاتا دغا

دل مین سمجھا وہ نہین میرے پسر
یہ خدا نے جو دیا ہی مال و زر

بعد مرنیکے یہ ہوگا رائیگان
دشمن جانی کرینگے نوش جان

اس سے بہتر ہے کہ کر کے خرچ زر
آدمی بنوائیے ملا سے خر

خر کو لیکر ساتھ کو وہ گدھا
پاس اس مرد معلم کے گیا

رکھے سو دنیا اسکے پانو پر
اور کہا ہے ملک مین میرے یہ خر

آدمی اوسکو بنا کر ای فتا
علم کی تعلیم کر بہر خدا

تا یہی خر ہو مرا جانے پسر
بعد میرے مالک اس مال و زر

طبع تیری مثل خر کے ای غبی
حب دنیا کی ہے دلدل مین پھنسی

نفس سے تو چاہتا ہی تربیت
خر مین کب ہوتی ہی انسانکی صفت

تھا معلم بسکہ دانا و ظریف
کامل و عیار طرار و حریف

ہنس کے بولا اس سے ای شستہ راہ
گو کہ مین رکھتا ہون اتنی دستگاہ

ہے ولیکن سخت یہ محنت کا کام
دس برس مین ہوگا اسکا انصرام

چھوڑ دو دنیا کی جب کاروبار
انصرام اسکا ہو تب ای ہوشیار

تیری خاطر سے یہ محنت کی قبول
لازم اپنی جان پر کی ای فضول

نقد تیرا ای فلاطون زمن
ہین تری اعمال و افعال حسن

نفس اور شیطان از راہ دغا
دیتے ہین اندوختہ تیرا اڑا

اسطرح کر ذہن تیری عقل خر
جس سے ہین [illegible] تیری بھلے بھی عمل خیر

ہو وے یہ شرط اسمین بیگمان
سر غیبی جسنے ظاہر کردیا
کیجیو کتمان جہانتک ہوسکے
نفس نے از بسکہ ہی تہدید کی
مفلسی سے ہین یہ سارے اتقا
گھر جسے سمجھا ہی تو یہ گھر نہین
گھر وہ ہی جسمین رہیگا حشر تک
گذری تیری عمر کے ہفتاد سال
بیخبر ہے یہ ترا وقت رحیل
تو لگا وہ باغ ای بیر اجل
کہتا تھا ہر لحظہ با درد و بکا
دس برس کے بعد وہ ناحق شناس
لطف حق سی ہو گیا تیرا وہ خر
سو مبارکباد تجکو ای رشید
دیکھکر اوسکو عقیل و نکتہ دان
جلد جا تو بھی کہ وہ از چند روز
سبکو کہدیتا ہی شیطان لعین
دین اور دنیا کا ہی تو پیشوا
ہی جو بینور اتقا ہی عارضی
آگئی اُسکے تن مردہ مین جان
گاہ یہ شادی ہوا وہ خوبرو
ہوا اسی آفت مین سر اک مبتلا
ہین خصائل سب خری کی آشکار
آدمی وہ ہین کہ جنبر روزگار
نفس کی خواہش یہ ہی جسکی نظر

وا کسی پر ہو نہ یہ راز نہان
ہی وہ مردود جناب کبریا
بھید کر پنہان جہانتک ہوسکے
ہین سبت طول امل لمبین خفی
ورنہ تو شیطان کا ہو پیشوا
گھر ترا ہی اور ہی ایمر دوین
تا بہ نفخ صور و روز نشر تک
تو سمجھتا ہی کہ مین ہون نونہال
تو ابھی بوتا ہی اشجار نخیل
قبر مین کھاوے ہمیشہ جسکا پہل
یا خدا اُو یا خدا او یا خدا
پھر گیا دوڑا اُسی ملا کے پاس
عالم و فاضل ادیب و پر ہنر
ہو مبارک تجکو فرزند سعید
خوش ہوا اُس سے بہت شاہ جہان
مسند عزت کا ہی رونق فروز
تیرا ثانی کوئی دنیا مین نہین
یعنی وہ اک شہر کا قاضی ہوا
عجب ہے مسند نشین تو ای غبی
ہو گیا ہر موی تن اُسکا زبان
گہ مسرت یہ کہ ہی وہ نیک خو
ہو کے خر سمجھا ہی مین قاضی ہوا
آپکو کرتا ہی تو قاضی شمار
دوسرے سی کچھ نہین رکھتی ہمین کار
نصف ہی وہ آدمی اور نصف خر

شہر مین گر گرہ ہوا اسکا عیان
کیونکہ ہے یہ سر غیبی و خفی
دوسرے پر گر ہوا ظاہر یہ بھید
آپکو سمجھا ہی تو جو پارسا
پختہ کرکے اُس سے یہ قول و قرار
گھر جسے سمجھا ہی تو ہی یہ سرا
تو درستی سی ہی اوسکی بیخبر
تو درستی مین ہی گھر کی مبتلا
اسمین جب تک آسکا پھل ای فتا
مانگتا تھا راتدن حق سی دعا
ابلہی سی الغرض وہ بوالہوس
دیکھتے ہی اُسکو ملا نے کہا
صورت و شکل و شمائل مین کیا
عید کے دن تھا لیا ای نوجوان
دیکھے عزت خلعت شاہانہ سے
تو جو اپنے آپکو سمجھا بھلا
اک سر سو خودنمائی ہی اگر
عقل تیری خر ہی اور تو خر فروش
سنکے وہ یہ مژدہ کو فرحت فزا
گاہ فرحت تھی ہوا خر آدمی
علم کی تحصیل کا گاہی سرور
آپکو سمجھا ہی جو مسند نشین
تف ہی تیری عقل اور فہمید پر
آدمی اکثر ہین صورت مین بشر
ہو نہ احمق کا اگر مطلق وجود

خر کا ہی پھر آدمی بننا محال
فاش گر تا راز کا ہو احمقی
تو نہ رکھنا اسکے بننے کی امید
اور باطن ہے نجاست سی بھرا
آیا ابھی گھر وہ مرد خام کار
بعد تیری اور کی یہ ہو گی جا
ڈھونڈھتا پھرتا ہی خشت و چوب بر
سر پہ عزرائیل ہی تیری کھڑا
تو تو ہوگا لقمہ مور و مار کا
تا بر آوی اُسکے دل کا مدعا
مبتلا غم مین رہا تھا دس برس
شکر ہے الحمد للہ ای فتا
حق تعالی نے اُسے سب سے سوا
بادشہ نے ہر کسی کا امتحان
کر دیا قاضی جو بہتر تھا اُسے
نفس تیرا تجکو دیتا ہی دغا
تو بھی ہی ویسا ہی قاضی ای پسر
درس ملا کا ترا جھوٹا فروش
لایا سجدہ شکر بندہ اُنکا بجا
اُسکے قاضی ہونیکی گہ خرمی
منصب عمدہ سی کہ دلمین غرور
حشر کو خر کے برابر بھی نہین
آدمی ہو کر جو تو بنتا ہے خر
حرص و شہوت مین ہین وہ مانند خر
تو نہ مسند و نکو ہو کیونکر کشود

زیرکوں کے واسطے نادان ہیں / احمقوں کو ہوشیار انسان ہیں
مفلسوں کے واسطے ہیں مالدار / مالداروں کے لیے مسکین و خوار
آدمی کے واسطے ہو نقل و زر / نقل و زر کے واسطے ہیں یہ بشر
اور سبکو اسکے ساتھ ہے دلبستگی / اور سبکو اسکے ساتھ ہی پیوستگی
جسکو سب جانتا ہے تو برا / منفعت میں ہے وہ اچھوں سے سوا
گر تو دیکھے غور سے ایمرد دین / منفعت سے کوئی شے خالی نہیں
خالی حکمت سے نہیں فعل حکیم / تیری کجفہمی ہے ایمرد لئیم
اسلیے کرتا ہوں تجھسے ایک نقل / تاکہ آوے اس سے شاید تجکو عقل

حکایت طبیب کی کہ کرم نجاست کی پیدائش کو بیفایدہ سمجھا اور اللہ تعالی نے اوسکو متنبہ کر دیا

تھا کسی جا اک طبیب پرخرد / حاذق و دانا حکیم مستند
جانتا تھا خوب وہ اسرار طب / ماہر و دانا و واقفکار طب
اتفاقاً ایک دن بہر ضرور / پائخانے میں گیا وہ ذی شعور
دیکھکر کرم نجاست کو حکیم / دلمیں یوں کہنے لگا رب کریم
لغو کیوں تونے اسے پیدا کیا / کچھ نہیں خلقت سے اسکی فایدا
یہ دوا اور نہ غذا کے کام کا / سخت میں ہے یہ بلا میں مبتلا
دلمیں پھر ہر چند اسنے غور کی / منفعت اسکی نہ کچھ ظاہر ہوئی
کی کتابوں میں کئی دن جستجو / فایدہ دیکھا نہ اوسکا ایک مو
ہو جو نامعلوم شے کا فایدا / نسبت اپنی جہل سے کر اے فتا
نفع ہر موجود میں ہے بیشمار / جانتا ہے اوسکو علم کردگار
جانے ہر شے کا وہی نفع و ضرر / تو ہے اوسکے فایدے سے بیخبر
جو کہ شے بدتر سے بدتر ہے یہاں / ہیں ہزاروں فایدے اسمیں نہاں
موت جو ہر چیز سے ہے تلخ تر / فایدے ہیں اسکے اندر بیشتر
بعد مرنے کے وہ ہونگے آشکار / جسطرح ہے شمس فی نصف النہار
حکمت باریتعالی یوں ہوئی / ہو گئی بیماری اسکو آنکھ کی
آترا وہ نور آنکھوں میں آب نزول / ہو گیا اندھا وہ مرد بوالفضول
فعل پر حق کے کرے جو کچھ نظر / ہو وہ اندھا بلکہ اندھے سے بتر
کی بہت اس شخص نے اپنی دوا / پر ہوا ہرگز نہ ظاہر فایدا
فصد و مسہل اور تدبیریں تمام / کرکے آخر تھک رہا وہ مرد خام
سو جب تاثیر و علت ہے خدا / جب غضب اوسکا ہو کیونکر ہو شفا
ب یہ تدبیرات ظاہری سبب / قدرت اللہ سے ہیں کارگر
تو توکل کے مرض کی کر دوا / پردہ ظاہر دوا ہے اے فتا
کا حکم بھی اسواسطے / صنعت حق تاکہ ظاہر ہو تجھے
ورنہ کیا تدبیر کیسی ہے دوا / قبضۂ قدرت میں اوسکی ہے شفا
ہیں جا بجا پر ہیں / جسطرح کہتا ہے رب العالمین
گر توکل پر دوا سے ہر مرض / تاکہ ہو باطل نہ حکمت کی غرض
کچھ ردو بدل / مرضی مولا ہے اعلا و اجل
کی بہت سی اوسنے جب لیکے فغان / قدرت حق سے ہوا وارد وہاں
بے نوا / جانتا تھا خوب آنکھوں کی دوا
دیکھکر اندھے کو وہ بولا اگر / دے مجھے تو پانسو دینار زر
کا علاج / جب ہے بالکل جا ہے یہ سوء المزاج
پانسو دینار لیکر اک دوا / اوسنے دی آخر کو آنکھوں میں لگا
/ بعد اسکے جب گئی وہ بیکلی
آنکھیں روشن ہو گئیں مثل چراغ / دل ہوا فرحت سے اسکا باغ باغ
/ ہو گئی دم میں زیادہ تیز تر
سجدۂ شکر خدا اے بے نیاز / دل سے وہ لایا بجا با صد نیاز
/ عاقل و فرزانہ و مرد لبیب
چاہا اسنے اوس سے نسخہ لیجیے / اسکے بدلے میں جو کچھ وہ دیجیے

ہو وہ نسخہ بہتر از صد کیمیا
وہی مجھے نسخہ یہ اکسیر کا بتا
جب یہ پاکحال نے نسخہ بتا
تھا وہی کرم و نجاست خوار زار
ایک اوسکا فایدہ ظاہر کیا
بندہ ہی ہر بات مین تقصیر وار
وصل سے قاضی کے اسکو شاد کر
تھا زبس الفت سے دل اوسکا لگا
اسلیے فرماتے ہین خیر البشر
دیکھکر دربار و رہ و دھوم دھام
دست بستہ ایک سو خود سنگدار
بولنے کی اور نہ کچھ کہنے کی جا
پوچھا قاضی نے کہ ای مرد گدا
درد و دل سے اسنے رو رو کر کہا
مینے کھو کر اپنا سارا مال و زر
جب خدا نے تجکو یہ منصب دیا
سب گئی برباد میری جانکنی
یہ جو بکتا ہی سمجھا سے زبون
یہ سمجھکر ہو رہا قاضی خموش
جو جو یہ شفقت سے کرتا تھا کلام
مہر و الفت اسقدر سے اشتباہ
ہی اسی آفت مین ہر اک مبتلا
آدمی رکھتا ہی عادات قبیح
اور کو سمجھا ہی کم فہمی سے خر
یہ نہ خر ہوتا تو ملا سے ونا

ہی کہ اعجاز عیسیٰ یہ دوا
چاہیے جو کچھ سو لے لے ای فتا
جزو اعظم اوسکا وہی کرم تھا
جزو عمدہ کحل کا ای نامدار
اور خدا جانی کہ کیا کیا اسمین تھا
عفو کر میری خطا ای کردگار
خانہ ویران کو تو آباد کر
سنبل و ریحان تھے رہ کی سنگ و خار
کرتی ہی الفت بشر کو کور و کر
رہ گیا حیران و ششدر مرد خام
اور کھڑی ہی اک جا نقیب و چوبدار
اک پہر تک یہ کھڑا انتظار رہا
کیا غرض ہی تو یہان جو ہی کھڑا
مرحبا تجکو ہزاران مرحبا
آدمی بنوایا تجکو اے پسر
علم و فقہ و فضل و زہد و اتقا
بیقراری گریہ و سینہ زنی
اسکو مالیخولیا ہے یا جنون
دلمین یہ خوش ہوا وہ خر فروش
وہم اسکا تھا ترقی پر مدام
اسکے خر ہونے پر دونون ہین گواہ
نفس کی شامت سے ای مرد خدا
یہ حماقت سے سمجھتا ہے ملیح
ہی خری ہی اپنی ہر اک بے خبر
کیا آ گئیون اسطرح سے مجکو تبا

آخر اس کحال سے اسنے کہا
لیکے آخر کو بہت سا سیم و زر
جانتا تھا لغو یہ جس کرم کو
حق تعالیٰ نے بتائی اسکو راہ
ہوکے دلمین منفعل کہنے لگا
مضطرب ہے خر فروش خستہ تن
سنکے ملا سے یہ اوسنے ماجرا
تھا اسے قاضی کا ایسا اشتیاق
خانہ قاضی غرض وہ پوچھ کر
فرش تھا دیبا و اطلس کا وہان
ہو گئی گم دیکھکر سب عقل و ہوش
ہو گیا دربار کا جب اختتام
کر بیان تو اپنے دل کا مدعا
واہ وا شاباش تو شرط وفا
دس برس اللہ سے مانگی دعا
اب تو مجھسے اجنبی مطلق ہوا
سمجھا قاضی نے کہ دیوانہ ہی وہ
باولی کو مین کرون تنبیہ کیا
رحم سے پھر اوسکو قاضی نے کہا
خلق سے اوسکو یقین آیا یہی
جسقدر یہ خلق سے آتا تھا پیش
ہوتی ہی واقع حقیقت در ظہور
عیب پر اورونکی رکھتا ہے نظر
یہ ہوتا خر تو ملا سے کبھی
نفس و شیطان کی ترغیب سے

دست بستہ ہو گئی با صد ادب
لعل و یاقوت و زمرد اور گہر
وہ ہی تھا اس کحل کا جزو نکو
تا کہ ہو موقوف دل کا اشتباہ
میری گستاخی کی حق نے کی دعا
اب یہ نور اسکو پہونچا ای حسن
بس وہین رستہ جو خر کا لیا
سیر گلشن تھا وہ رنج لا یطاق
رفتہ رفتہ پہونچا آخر اسکے گھر
خلق حاضر سیکڑون پیر و جوان
رہ گیا حیران و ششدر خر فروش
کم ہوئی فی الجملہ اسکی دھوم دھام
مقصد قلبی ہے یہان آنے سے کیا
چاہیے تھی جو کہ سو لایا بجا
تو دیا حق نے تجھے یہ مرتبہ
حق خدمت سب دیا دل سے بھلا
عقل سے بالکل سخت بیگانہ ہے
آپ اک آفت مین ہے
اور ہی نزدیک ہے
جو کہا ملانے
اوسقدر
خر
عیب

ہین وہی یہ خرفروش اہل دول — اگر شیطان ہی غدار و بدل
شور و غل کرنے لگا وہ خرفروش — شرم سے پھر ہو رہا قاضی خموش
خلق مین گر ہو گئی یہ بات فاش — ہو گی مشکل پھر یہان کی بود و باش
احمقی سے ہوتی ہین سب کار سخت — سہل کو کرتا ہی تنگ و عار سخت
اس سبب سے تا ہو افشای راز — قاضی کرتا اوسکی تعظیم دراز
ہون اگر احمق نہ دنیا مین حسن — پھر ہون ممتاز ہشیارون کی تن
کام مین دنیا کی جو ہین ہوشیار — ابلہ و نادان ہین پیش کردگار
عقل وہ ہی جس سے ہو عقبی درست — کام ہو جس سے کہ ایمان کا درست

ہو کے پھر ناچار قاضی نے کہا — اور کھڑا [illegible] اپنی گھر کو چلا
تا کہ خلقت مین ہو نہ خندہ ریزگی — لعنت کی باتین [illegible]
جسپہ یہ کرتا عزم تھا اخراج کا — پیش پا ہوتا رہی پھر ماجرا
عار بدنامی سے قاضی کو ہوا — خرفروش آخر کو اوسکا مقتدا
جبتلک زندہ رہا وہ خرفروش — قاضی سے وہ ہی رہا جو غیر خروش
جنکو احمق جانتے ہین سب یہان — ہین وہ عند اللہ دانای زمان
عقل وہ ہی جو وہان ہو کام کی — طوق لعنت ورنہ وہ ہو جائیگی
اس سخن کا کچھ نہین ہے پا و سر — ای حسن اس داستان کو ختم کر

خاتمہ بمذمت دنیای فانی اور اسکی ترغیب دلانے پر

ہے یہ دنیا سخت جای نابکار — ایک حالت پر نہین اسکو قرار

ہی تغیر اور تبدل دمبدم — اسکی بوقلمونیان ہین پے بہم
شام کو کوکب اگر تابندہ ہی — صبح کی ہوتی ہی وہ شرمندہ ہی
خلعت شاہانہ رکھتا ہی جو تن — چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن
ایک بھی خندان نہین ایسا یہان — ہو نہ گریہ ساتھ جسکے تو امان
رنگ و بو پر اسکے جو مفتون ہے — طفل نابالغ ہی یا مجنون ہے
دیکھی جب آنکھون نے دنیا کی فضا — دیکھتے ہی خود بخود گریان ہوا
یعنی اس مدت مین یہ تھوڑی سی راہ — قطع کی ہم نے مگر مر مر کے آہ
وسعت دنیا تو ہے بے انتہا — قطع کیونکر ہو گی ای میرے خدا
تھا وہ زندان رحم مین رہنے کی جا — تیرہ و تاریک و تنگ و بے ضیا
[illegible]شمیہ جای پوشاک لطیف — گندہ بودار و ناپاک و کثیف
[illegible]ن واسع و با زیب و فر — یہ گل و گلزار و بستان و ثمر
[illegible]ای زمرد و سیم و زر — مادر و ہمشیرہ و جد و پدر
[illegible]قت میرا حال آ[illegible] — جان کو ہوگا عجب جنجال آہ
[illegible]ہ کا اختتام — تھے سنین ہجرت خیر الانام
[illegible]ال کی — ختم جیسے کو ہوئی یہ مثنوی

صبح جو مانند گل خندان ہے — شب کی اندھیاری مین وہ پنہان ہے
شمع کے سر پر اگر ہی تاج زر — باد صرصر سے ہی لرزان ای پسر
یہ ہین جسکے ہی عروسانہ لباس — ہی وہ اسکے درپش اسباب یاس
ایک گل اسکا نہین بے رنج و خار — ایک گنج اسکا نہین بی نیش مار
ہی رحم کی جنس مین جبتک جنین — درد و فکر و رنج و غم اسکو نہین
ہی یہ گریہ اسکو اپنی جان پر — سب ہین اس سفر سی اسکے بیخبر
نو مہینے کھایا ہے خون جگر — طے کیا کس مصیبت سے سفر
اسطرح طی ہو گی یہ راہ دراز — مجھ نحیف خستہ سے ای بی نیاز
خون حیض گندہ ناپاک زن — تھی غذا میری بصد رنج و محن
چھوڑنا انکا ہوا سب مجھپہ شاق — قتل کرتا ہی مجھے انکا فراق
یار و فرزند و عزیز و اقربا — شیر و قند و روغن و نور ضیا
ہونگا جب مین چھوڑ کر انکو جدا — ای خدایا راہی ملک بقا
طفل روئی دیکھ اپنی حال پر — پیر ہو کر تو ہو غافل ای پسر
ای برادر بالیقین بے ریب و شک — یک ہزار و دو صد و پنجاہ و یک
حق تعالی اس سے فیض علم دے — میری محنت کا یہی انعام دے

نام حق پر ختم کر اپنی کتاب — ای حسن واللہ اعلم بالصواب

خاتمۃ الطبع مع تاریخ طبع از حقیر فقیر تا چیز زمان ابو ناظم محمد حامد علیخان حامد مصحح مطبع خلف حافظ غلام علی خان شاہ آبادی عفا عنہما الہادی

ہی سزاوار حمد وہ لایق — لائق نعت مخبر صادق
لوح محفوظ پر قلم نے جب — سر جھکا کر لکھا زروی ادب
وہ احد ہی تو آپ احمد ہین — وہ صمد ہی تو یہ محمد ہین
اقرءوا لا الٰہ الا اللہ — پھر محمد کو بھی رسول اللہ
بعد اوسکے صلوٰۃ اور سلام — لیس آل و صحابۂ عظام

اما بعد صوفیان حقیقت آگاہ وشائقان مشیخت پناہ وعارفان معرفت شناس ورہبروان جادۂ الفقر فخری قدسی اساس کو مژدہ ہو کہ ان ایام فرخندہ فرجام مین کتاب الاجواب نقش ظرافت یعنی گلزار ابراہیم قصہ حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ جو ظاہر مین ایک سراسر فسانہ ہے مگر حقیقت مین معنی کا خزانہ ہے عارف کامل کی داستان ہے بمصداق المجاز قنطرۃ الحقیقۃ سیر و منزل حق سے واصل کے تعشق کا بیان ہے عاشق صادق کا حال نجیر مآل اول سے آخر تک تحریر ہے عجیب پر اثر تقریر ہے صوفی صافی نہاد والاعتقاد عارف باللہ مرشد نا مولانا حسن رحمہ اللہ کی تصنیف شریف ہے کیا دلچسپ و لطیف ہے خارج از حد و توصیف ہے مطبع عالم مرجع عالیجناب معلی القاب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای واقع کانپور مین منشی پراگ نرائن صاحب عاقل ایجنٹ مطبع کے اہتمام سے مہینہ ... مین آخر ... مین مع تصحیح حسن وخوبی چھپی بندہ نے قلم برداشتہ چھپنے کی تاریخ لکھی

تاریخ طبع

مطبع منشی ذیجاہ مین پھر ان روز دن — دیدنی ای عرفا حال ولی
طبع کا سال اگر تمکو ہے لکھنا منظور — لکھدو جامہ بخدا تھا

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا.

۱۳/۳/۱۹۸۹

گ ح

گلزار ابراہیم

۸۵

[illegible]

[illegible]